بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُلاصَۃُ التَّفاسِیر

قرآنِ مُبِین مُترجَم

۲۸ (28)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمّد حسن رضوی

ناشر: پاک مُحرّم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مُبین مُترجَم

پارہ ۲۸

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک مُحرّم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون، ۴۲۳۳۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

تصدیق نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ"

میں نے "پاک محرم ایجوکیشن، نمائش کراچی" کا شائع کردہ "اٹھائیسواں پارہ مع ترجمہ و تفسیر" مصنفہ "__________"،

کو بغور پڑھا ہے، اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ الحمد للہ اب یہ ترمیم و اصلاح کے مرحلے سے گزر کر اغلاط سے مبرا ہو گیا ہے۔

دورانِ طباعت اگر زبر، زیر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ وغیرہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اس کا متنِ کتابت کی صحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

علی عمران صدیقی
مدرس دار العلوم نعیمیہ، کراچی
خطیب جامع مسجد بیت المحمود، اورنگی، کراچی

(مولانا) حافظ
علی عمران صدیقی
منظور شدہ

فہرست پارہ ۲۸

شمار	عناوین	صفحہ
۱	سورۃ المجادلۃ کی فضیلت و خواص	۵۴۷۵
۲	سورۃ المجادلۃ	۵۴۷۶
۳	شانِ نزول	۵۴۷۷
۴	مسلمانوں میں سب سے پہلے ظہار کرنے والا	۵۴۷۸
۵	دعار کے اثرات	۵۴۷۹
۶	ظہار کا کفارہ	۵۴۸۱
۷	ایمان والوں سے خطاب	۵۴۸۲
۸	جاہلیت کے قوانین پر چلنے والا کافروں میں شمار ہوگا	//
۹	خلافتِ الٰہیہ کے خلاف مشورے	۵۴۸۶
۱۰	تفسیرِ اہلِ بیتؑ	۵۴۸۷
۱۱	یہودیوں اور منافقوں کی سرزنش	۵۴۸۹
۱۲	یہودیوں کا طریقۂ سلام	//
۱۳	ہر سرگوشی بُری نہیں ہوتی	۵۴۹۰
۱۴	مجالس میں بیٹھنے کا طریقہ	۵۴۹۲
۱۵	مجاہدین اور اوّلین کا احترام	۵۴۹۳
۱۶	انسان کے رُتبے خدا کی نگاہ میں	//
۱۷	علمار کی فضیلت	۵۴۹۴
۱۸	حضرت امام علیؑ فرمایا کرتے تھے	۵۴۹۶
۱۹	حضرت امام علیؑ نے دس بار حضور اکرمؐ سے سرگوشی کا شرف حاصل کیا۔	۵۴۹۷
۲۰	حضرت امام علیؑ دس بار صدقہ دے کر علم سیکھا	۵۴۹۸
۲۱	امام رازی کی حدیث حضرت امام علیؑ کی مدح اور فضیلت سے گریز (یہ ہے دشمنی)	//
۲۲	شیطان کا آلۂ کار	۵۵۰۲
۲۳	حضرت امام علیؑ اور امام حسینؑ کا خطبہ	۵۵۰۳
۲۴	تہتّر فرقوں کی تفصیل حزب الشیطان اور فرقۂ ناجیہ	۵۵۰۴
۲۵	ایک اشکال، امام حسینؑ کے بارے میں	۵۵۰۶
۲۶	امام حسینؑ کا مقصد کیا تھا۔ تفصیلاً	//
۲۷	روح سے مراد //	۵۵۱۰
۲۸	سب سے افضل عمل	۵۵۱۱
۲۹	ایمان کی سب سے مضبوط شاخ	//
۳۰	ایمان کی تکمیل۔ اچھے بُرے کی پہچان	۵۵۱۲
۳۱	اللہ اور رسولؐ سے محبت کی پہچان	//
۳۲	رضی اللہ عنہم کے مصداق	۵۵۱۳

ب

شمار	عناوین	صفحہ
۳۲	سورۃ الحشر کی خصوصیات و فضیلت	۵۵۱۴
۳۳	سورۃ الحشر	۵۵۱۵
۳۴	آسمانوں اور زمین کی تسبیح سے مراد	۵۵۱۶
۳۵	یہودیوں کو عہد توڑنے کی سزا	۵۵۱۷
۳۶	یہودی وہ بُری قوم ہے (حضرت یعقوبؑ اور اللہ کی کشتی ہوگئی)	۵۵۱۸
۳۷	عبرت	۵۵۱۹
۳۸	فئے کا مال	۵۵۲۲
۳۹	مالِ غنیمت اور مالِ فئے کا فرق	۵۵۲۳
۴۰	مال مالداروں میں نہ گھومتا رہے	۵۵۲۵
۴۱	رسولؐ جو کچھ دیں لے لو	۵۵۲۶
۴۲	فیشن کرنے والی عورتوں پر خدا کی لعنت	۵۵۲۷
۴۳	باغِ فدک کا معاملہ	"
۴۴	جناب سیدہؑ غضبناک ہوئیں	۵۵۲۸
۴۵	انصارِ مدینہ کی تعریف	۵۵۳۰
۴۶	شُحَّ نفس کے معنی	۵۵۳۱
۴۷	آیت کا پیغام	۵۵۳۲
۴۸	منافقین کا طریقہ	۵۵۳۸
۴۹	شیطان کا مکر ایک عابد کے ساتھ	۵۵۴۳
۵۰	صرف دعوئے اسلام کافی نہیں ہے	۵۵۴۴
۵۱	اپنے اعمال کا محاسبہ کرو	۵۵۴۵
۵۲	قرآن اگر پہاڑ پر نازل ہوتا	۵۵۵۰
۵۳	سخت دل والوں کی مثال	۵۵۵۳
۵۴	اسمائے حسنیٰ کی وضاحت	۵۵۵۴
		۵۵۶۵ تا
۵۶	سورۃ الممتحنۃ کے خصوصیات	۵۵۶۶
۵۷	سورۃ الممتحنۃ	۵۵۶۷
۵۸	شانِ نزول۔ حاطب کا قصہ	۵۵۶۵
۵۹	محققین نے نتیجے نکالے	۵۵۷۵
۶۰	غلط فہمی کا ازالہ	۵۵۷۷
۶۱	حضرت ابراہیمؑ کی دعا	۵۵۷۹
۶۲	خدا سب سے بے نیاز ہے	۵۵۸۲
۶۳	کافروں سے دوستی نہ کرو	۵۵۸۵
۶۴	دشمنوں سے بھی انصاف کا حکم	"
۶۵	کافروں سے ترکِ تعلقات کی وجہ	۵۵۸۶
۶۶	مکے سے مدینہ آنے والی عورتوں کی تحقیقات کا حکم	۵۵۸۹
۶۷	کافر عورتوں کو روکو تو ان کا مہر ادا کرو	۵۵۹۰
۶۸	ہندہ جگر کی بیعت کا قصہ	۵۵۹۳
۶۹	عورتوں کے بہتان	۵۵۹۵
۷۰	رسولؐ کی مشروط اطاعت	۵۵۹۶
۷۱	عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ	۵۵۹۷
۷۲	یہودیوں کو خبریں پہنچانے والے مسلمانوں کو تنبیہ	۵۵۹۸

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۷۳	آخرت سے مایوس کفار کی مثال۔ اُن سے دوستی کرنے پر تنبیہ	۵۵۹۹
۷۴	سورۃ الصف فضائل وخصوصیات	۵۶۰۰
۷۵	سورۃ الصف	۵۶۰۱
۷۶	شانِ نزول	۵۶۰۲
۷۷	خدا کا سب سے پسندیدہ کام	۵۶۰۳
۷۸	مَقت کے معنی	۵۶۰۴
۷۹	منافق کی نشانی ۔ وعدہ کی اہمیت	۵۶۰۵
۸۰	سچے عالم کی پہچان	۵۶۰۶
۸۱	بلبل اور باز کا مکالمہ	۵۶۰۷
۸۲	قیامت کے روز سب سے زیادہ افسوس کرنے والا	״
۸۳	شیشہ پلائی ہوئی دیوار کی وضاحت	۵۶۰۸
۸۴	آیت کے نتائج وتعلیمات	۵۶۰۹
۸۵	اتحاد پیدا کرنے کا طریقہ	۵۶۱۰
۸۶	آیت کے پیغامات	۵۶۱۲
۸۷	حضرت عیسےٰ کی بشارت ہمارے نبی کے بارے میں	۵۶۱۴
۸۸	انجیل کی پیش گوئیاں	۵۶۱۵
۸۹	حضورؐ کے نام کی پیش گوئی	۹۶۱۸
۹۰	حضرت امام مہدیؑ کا ذکر	۹۶۲۲

شمار	عناوین	صفحہ
۹۱	پسندیدہ تجارت	۵۶۲۲
۹۲	اللہ سے تجارت	۵۶۲۳
۹۳	فائدہ مند تجارت	۵۶۲۴
۹۴	قرآن نے تین چیزوں کو آرام کا ذریعہ	۵۶۲۷
۹۵	فتح قریب سے مراد	۵۶۲۸
۹۶	حواریوں سے اللہ مدد مانگ رہا ہے	۵۶۲۹
۹۷	سورۃ الجمعۃ کے فضائل	۵۶۳۱
۹۸	سورۃ الجمعۃ	۵۶۳۲
۹۹	سورۃ الجمعۃ کے تفصیلی احکامات	۵۶۳۴ تا ۵۶۵۹
۱۰۰	نمازِ جمعہ اور شیعہ علماء	۵۶۵۹
۱۰۱	״ ״ کے وجوب کی شرائط	۵۶۶۰
۱۰۲	غلط استدلال	״
۱۰۳	شانِ نزول آیت	۵۶۶۳
۱۰۴	سورۃ المنٰفقون کے فضائل	۵۶۶۴
۱۰۵	سورۃ المنٰفقون	۵۶۶۶
۱۰۶	محققین نے نتیجے نکالے	۵۶۶۷
۱۰۷	منافقت کی اصل	۵۶۶۸
۱۰۸	جھوٹی قسمیں منافق ہی کھاتے ہیں	۵۶۶۹

شمار	عناوین	صفحہ
۱۰۵	دلوں پر مہر کیوں لگتی ہے	۵۶۷۱
۱۱۰	منافقوں کی تفصیلی تعریفیں	۵۶۷۳
۱۱۱	عزت تو صرف اللہ، رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے	۵۶۸۰
۱۱۲	حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا	۵۶۸۳
۱۱۳	منافقوں کی دس نشانیاں بیان ہوئیں	۵۶۸۲
۱۱۴	جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا	۵۶۸۴
۱۱۵	مال اور اولاد کا ذکر	۵۶۸۵
۱۱۶	آیت کا پیغام	″
۱۱۷	آیت کا آخری مطلب	۵۶۸۶
۱۱۸	اولاد کی محبت کا علاج	۵۶۸۷
۱۱۹	نفاق کے وسیع معنی	″
۱۲۰	کاش مہلت ملتی تو صدقہ و خیرات کرتا	۵۶۸۹
۱۲۱	عبرت اور نصیحت	۵۶۹۱
۱۲۲	سورۃ التغابن کے فضائل و خواص	۵۶۹۲
۱۲۳	سورۃ التغابن	۵۶۹۳
۱۲۴	تسبیح الٰہی کا ذکر	۵۶۹۴
۱۲۵	خدا کی معرفت، تخلیقات اور عدالت کا ثبوت	۵۶۹۵
۱۲۶	انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا	۵۶۹۷

شمار	عناوین	صفحہ
۱۲۷	انسان کو فطرتِ اسلام پر پیدا کیا گیا ہے	۵۶۹۸
۱۲۸	عیسائیوں کا کہنا کہ انسان پیدائشی گنہگار ہے	″
۱۲۹	آسمانوں اور زمین کو باطل طور پر نہیں پیدا کیا	۵۶۹۹
۱۳۰	جناب سیدہ فاطمہ زہرا کا خطبہ	″
۱۳۱	اس آیت میں تین باتیں بتائی گئی ہیں	۵۷۰۰
۱۳۲	آیت ۸ میں نور سے مراد	۵۷۰۶
۱۳۳	یوم التغابن سے مراد	۵۷۰۹
۱۳۴	اللہ پر بھروسہ کرنا	۵۷۱۸
۱۳۵	بیوی، بچوں، مال کی محبت کے خطرات	۵۷۲۰
۱۳۶	شُحَّ کے معنی	۵۷۲۶
۱۳۷	اللہ کو قرضِ حسن دینے کے معنی	۵۷۲۷
۱۳۸	سورۃ الطلاق کے خواص و فضائل	۵۷۲۹
۱۳۹	سورۃ الطلاق	۵۷۳۰
۱۴۰	طلاق کے تفصیلی مسائل	۵۷۳۱
	″	″
	″	۵۷۴۳
۱۴۱	مشکلات سے نکلنے کا ذریعہ خدا سے ڈرنا ہے۔	″
		۵۷۴۵
۱۴۲	احادیث	

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۴۳	توکل کے معنی	۵۷۴۵
۱۴۴	احادیث توکل کے بارے میں	"
۱۴۵	افضل ترین عمل	۵۷۴۶
۱۴۶	آنحضرتؐ کی ایک گروہِ مومنین سے ملاقات۔ سوالات اور جوابات	"
۱۴۷	تین قسم کی عورتوں کی عدت کی مدت کا بیان	۵۷۴۹
۱۴۸	ماضی کے واقعات سنانے کا فائدہ (عبرت و نصیحت)	۵۷۵۴
۱۴۹	"ذکر" سے مراد	۵۷۵۵
۱۵۰	نتائج اور تعلیمات	
۱۵۱	ہماری امامت کو سورۂ قدر سے ثابت کیا کرو۔ (امام صادقؑ)	۵۷۵۹
۱۵۲	سورۃ التحریم کی تلاوت کی فضیلت	۵۷۶۱
۱۵۳	سورۃ التحریم	۵۷۶۲
۱۵۴	شانِ نزول	۵۷۶۳
۱۵۵	قسم کھانے کا کفارہ	۵۷۶۶
۱۵۶	یہ خطاب حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ سے ہے	۵۷۶۸ ۵۷۶۹
۱۵۷	آیت سے یہ سبق ملا کہ : ؟	۵۷۷۲
۱۵۸	اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ	۵۷۷۴
۱۵۹	پکی اور سچی توبہ کی اہمیت	۵۷۷۶
۱۶۰	توبۂ نصوح کا معیار	۵۷۸۰
۱۶۱	توبہ " کے نتیجے اور فوائد	"
۱۶۲	حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کا ذکر	۵۷۸۴
۱۶۳	حضرت آسیہ بنتِ مزاحم۔ زوجۂ فرعون کے ایمان کا ذکر	۵۷۸۵
۱۶۴	تقیہ کی بہترین مثال	"
۱۶۵	حضرت مریمؑ بنتِ عمرانؑ (والدۂ حضرت عیسیٰؑ) کی مدحت	۵۷۸۷
آخری صفحہ		۵۷۸۸

کاتب : جعفر زیدی : ۱۴ جولائی ۲۰۰۲ء / ۳ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ اتوار۔ ۱۲ بجے دن۔

www.drhasanrizvi.com

سورۃ المجادلۃ

شدت کے ساتھ بحث و تکرار کے بیان سے شروع ہونے والی سورۃ

فضائل و خصوصیات

فرزندِ رسولِؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے
کہ: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۂ مجادلہ کی تلاوت کرے (سمجھ کر پڑھے) تو قیامت کے روز وہ حزب اللہ (اللہ کے لشکر) میں شمار کیا جائے گا۔"

★ ——— (تفسیر مجمع البیان ۔ تفسیر نمونہ)

نیز فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباءِ طاہرینؑ کے حوالوں سے روایت فرمایا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۂ مجادلہ کو اپنی نمازوں میں پڑھے، تو خداوندِ عالم اُس کو اُس کی پوری زندگی میں کوئی عذاب نہ دے گا۔ وہ اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کی کوئی بُرائی نہیں دیکھے گا۔ (یعنی کوئی ناخوشگوار بات نہیں پائے گا) نیز فقر و بدحالی میں گرفتار نہ ہوگا۔"

★ ——— (تفسیر مجمع البیان ۔ تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیاتھا ۲۲

سُورَةُ الْمُجَادِلَةِ

مَدَنِيَّةٌ

رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ (۱) اللہ نے اُس (عورت) کی فریاد کو سن لیا ہے

تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا جو اپنے شوہر کے بارے میں آپؐ سے بڑی شدت

وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ کے ساتھ بحث و تکرار کر رہی ہے۔ اور اللہ سے شکایت

يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ کر رہی ہے (کیونکہ) اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا ہے

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۱ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ سننے والا بھی ہے اور دیکھنے والا بھی۔

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول آیت ۱ تا ۴

انصار کی ایک عورت کا نام خولہ تھا، شوہر نے غصّہ میں کہدیا کہ "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ" (یعنی) تو میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہے"

زمانۂ جاہلیت میں یہ کہدینا طلاق کی ایک قسم تھی۔ کچھ عرصے کے بعد شوہر سخت پریشان ہوا اور بیوی سے کہا کہ رسولِ خدا ص کے پاس جا کر اس کا حل تلاش کر۔ عورت نے حضورِ اکرم ص سے پورا قصہ بیان کر دیا۔

آپ ص نے فرمایا: "تو اُس پر حرام ہو چکی ہے، میرے پاس اس سلسلے میں کوئی دوسرا حکم نہیں ہے۔"

عورت نے خدا سے دعا کرنی شروع کر دی۔

اُس وقت حضورِ اکرم ص پر وحی ہوئی اور یہ آیات اتریں۔ آپ ص نے اُس عورت کے شوہر کو طلب فرمایا، اور اُس کے سامنے یہ آیات پڑھیں اور پوچھا: اس کہنے کے کفّارے میں ایک غلام آزاد کرو۔ اُس نے معذرت کی۔ پھر فرمایا: دو مہینے مسلسل روزے رکھو۔ اُس نے عرض کی، میں اندھا ہو جاؤں گا۔ پھر فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اُس نے عرض کی، آپ میری مدد فرمائیں۔ تو حضورِ اکرم ص نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے اُس کو رقم عطا فرمائی۔

(تفسیر مجمع البیان، قرطبی، وغیرہ وغیرہ)

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ (۲)	تم میں سے جو لوگ (غصّہ میں)
مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ	اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں
اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ	تو اس (بات کے کہدینے) سے
اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ	اُن کی بیویاں اُن کی مائیں نہیں

www.drhasanrizvi.com

لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ②

بن جاتیں۔ حقیقتاً اُن کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنھوں نے انھیں اپنے پیٹ سے جنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایک بہت ہی سخت ناپسندیدہ، بُری اور جھوٹی بات اپنی زبان سے کہدیتے ہیں (یعنی اپنی بیوی کو اپنی ماں کہدینے کا تصور ہی ایک نہایت بیہودہ اور سخت گندہ تصور ہے) مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایسی باتوں کے باوجود) بڑا معاف کرنے والا اور تمھاری برائیوں کو اپنی رحمتوں سے ڈھک لینے والا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "مسلمانوں میں جس شخص نے سب سے پہلے ظہار کیا (یعنی اپنی بیوی کی پشت کو اپنی ماں کی پشت کہدیا) وہ انصار میں اوس بن صامت تھا زمانۂ جاہلیت میں جو کوئی اپنی بیوی سے یہ کلمات کہدیتا تھا، اُس پر اُس کی بیوی حرام ہوجایا کرتی تھی جب اوس شرمندہ ہوا تو اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ رسولِ خداؐ کی خدمت میں جا اور دریافت کر، کہ ایسا کہنے کا اسلام میں کیا حکم ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے عورت! اب تو اُس مرد پر حرام ہو چکی ہے۔"

یہ سن کر اُس عورت نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا کہ: میں خدا سے اپنے شوہر سے جدا ہونے پر فریاد کرتی ہوں۔" اس پر یہ آیات اُتریں کہ: "اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی..... الخ

(تفسیر صافی۔ من لا یحضرہ الفقیہ)

★ اِس واقعہ سے دعاء کی طاقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دل سے دعاء مانگنا کس قدر

www.drhasanrizvi.com

پُر اثر ہوتا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اَلدُّعَآءُ یَرُدُّ الْقَضَآءَ" (دُعاء قضائے الٰہی (اللہ کے حتمی فیصلوں) کو رد کر دیتی ہے)

★ (الحدیث)

دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اُڑتی ہے، گردوں پہ گذر رکھتی ہے

★ (اقبال)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنی دعاء میں فرماتے ہیں:

"اے میرے مالک! آپ کا یہ کرم ہے کہ آپ نے اپنے فیصلوں کو دعاء کے ذریعہ سے بدل دینے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔"

★ ———— (از مفاتیح الجنان)

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ ﴿۳﴾ تو جو لوگ اپنی بیویوں سے ظِہار
مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ کریں، اور پھر (شرمندہ ہو کر اُس سے)
لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ پلٹنا چاہیں جو انھوں نے کہدی ہے
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط تو اس سے پہلے کہ وہ (میاں بیوی)
ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ط ایکدوسرے کو ہاتھ لگائیں (ہمبستری کریں)

www.drhasanrizvi.com

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۳﴾ انھیں ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔

یہ تمھیں (ایسی بات منھ سے نکالنے پر) سبق دیا جاتا ہے (یعنی یہ کفّارہ تمھاری سزا ہے، تاکہ تم آئندہ ایسی حرکت نہ کرو) اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو، اللہ اُس کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے ﴿۳﴾

---

* خداوندِ عالم کا فرمانا: "جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں (یعنی اُن کو اپنی ماں کہہ دیں) پھر اپنی اُس بات سے رجوع کریں۔"

* یعنی جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں ایسا کہنے کے عادی تھے، اب اگر اسلام لانے کے بعد بھی وہ ایسا ہی کریں، تو اُن کی یہ سزا ہے۔ چاہے یہ کہنے کے بعد وہ اپنی بیوی کو طلاق ہی کیوں نہ دے دیں یا بیوی مر ہی کیوں نہ جائے، پھر بھی کفّارہ دینا ہوگا۔ کیوں کہ یہ کہنا بذاتِ خود ایک جرم ہے۔

* ——— (تفسیر کبیر بقول طاؤس، مجاہد، شعبی، زہری، قتادہ، سفیان ثوری)

* اور آخر میں خدا کا یہ فرمانا کہ: "جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔"

یعنی: اگر تم نے گھر میں چپکے سے بیوی کو ماں کہہ دیا، اور پھر بھی بیوی سے تعلق قائم رکھا اور کفّارہ بھی نہ دیا، تو کسی اور کو خبر ہو یا نہ ہو، خدا کو اُس کی خبر ہے۔"

* ——— (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

* "پلٹنے" کے معنی ہیں کہ ظہار کرنے کے بعد شوہر اپنی اُس بیوی سے ہمبستری کرنا چاہے، تو گویا وہ اب اپنے کلمۂ ظہار سے پلٹ گیا۔ * ——— (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

* تمام فقہاء کے نزدیک ساٹھ مسکینوں کو ایک ساتھ کھانا کھلانا ضروری نہیں ہے بلکہ یہی تعداد قسطوں میں بھی پوری کی جاسکتی ہے۔
*——— (فتح القدیر)

* مگر یہ ضروری ہے کہ جب تک ساٹھ مساکین کو کھانا نہ کھلا چکے، ہمبستری نہ کرے۔
(مولف)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ﴿۴﴾ اب جسے غلام ہی نہ ملے تو وہ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے۔
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ۚ قبل اس کے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ ہاتھ لگائیں (ہمبستری کرنے سے قبل)
سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذَٰلِكَ اگر یہ بھی نہ کرسکے تو وہ ساٹھ
لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مسکینوں (غریبوں) کو (کھانا) کھلائے
وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۗ یہ (حکم) اس لیے دیا جارہا ہے کہ (اس طرح)
وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۴﴾ تمہارا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان

ثابت ہوجائے، اور یہ اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی (سزا کی) حدیں ہیں، اور اس سے انکار کرنے والے کافروں کے لیے بڑی ہی تکلیف دینے والی سزا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت میں ایمان والوں سے خطاب ہے

یہاں "ایمان لائے" سے مراد سچے اور مخلص مومن کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ کیوں کہ اِس آیت کے مخاطب کفّار و مشرکین نہیں ہیں۔ کیوں کہ یہ حکم سنانے کے بعد خداوندِ عالم نے فرمایا: "یہ حکم تم کو اس لیے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسولؐ پر (حقیقی معنی میں) ایمان لاؤ۔"

★ مطلب یہ ہے کہ جو شخص زبان سے ایمان کا اعلان کرنے کے بعد بھی جاہلیت کے پرانے قوانین پر چلتا رہے تو اُس کا یہ طرزِ عمل ایمان کے منافی ہوگا۔

★ مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ جب اللہ و رسولؐ نے زندگی کے کسی معاملے میں کوئی قانون مقرّر کر دیا ہے، اُس کو چھوڑ کر اپنی مَن مانی کرتا رہے۔ (یا جاہلیت کے طرز پر چلتا رہے۔)

★ اِسی لیے یہاں اِس آیت میں کافر سے مراد منکرِ خدا و رسولؐ نہیں ہے، بلکہ مراد وہ شخص ہے جو بظاہر ایمان لانے کا اعلان کرے، مگر کفّار کا طرزِ عمل اختیار کرے۔

★ مطلب یہ ہے کہ یہ کافروں کا کام ہے کہ خدا و رسولؐ کا حکم سن کر بھی وہ اپنی مرضی چلاتے ہیں۔ اِسلام تو نام ہے خدا کی مرضی کو تسلیم کرنے کا۔

★ ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی چلانا یا جاہلیت کے قوانین پر عمل کرنا کفر ہے۔ اور ایسے لوگوں کا شمار خداوندِ عالم کے ہاں مومنین میں نہ ہوگا، بلکہ کافروں میں ہوگا۔

★ (تفسیر کبیر، تفہیم، تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

★ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے، بیوی حرام تو نہیں ہوتی مگر کہنے والے کو شرعی جرمانہ، جسے "کفّارہ" کہتے ہیں، ادا کرنا پڑے گا، تب بیوی حلال ہوگی۔

کفّارے کے سلسلے میں خداوندِ عالم نے کفّارہ ادا کرنے والے کی مالی اور جسمانی استعداد کو مدِّ نظر رکھا ہے۔

★ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ ظاہری آیت سے تو ساٹھ دن مسلسل روزے رکھنا معلوم ہوتا ہے لیکن ائمۂ اہلِ بیتؑ کی احادیث، اور کچھ اہلِ سنت کے فقہاء کے فتووں کے مطابق ایک مہینہ مسلسل روزے رکھ کر اگر دوسرے مہینے میں کچھ دن بھی روزے رکھ لیے تو "شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ" (دو مسلسل مہینوں) کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے۔

★ ——— (وسائل الشیعہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ	(۵) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور
وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا	اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں
کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ	وہ ایسے ذلیل و خوار ہوں گے جس طرح
قَبْلِھِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍۭ	ان سے پہلے کے لوگ ذلیل کیے جا چکے ہیں
بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ	جبکہ ہم نے کھلی ہوئی آیتیں اُتار دی ہیں
مُّھِیْنٌ ۚ ﴿۵﴾	تو اب ان کا انکار کرنے والے کافروں کے لیے بڑی ذلیل کر دینے والی سزا ہے۔

★ یہاں کافروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدائی احکامات یعنی شریعت کو نہیں مانتے۔ کافروں سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو کسی وقت شریعت کے کسی حکم کو ادا نہیں کرتے۔

(معالم، بیضاوی، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ بادشاہ، سردار، وڈیرے اپنے قانون نافذ کرتے ہیں، وہ سب اسی آیت کے ذیل میں آتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کے قانون خدا اور رسولؐ کے قوانین کے خلاف ہوتے ہیں۔
البتہ اسلامی حکومت اگر فقہاءِ عظام سے فتویٰ لے کر کوئی مفید قانون نافذ کرے۔ جس سے عوام لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہو، تو وہ جائز ہے۔

★ ——— (تفسیر روح المعانی)

★ اس آیت میں خدا کے قوانین کے بجائے اپنی خواہش پر چلنے والوں کے لیے دو سزاؤں کا ذکر ہے
(۱) رسوائی جو اسی دنیا میں ہوگی (۲) دوسرے عذابِ معین، ذلت کا عذاب جو آخرت میں ہوگا۔

★ ——— (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر، تفہیم)

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ﴿۶﴾ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْاؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۶﴾ ع

جس دن اللہ اُن سب کو زندہ کرکے اُٹھائے گا اور پھر انھیں بتائے گا جو کچھ بھی انھوں نے (دنیا میں) کیا تھا۔ وہ بھول گئے، مگر اللہ نے اُن کے سب کاموں کو گن گن کر محفوظ کر رکھا ہے (کیونکہ) اللہ ہر ہر چیز پر گواہ (حاضر و ناظر) ہے

محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) خدا نے صرف ظاہری احکامات کی تعمیل کو کافی نہیں سمجھا۔ وہ انسان کے دل کو دیکھتا ہے کہ دل کے ارادے کیا ہیں؟ انسان کا دل خدا کو حاضر و ناظر سمجھے (۲) خدا کو دھوکا دینا ممکن نہیں۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مطلب یہ ہے کہ گناہ کر کے تمھارے بھول جانے سے معاملہ ختم نہیں ہو سکتا۔ اگر تم خدا کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتے تو خدا کے نزدیک تمھارا یہ طرزِ عمل معمولی بات نہیں ہے، خدا ہر ہر گناہ کو نوٹ فرماتا ہے کہ گناہ کرنے کے بعد کس کا عمل کیا تھا؟

ــــــ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي	﴿۷﴾ کیا تم یہ نہیں سمجھتے کہ آسمانوں اور زمین
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	کی تمام چیزوں کو خدا جانتا ہے؟ کبھی ایسا
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ	نہیں ہوتا کہ کوئی تین آدمی آپس میں چھپ کے
اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا	باتیں کریں اور اُن کے درمیان چوتھا اللہ موجود
خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ	نہ ہو، یا پانچ آدمی (خفیہ باتیں کریں) اور
وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا	اُن میں چھٹا اللہ موجود نہ ہو، چھپ کے بات
اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ	کرنے والے چاہے اس سے تعداد میں کم ہوں یا
اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ	زیادہ جہاں کہیں بھی وہ ہوتے ہیں اللہ اُن کے
بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	ساتھ ساتھ ہوتا ہے، پھر روزِ قیامت خدا انھیں
	بتائے گا جو کچھ بھی کہ اُنھوں نے (دنیا میں) کیا ہوگا

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (کیونکہ، یہ حقیقت ہے کہ خدا ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔

خلافتِ الٰہیہ کے خلاف مشورے

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ آیت ابو عبیدہ جراح، عبدالرحمٰن بن عوف، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، حضیرہ بن شعبہ اور فلاں فلاں کے بارے میں بھی اتری ہے، جب انھوں نے آپس میں مشورہ کیا، اور ایک معاہدہ لکھا، اور سب نے اس کی توثیق کی، کہ، جب محمدؐ کا انتقال ہو جائے گا تو ہم خلافت اور امامت کو نبوت کے ساتھ ساتھ، بنی ہاشم کے گھر میں جمع نہیں ہونے دیں گے۔"

(تفسیر صافی بحوالہ کافی، تفسیر قمی)

تاریخ کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ تم بنی ہاشم خواہ مخواہ ہم سے ناراض رہتے ہو۔ اصل میں خدا یہ نہیں چاہتا تھا کہ نبوت اور امامت (خلافت) کو ایک گھر میں جمع کر دے (مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ جب حضرت عمر کا انتقال ہونے لگا تو انھوں نے خلافت کے لیے دو نام تجویز کیے۔ (۱) حضرت امام علیؑ کا (۲) حضرت عثمان کا۔ اور ایک کمیٹی بنائی اور حکم دیا کہ وہ کمیٹی ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کر دے۔)

(سیرۃ ابنِ ہشام)

★ سوال یہ ہے کہ اگر خدا یہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں جمع ہو تو پھر حضرت عمر نے حضرت امام علی علیہ السلام کا نام خلافت کے لیے کیوں منتخب فرمایا؟

(مؤلف)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.drhasanrizvi.com

نے فرمایا: "یہاں پر اللہ کے ساتھ ہونے کے معنی اللہ کا جاننا اور ہر شخص کا پوری پوری طرح علمی احاطہ کر لینا ہے۔ کیوں کہ خدا کی ذات لامحدود ہے اس لیے اُس کی ذات کی معیّت مراد نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر خدا کی معیّتِ ذاتی کو مانا جائے گا تو خداوندِ عالم کا محدود ہونا لازم آئے گا۔

★ ——— (تفسیرِ صافی، اصول کافی)

(تفسیرِ اہلِ بیتؑ) حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"اِس آیت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ خدا کے اُمناء (علم کے امین اہلِ بیتؑ) کو خدا کی طرف سے یہ قدرت بخشی گئی ہے کہ وہ ساری اُس کی مخلوق پر تسلّط رکھتے ہیں، بِر اِسی لئے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں، اُن کا فعل خدا کا فعل ہوتا ہے۔ (کیوں کہ وہ ہر کام خدا کی مرضی کے تحت کرتے ہیں) اِسی لئے اُن کے علم کو خدا کا علم کہا گیا ہے۔"

★ ——— (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ حدیث ۲۰)

★ حضرت امام علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: خدا کہاں ہے؟

فرمایا: "اللہ اِس جگہ ہے، اِس جگہ ہے، اوپر ہے، نیچے ہے، ہم پر احاطہ کیے ہوئے ہے، ہر ہر جگہ ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔ پھر اِسی آیت کی تلاوت کی اور فرمایا، اِس آیت کے یہی معنی ہیں۔

★ ——— (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خدا وہ ہے جو سخت پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز تک کو سنتا ہے، وہ فضاؤں میں پرندوں کے پر مارنے کی آوازیں سنتا ہے۔ کوئی چیز جس کا کان، آنکھیں ادراک کرتی ہیں خدا سے پوشیدہ نہیں۔ تمام چھوٹی، بڑی چیزیں خداوندِ عالم کے لیے ظاہر و آشکار ہیں۔

★ ——— (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ حدیث ۲۱)

www.drhasanrizvi.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ	(۸) کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں
النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا	چُھپ چُھپ کر (بُری) باتیں کرنے سے منع کر دیا
نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ	گیا تھا، مگر جس چیز سے انھیں منع کیا گیا تھا وہ
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ	دوبارہ وہی حرکت کیے چلے جاتے ہیں؟ یہ لوگ
مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا	چُھپ چُھپ کر ایکدوسرے سے گناہ، ظلم و زیادتی
جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ	اور رسولؐ کی نافرمانی کی باتیں کیا کرتے ہیں،
يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ	مگر جب آپؐ کے پاس آتے ہیں تو آپؐ کو
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا	اس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طرح
اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ	اللہ نے آپؐ پر سلام نہیں کیا۔ (السلام علیکم
جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ	کے بجائے السّام علیکم کہتے ہیں یعنی آپؐ پر موت
الْمَصِيْرُ ⑧	آئے) اور پھر اپنے دلوں میں یہ بھی کہتے

کہ ہمارے اِس کہنے کی وجہ سے خدا ہم پر اپنا عذاب نازل کیوں نہیں کرتا؟
اُن کی سزا کے لیے جہنّم بہت کافی ہے، وہ اُسی کا ایندھن بنیں گے۔ بہت ہی بُرا ہے اُن کا انجام۔

www.drhasanrizvi.com

یہودیوں اور منافقوں کی حرکتوں پر سرزنش

جن لوگوں کو چھپ چھپ کر باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے اُن سے اوّلین مراد یہودی اور منافقین ہیں، جو مسلمانوں کے خلاف چھپ چھپ کر باتیں بناتے اور سازشیں تیار کرتے۔ وہ جب مومنوں کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے۔ اس لیے حضورِ اکرمؐ نے ایسا کرنے سے سب کو منع کر دیا۔ تاکہ یہودی اور منافقین پہچانے جا سکیں، اور وہ اس حکم کے بعد بھی ایسا ہی کرتے رہے۔

* (تفسیر صافی)

یہودیوں کا طریقۂ سلام

یہودی جب جناب رسولِ خداؐ کے پاس آتے تو سلام کرتے وقت یوں کہتے۔ "اَلسَّامُ علیکم" یعنی تم پر موت آئے۔ جناب رسولِ خداؐ جواب میں صرف "علیکم" فرما دیا کرتے۔ یعنی "تم پر موت آئے" اس پر یہ آیت اُتری۔

* ——— (تفسیر صافی، روضۃ الواعظین)

* تمام مفسّرین نے ان آیتوں کو یہودیوں کے لیے لکھا ہے۔ مگر حضرت ابنِ عباسؓ نے منافقوں کے لیے قرار دیا ہے جو زیادہ معقول ہے۔

* ——— (ابنِ جُریر)

* جب یہودی، اور منافقین آپؐ کو اَلسَّامُ علیکم یعنی (تم کو موت آجائے) کہہ کر سلام کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ چیخ پڑتی تھیں کہ تمھیں موت آئے، تم پر خدا کی لعنت پڑے۔ حضورِ اکرمؐ اُن کو روکتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: یارسول اللہؐ! آپؐ نے سُنا نہیں کہ انھوں نے کیا کہا؟ حضورِ اکرمؐ فرماتے: تم نے نہیں سُنا کہ میں نے کیا جواب دیا۔؟ میں نے کہا "و علیکم" (اور تم پر موت آئے)

* ——— (بخاری، مسلم۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم بقول ابن عباس)

* نتیجہ یہ نکلا کہ: برائی کا جواب اُسی قدر بُرائی سے دیا جا سکتا ہے (مؤلف)

آجکل اکثر و بیشتر سلام کرتے وقت جلدی میں سام علیکم کہنا رواج بن گیا ہے۔ اگرچہ بُرائی کے طور پر نہیں کہا جاتا۔ تاہم اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ "سَلَامٌ عَلَیْکُمْ" کہنے میں زیادہ آسانی ہے اور بہتر طریقہ ہے۔

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰىؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑨

〈۹〉 اے وہ لوگو! جو خدا اور رسولؐ کو دل سے مانتے ہو، جب تم ایک دوسرے سے چھپ چھپا کر کوئی بات کیا کرو تو تم ظلم، زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کی باتیں نہ کیا کرو بلکہ نیک کاموں اور تقویٰ (یعنی) برائیوں سے بچنے اور فرائض الٰہیہ کے ادا کرنے کی باتیں کیا کرو، اور "اُس اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرتے رہا کرو، جس کی طرف تم سب کو جمع ہو کر حاضر ہونا ہے۔

ہر سرگوشی بُری نہیں ہوتی

★ آخر میں یہ اصول بتایا گیا کہ ہر وہ بات جو چپکے چپکے کہی جائے بُری نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی مسلمان بھائی میں کوئی عیب ہو تو اُس کو تنہائی میں چپکے سے بتانا چاہیے۔ کسی کے سامنے بتانا اُس کی توہین کرنے اور بدنام کرنے اور دل آزاری کے مترادف ہوگا۔ (فصل الخطاب)

★ آیت کا آخری مطلب یہ ہے کہ چپکے چپکے باتیں کرنا از خود کوئی گناہ نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کا مقصد بُرا ہو، کسی کو بدنام کرنا ہو، یا کسی کے خلاف کوئی سازش کرنا ہو، تو یہ بہت بُری چیز ہے۔ اب منافقوں کا اصل مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور تحقیر کرنا تھا، اس لیے اس کام کے لیے چپکے چپکے باتیں کرنا گناہ قرار دیا گیا۔ ★ (تفسیر کبیر، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

یہ چھپ چھپا کر چپکے چپکے (منافقا‌نہ) باتیں کرنا شیطان کی تحریک سے ہوتا ہے (یا) یہ کانا پھوسی، سرگوشی ایک شیطانی کام ہے، اور یہ اس لئے کی جاتی ہے کہ ایماندار لوگوں کے لیے باعثِ رنج ہو حالانکہ وہ خدا کی اجازت کے بغیر اُنھیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی (اس لئے) خدا و رسُول کو دل سے ماننے والے ایمانداروں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جب تم تین آدمی موجود ہو تو تم میں کے دو آدمی تیسرے آدمی سے الگ ہو کر چپکے چپکے باتیں نہ کریں۔ کیوں کہ اس سے تیسرے آدمی کو رنج ہوگا"

یہ بھی لکھا ہے کہ یہاں نجویٰ سے مراد وہ خواب ہیں جن کو دیکھ کر آدمی غمگین ہوتا ہے۔

(تفسیر صافی۔ تفسیر مجمع البیان)

★

★ محققین نے اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ:

"شیطان میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ کسی مومن کو خدا کی اجازت کے بغیر پریشان کر سکے، خدا اس کو پریشان کرنے کی اجازت دیتا ہے، تاکہ مومن کا امتحان ہو، اور امتحان سے اُس کے جوہر کھلیں اور لوگ اور فرشتے اُس کے عظیم مراتب سے واقف ہوں۔

(تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا (۱۱) اے وہ لوگو! جو خدا و رسولؐ کو دل سے
قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي مانتے ہو، جب تم سے یہ کہا جائے کہ
الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ جلسوں (مجالس) میں اِدھر اُدھر
اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا ہٹ کر (لوگوں کو بیٹھنے کی) جگہ دیدو
فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ تو تم پھیل پھیل کر جگہ دے دیا کرو، خدا
آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ تمھیں وسعت اور کشادگی عطا کریگا
أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (۱۱) تو کھڑے ہو جایا کرو، تاکہ اُن لوگوں کو

بلند درجے عطا فرمائے جو دل سے خدا و رسولؐ کو مانتے ہیں، اور جنھیں علم کا جوہر عطا کیا گیا ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے، اللہ اُس کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

مجالس میں بیٹھنے کا طریقہ

★ خداوند حکیم کا مومنین کو یہ حکم دینا کہ اگر کوئی رسولؐ کی محفل مجلس میں آئے تو "تم پھیل پھیل کر اُس کو حلقے میں بیٹھنے کے لیے جگہ دے دیا کرو"، اس لئے تم محفل

www.drhasanrizvi.com

میں کھل کر دور دور بیٹھو (یعنی حلقہ کشادہ کردو) تاکہ آنے والوں کو حلقے میں بیٹھنے کی جگہ مل جائے۔ اصل میں لوگ، رسولِ خداؐ سے بہت قریب ہو کر بیٹھنا چاہتے تھے تاکہ آں حضرتؐ کا کلام پوری طرح سن سکیں۔ اِسی لئے حکم دیا جارہا ہے کہ پھیل پھیل کر (جگہ چھوڑ چھوڑ کر) بیٹھو تاکہ نئے آنے والے بھی آپؐ کی تعلیمات سے فیض حاصل کرسکیں۔

★ پھر یہ بھی کہا گیا کہ جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ، تو تم اُٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو، تاکہ حلقۂ نشست وسیع ہوسکے۔

★ ——— (تفسیرِ صافی ، تفسیرِ قمیؒ)

★ اِس سے محققین نے یہ نتیجہ بھی نکالا کہ: "اگر کسی محفل میں کوئی عالم یا صاحب کردار شخص آئے تو اُس کو اچھی جگہ بیٹھنے کو دی جائے، اور اُس کے لیے احتراماً کھڑا ہو جایا جائے۔"

★ ——— (فصل الخطاب)

★ امام مالک نے فرمایا: "یہ قانون صرف رسولِ خداؐ ہی کی محفل کے لیے نہیں ہے، بلکہ ہر محفل کے لیے ہے۔ پہلے سے بیٹھے ہوؤں کے لیے ضروری ہے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ دیں، اور آنے والے زبردستی گھس کر نہ بیٹھیں۔

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص کسی کو اُٹھا کر اُس کی جگہ نہ بیٹھے، بلکہ تم خود دوسروں کو بیٹھنے کی جگہ دو۔"

★ ——— (بخاری ۔ مسلم ۔ مسند احمد)

★ حضورِ اکرمؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: "کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہے، کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر دھنس جائے۔"

★ ——— (مسند احمد ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی)

شانِ نزول

صحابہ کرام کا بیان ہے، کہ: "لوگ دیر تک جنابِ رسولِ خداؐ کے پاس بیٹھے باتیں بناتے

www.drhasanrizvi.com

رہتے تھے، جس سے آں حضرتؐ کو تکلیف ہوتی تھی، آپؐ کے کاموں میں بھی حرج اور خلل ہوتا تھا، دوسرے لوگ قریب نہ آسکتے تھے۔ اِس لیے یہ حکم آیا کہ: "جب تم لوگوں سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ، تو تم اُٹھ جایا کرو"

★ ——— (ابنِ جریر۔ ابنِ کثیر)

دوسری شانِ نزول: مجاہدین اور اوّلین کا احترام

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن ایک چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرامؓ کھڑے ہوئے تھے۔ جگہ تنگ تھی۔ بدر کے مجاہدین تشریف لائے۔ حضورِ اکرمؐ اُن کا خاص احترام فرماتے تھے۔ کسی نے اُن کو جگہ نہ دی، وہ کھڑے رہے۔ یہ بات آں حضرتؐ کو ناگوار گذری۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: فلاں فلاں شخص کھڑا ہو جائے"۔ مگر یہ بات منافقوں کو ناگوار گذری۔ فوراً انکواس شروع کر دی۔ حالاں کہ رسولِ خدا کا مقصد کسی کی توہین کرنا نہ تھا، بلکہ بدر کے مجاہدوں اور اسلام کے خادموں کا احترام کرنا سکھانا مقصود تھا۔

★ ——— (تفسیر روح المعانی جلد ۲۸۔ تفسیر کبیر۔ قرطبی۔ سیوطی، فی ظلال)

انسان کے رُتبے خدا کی نگاہ میں علماء کی فضیلت:

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم شہید سے ایک درجہ بلند ہے، اور شہید عابد سے ایک درجہ بلند ہے۔ اور عالم کی فضیلت تمام دوسرے لوگوں کے مقابلے میں وہی ہے جو میری فضیلت، پست ترین آدمی کے مقابلے میں ہے۔

★ ——— (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ ص ۲۵۳)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کی نگاہ میں سب سے بڑا درجہ عالم کا ہے بشرطیکہ وہ باعمل بھی ہو۔

★ جنابِ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "جس کو طالبِ علمی کے زمانے میں موت آجائے، اُس کے اور انبیاء کرامؑ کے درمیان صرف ایک درجہ کا فاصلہ رہ جاتا ہے"۔ (جامع الجامع۔ نور الثقلین جلد ۵ ص ۲۶۲ و ۲۷۵، قرطبی جلد ۹)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑫

﴿۱۲﴾ اے لوگو! جو دل سے خدا و رسولؐ کو مانتے ہو، جب تم رسولؐ سے چھپ کر اکیلے میں بات کرو تو اپنی اس بات چیت سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر بھی ہے اور زیادہ پاک و پاکیزہ ہونے کا ذریعہ بھی لیکن اگر تم خیرات دینے کے لیے کچھ بھی نہ رکھتے ہو، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا بڑا معاف کرنے والا بھی ہے اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی۔ ⑫

ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

﴿۱۳﴾ (ارے) کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ رسولؐ سے اکیلے میں چپکے چپکے بات چیت کرنے سے پہلے تمھیں کچھ خیرات کرنی ہوگی؟ اچھا تو چلو اگر ایسا نہیں کرسکتے تو خیر، اللہ نے تمھیں اس حکم سے معاف کیا،

www.drhasanrizvi.com

فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳﴾

تو بس نماز پابندی کے ساتھ پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور (زندگی کے ہر معاملے میں) اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو، اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اُس کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ ﴿۱۳﴾

آیت ۱۲ کی تشریح — حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ

: عالم اسلام کے عظیم مفسر قرآن مجاہدؒ نے فرمایا

" حضرت امام علی علیہ السلام، کرم اللہ وجہہٗ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید میں یہ (آیتِ نجویٰ) ایسی آیت ہے کہ جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا، اور نہ بعد میں کوئی شخص اِس پر عمل کرسکے گا۔

(تفسیر صافی - تفسیر قمی)

★ محققین نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ " خداوند عالم کی اطاعت کرنا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہوجاتی ہے۔" ★...... (تفسیر ماجدی)

★ آیت ۱۲ کا مطلب ہے کہ: جب تم رسولؐ سے اپنی کوئی بات کرنا چاہو، یا کوئی حاجت طلب کرنا چاہو، تو پہلے غریبوں کو کچھ صدقہ دیدیا کرو، تاکہ وہ صدقہ تمہاری حاجت کو پورا کرانے کا بہترین ذریعہ بن جائے

www.drhasanrizvi.com

مگر اِس حکم پر سوائے حضرتِ امام علی علیہ السلام کے کسی نے عمل نہ کیا۔

٭ ——— (فصل الخطاب ۔ مجمع البیان)

٭ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" حضرت امام علی علیہ السلام نے دس بار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بات چیت کرنے کے لیے صدقہ دیا اور دسوں مرتبہ آں حضرتؐ سے راز کی باتیں سیکھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِس حکم کو منسوخ کر دیا۔

٭ ——— (تفسیر صافی ۔ تفسیر قمی)

٭ حضرت امام علی علیہ السلام، کرم اللہ وجہہ، فرماتے ہیں کہ جب یہ حکم آیا تو جناب رسولِ خداؐ نے مجھ سے پوچھا کہ کتنا صدقہ مقرر کیا جائے ؟ کیا ایک دینار مقرر کر دوں ؟

میں نے عرض کی: یہ لوگوں کی قوت سے زیادہ ہے۔

پھر فرمایا: "نصف دینار" ؟ میں نے عرض کی: "یہ بھی زیادہ ہے"۔

پھر فرمایا: "کتنے مقرر کر دوں" ؟ میں نے عرض کی: "ایک جَو برابر سونا"۔

فرمایا: "یہ تو بہت کم مقدار ہوئی۔"

٭ ——— (ابنِ جریر ۔ ترمذی ۔ مسند ابویعلی)

٭ حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ، فرمایا کرتے تھے کہ "قرآن کی یہ ایک ایسی آیت ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل ہی نہیں کیا۔"

٭ ——— (ابنِ جریر ۔ حاکم ۔ ابنِ منذر ۔ عبدابنِ قمیہ ۔ تفسیر کبیر)

دوسری شانِ نزول — دولتمندوں کا ایک گروہ اِس لیے رسولِ اکرمؐ سے اکیلے میں باتیں کرنے کی درخواست کرتا تھا، تاکہ اُن کی برتری ثابت ہو جائے، اور منافقین چاہتے تھے کہ اِس طرح رسولِ خداؐ کا وقت ضائع ہو جائے۔ اِس لیے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب خدا نے دیکھ لیا کہ امیر لوگ بھاگ نکلے تو حکم منسوخ فرما دیا۔

٭ ——— (تفسیر مجمع البیان وغیرہ)

www.drhasanrizvi.com

میں نے صدقہ دے کر رسولِ خداؐ سے یہ علم سیکھا

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا

"میں نے صدقہ دے کر رسولِ خداؐ سے ملاقاتیں کیں اور یہ علم حاصل کیا:

(۱) میں نے رسولِ خداؐ سے پوچھا: "وفا کیا ہے"؟ فرمایا: "توحید کو دل سے سمجھنا اور اس کی گواہی دینا"

(۲) "فساد کیا ہے"؟ فرمایا: "کفر اور شرک"۔ (۳) میں نے پوچھا: "حق کیا ہے"؟ آپؐ نے فرمایا: اسلام، قرآن، اور ولایت۔ (۴) میں نے پوچھا: "مجھ پر کیا لازم ہے"؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنا"۔

(۵) میں نے پوچھا: "اللہ سے اپنی حاجت کیسے مانگوں"؟ فرمایا: "صدق اور یقین کے ساتھ۔

(۶) میں نے پوچھا: "اللہ سے کیا مانگوں"؟ فرمایا: "عافیت"

(۷) میں نے پوچھا: "سرور اور راحت کیا ہے"؟ فرمایا: "جنت اور اللہ سے ملاقات"۔

★ ——— (مدارک ۔ خازن)

امام رازی کا نکتۂ گریز

امام رازی نے لکھا کہ: بزرگانِ صحابہ نے اس لیے صدقہ دے کر رسولؐ سے علیحدگی میں باتیں نہیں کیں، کیونکہ اُنھوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی یا اُن کے پاس رسولؐ سے باتیں کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اس لیے حضرت امام علی کرم اللہ وجہہٗ کا صدقہ دے کر رسولِ خداؐ سے بار بار علیحدگی میں باتیں کرنا کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور دوسرے صحابہ کرام کی مذمت نہیں ہے۔ ★ (تفسیر کبیر امام رازی)

★ امام رازی نے کمالِ تجاہلِ عارفانہ اور حضرت امام علیؑ سے بغض ظاہر کر دیا۔ اور آیت کے ظاہری الفاظ تک پر غور نہیں فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ: "ارے، کیا تم ڈر گئے کہ تم فقیر ہو جاؤ گے کہ تم نے اکیلے میں رسولؐ سے بات کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اب جبکہ تم نے یہ کام نہیں کیا اور خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی، تو اب نماز قائم کرو..... الخ اگر یہ حضرت امام علیؑ کی فضیلت نہ تھی تو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے یہ کیوں فرمایا کہ: "علیؑ کو تین ایسی فضیلتیں مل گئیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جاتی تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہوتی۔ پہلی فضیلت حضرت فاطمہؑ سے شادی، (۲) خیبر کے دن علم کا عطا ہونا (۳) آیتِ نجویٰ پر عمل کرنا۔ (تفسیر نمونہ، روح البیان، کشاف،

www.drhasanrizvi.com

* پھر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے اپنے اس بیان میں "فضیلت" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جبکہ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت علیؑ کی کوئی "فضیلت" ثابت نہیں ہوتی۔

* پھر حضرت عبداللہ ابن حضرت عمرؓ نے اس آیت پر عمل کرنے کو جناب سیدہؑ سے شادی اور خیبر کے عَلَم کے ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے جو سارے اکابرین کے نزدیک حتیٰ کہ امام بخاری کے نزدیک بھی حضرت امام علیؑ کی فضیلت ہے۔ کیوں کہ امام بخاری نے خیبر کی حدیث باب فضائل علیؑ میں لکھی ہے۔ (بہر حال امام رازی کا حضرت امام علیؑ سے بغض ظاہر ہوگیا۔)

* ...... (مؤلف)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾

〈۱۴〉 کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے ایک ایسی قوم کو اپنا دوست اور سرپرست بنا لیا ہے جس پر اللہ غضبناک ہے (ناراض ہے) (اولین مراد یہودی اور منافقین ہیں) وہ نہ تو تمھارے ہی ہیں اور نہ اُن کے۔ (یا) وہ نہ اُن میں سے ہیں، اور نہ تم میں سے۔ وہ تو جان بوجھ کر (تم سے دوستی کی) جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (یا) جھوٹے حلف اُٹھاتے ہیں

یہودیوں اور منافقوں کی دوستی پر سرزنش ہے	آیت میں اشارہ ہے یہودیوں کی طرف جن کو

www.drhasanrizvi.com

منافقوں نے اپنا خاص دوست بنا رکھا تھا' اور یہ دوستی صرف خود غرضی کی بنا پر تھی، سچی دوستی نہ تھی اور یہ منافق اس بات پر جھوٹی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم اسلام کو دل سے مانتے ہیں اور مسلمانوں کے وفادار ہیں، ان قسموں کو انھوں نے اپنے لیے ڈھال بنا رکھا تھا، تاکہ مسلمانوں کے حملوں سے بچ جائیں اور اسی آڑ میں وہ اسلام اور رسولِ خدا کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے کرتے رہتے تھے، اور لوگوں کو راہِ حق سے روکتے رہتے تھے، تاکہ لوگ اسلام قبول نہ کریں۔ یہ اتنا بُرا کام تھا کہ آخر میں خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: "یہ لوگ اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ لوگ جہنم کے کندے ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے" کیوں کہ یہ منافق ہیں اور بظاہر مسلمان بن کر اسلام کے خلاف باتیں کر رہے ہیں۔

★ (تفسیر کبیر - مجمع البیان - تفہیم - کشاف)

★ تفسیر برہان میں تفسیر قمی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم اپنے ایک صحابی کے پاس سے گذرے تو وہ صحابی ایک یہودی سے کچھ چیزیں لکھ رہے تھے۔ پس یہ آیت اُتری۔ جب وہ صحابی حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے بطور سرزنش فرمایا: تم یہودی کے پاس بیٹھ کر کچھ لکھ رہے تھے حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ وہ بولے: "حضورؐ! میں نے تورات سے آپ کے فضائل لکھے ہیں" پھر پڑھ کر سنایا۔ حضورؐ کے چہرے سے غصے کے آثار نمودار ہوئے۔ یہ دیکھ کر ایک انصاری نے کہا: تم حضورؐ کے چہرے کو نہیں دیکھتے غصے سے سرخ ہو رہا ہے پس صحابی نے کہا: میں خدا اور رسولؐ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اے فلاں! اگر ان یہودیوں میں خود موسیٰ بن عمرانؑ بھی موجود ہوتے اور تم مجھ سے روگردانی کر کے اُن کی طرف جاتے تو یقیناً تم کافر ہو جاتے۔

(تفسیر انوار النجف)

★ یہ اُن منافقوں کی مذمت میں ہے جو یہودیوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے اور اُن سے برادرانہ تعلقات قائم کرتے تھے اور مومنوں کے خصوصی راز بھی اُن کے سامنے ظاہر کرتے تھے۔ پھر اگر پیغمبر اکرمؐ کی شکایت یہودی کرتے تو وہ اُن کے ساتھ اس میں شریک ہو جاتے تھے۔ اُن کے متعلق فرمایا کہ: "نہ وہ تم میں سے ہیں" اگر اُن کو سرزنش کی جائے تو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی برأت کی ضمانت دینے لگتے ہیں، حالاں کہ اُن کو اپنی منافقانہ روش کا بخوبی علم ہے۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا ‹۱۵› اللہ نے اُن کے لیے بڑی ہی سخت
شَدِيدًا ۭ إِنَّهُمْ سَاءَ سزا بالکل تیار کر رکھی ہے۔ بہت
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۵ ہی بُرا کام ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اِتَّخَذُوٓا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً ‹۱۶› اُنھوں نے اپنی قسمیں کھاتے
فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ رہنے کو ڈھال (یعنی) اپنی حفاظت
فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۱۶ کا سامان بنا رکھا ہے، جس کی آڑ میں
وہ اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکے رکھتے ہیں
(اسی لیے) اُن کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ ‹۱۷› اُنھیں اللہ سے بچانے کے لیے اُن کا
وَلَآ أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مال اور اولاد ہرگز کچھ کام نہ آئے گا،
شَيْئًا ۭ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۭ وہ دوزخ والے ہیں، اُسی میں
هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝۱۷ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا ﴿۱۸﴾ پھر جب اللہ اُن کو دوبارہ اُٹھائے گا
فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا تو وہ اللہ کے سامنے بھی اُسی طرح (جھوٹی)
يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے
اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ قسمیں کھاتے ہیں، اور (اپنے دل میں)
هُمُ الْكٰذِبُونَ ﴿۱۸﴾ یہ سمجھیں گے کہ اس طرح اُن کا کام بن جائے
گا۔ خوب جان لیجیے کہ یہ لوگ بڑے درجے
کے جھوٹے ہیں۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ ﴿۱۹﴾ شیطان اُن پر مسلّط ہو چکا ہے اور
فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اُسی نے خدا کی یاد کو اُن کے دل سے بُھلا دیا
حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ ہے، یہ لوگ شیطان کی پارٹی والے ہیں
حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ خوب جان لیجیے کہ شیطان کی پارٹی
الْخٰسِرُونَ ﴿۱۹﴾ سخت نقصان اُٹھانے والی ہے

شیطان کا آلۂ کار	ہماری بُری خواہشات ہوتی ہیں جن کو استعمال کرا کے وہ ہم سے گناہ کرواتا ہے

www.drhasanrizvi.com

پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔ جس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم خدا اور اُس کی سزاؤں کو بھول بیٹھتے ہیں۔ اور آخرِ کار شیطان کے لشکروں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

* ——————— (تفسیر نمونہ)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"اے لوگو! تمام فتنوں اور خرابیوں کا آغاز غلط نظریات کی پیروی کرنے سے ہوتا ہے۔ یہ غلط نظریات ایسی بدعتیں ہیں جو اللہ کے حکم کے خلاف لے جاتی ہیں۔ لوگوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کی دوستی میں اُن کی پیروی اختیار کرتا ہے۔ اگر باطل اپنی خالص شکل میں خود کو پیش کرتا تو کسی عقلمند سے چھپا نہ رہتا، اور اگر حق، باطل سے ملاوٹ سے پاک و صاف ہوتا تو پھر اختلاف بھی نہ ہوتا (کیوں کہ سب حق کو مان لیتے) مگر ہوتا یہ ہے کہ (بدمعاش لوگ) کچھ حصّہ حق میں سے لیتے ہیں، کچھ حصّہ باطل میں سے لیتے ہیں، اور دونوں کو آپس میں ملا دیتے ہیں یہی وہ جگہ ہے کہ شیطان اپنے دوستوں پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے، پھر صرف وہ لوگ رہائی پا لیتے ہیں جن کے ساتھ اللہ کی توفیقات شاملِ حال ہوتی ہیں۔

* ——————— (اصول کافی۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

★ جس وقت فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں کوفہ و شام کی فوجوں کو اندھیری رات میں غل مچاتے ہوئے دریا کی طرح بل کھاتے ہوئے اپنے مدِ مقابل دیکھا تو فرمایا:

" تم بہت بُرے لوگ ہو کہ ایک طرف خدا کی اطاعت اور رسولِ خدا ؐ پر ایمان لانے کا اظہار کرتے ہو اور اس کے باوجود اب اِس لیے آئے ہو کہ اولادِ پیغمبر ؐ کو ذبح کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ شیطان نے تم پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اُس نے خدائے عظیم کی یاد کو تمھارے دلوں سے نکال دیا ہے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" (ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہمیں اُسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔)

* ——————— (نور الثقلین جلد ۵)

www.drhasanrizvi.com

حِزْبُ الشَّيْطٰنِ شیطانی ٹولہ کون ؟

اور فرقۂ ناجیہ ___________ 'نجات پانے والا' کون ؟

سُلیم بن قیس ہلالی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ :

آپ نے فرمایا: "اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے ۔ اُن میں سے بہتر دوزخی اور ایک جنتی ہوگا۔ تہتر میں ساٹھ عامۃ المسلمین کے ہوں گے ۔ اور تیرہ فرقے اُن لوگوں کے ہوں گے جو ہماری محبت کا دم بھرتے ہوں گے ۔ پس اُن میں سے مومنہ 'ناجیہ فرقہ' وہ ہے جو ہمارے احکام کی پیروی کرے گا' اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہوگا' ہمارے حقِ امامت کا عارف ہوگا اور کتاب و سنت کے لحاظ سے ہماری اطاعت کو فرض سمجھے گا' اور ہمارے حقوق کی معرفت سے جو اُس کا دل نورانی ہوگا تو اُس میں وہ کبھی شک نہ کرے گا' میں اور میرے اوصیا ۔ جو قیامت تک ہونے والے ہیں' وہ وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنی ذات کے ساتھ اور اپنے نبیؐ کے ساتھ متعدد آیات میں ذکر فرمایا ہے۔

ہمیں اللہ نے طاہر اور معصوم قرار دیا' اور ہم اُس کی مخلوق پر شہدا ہیں' اور اُس کی زمین پر اُس کی حجت ہیں ۔ ہم قرآن کے ساتھ ہیں' اور قرآن ہمارے ساتھ ہے' کہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر رسول اللہ ؐ کے پاس پہنچیں گے ۔

پس یہ فرقہ تہتر فرقوں میں سے وہ ہوگا جس کو جہنم سے نجات ملے گی ۔ اور تمام فتنوں اور گمراہیوں سے اُس کا دامن پاک ہوگا' اور وہ سچ مچ جنتی ہوں گے ۔ اور اُن میں سے ستر ہزار ایسے ہیں جو بلاحساب جنت میں جائیں گے' اور جو باقی بہتر فرقے ہوں گے' وہ وہ ہیں جو حق کے دشمن ہیں ہوں گے دینِ شیطان کے مددگار ہوں گے ۔ خدا اور رسولؐ اور مومنوں کے دشمن ہوں گے ۔ پس وہ بلاحساب جہنم میں جائیں گے ۔ وہ قیامت کے دن قسمیں کھائیں گے کہ ہم ایمان پر تھے' لیکن اُن کو کچھ فائدہ نہ ہو سکے گا ۔

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ ‹۲۰› جو لوگ اللہ اور اُس کے
وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي رسولؐ کا مقابلہ اور مخالفت کرتے
الْأَذَلِّينَ ﴿۲۰﴾ ہیں وہ حقیقتاً بڑے ہی ذلیل
اور گھٹیا لوگ ہیں۔

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا ‹۲۱› اللہ نے لکھ دیا ہے کہ لازمی
وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ طور پر، ضرور بالضرور (بالآخر) میں
عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾ اور میرے پیغام پہنچانے والے رسولؑ ہی
غالب آئیں گے (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ زبردست طاقت والا اور غالب
آنے والا ہے۔

"یُحَادُّوْنَ" کی اصل محادّہ ہے جس کے معنی ایسی سخت مخالفت کے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے مخالفین
کا آپس میں ملنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ★ (فتح القدیر)
آیت ۲۰ کا پیغام یہ ہے کہ جس طرح پچھلی اُمتوں میں سے جن لوگوں نے خدا ور سولوںؑ کی مخالفت کی تھی
تو خدا نے اُن کو ذلیل کیا تھا، اِسی طرح آج بھی جو کوئی اللہ اور رسول اللہؐ کی مخالفت کریگا، ذلیل ہوگا۔
اب کیوں کہ یہ فیصلہ لکھنے والا خداوندِ عالم ہے جو سب پر غالب اور قوی ہے اِس لئے اُس کا فیصلہ
کوئی بدل نہیں سکتا۔ اُس کا یہ فیصلہ قدرِ محکم اور امر مبرم ہوتا ہے۔

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؑ
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی (مولف)

(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

ایک اشکال

اِس سلسلے میں اکثر پوچھا جاتا ہے کہ خداوندِ عالم تو یہ فرما رہا ہے کہ: "میرے رسول ؐ کامیاب ہوں گے، ضرور غالب ہوں گے کیوں کہ خدا قوی اور ناقابلِ شکست ہے" پھر سوال یہ ہے کہ امام حسین ؑ کو ظاہری شکست کیسے ہوگئی ؟

اصل بات یہ ہے فتح و شکست کا معیار قتل ہو جانا یا بچ جانا نہیں ہوا کرتا۔

امام حسین علیہ السلام نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا تھا کہ "مجھے کوئی قتل نہیں کر سکتا" ، اُن کا قول تو یہ تھا کہ میں اِس زمانہ کا امام ہوں، مجھ پر کسی کی بیعت کرنا نہیں ہے بلکہ میری بیعت سب پر واجب ہے، میری اطاعت سب پر اسی طرح لازم ہے جیسے رسولِ خدا ؐ کی بیعت اور اطاعت سب لوگوں پر واجب و لازم تھی۔ کجا یزید کی بیعت۔" (چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک)

اور یزید کا دعویٰ یہ تھا کہ میری بیعت کرو۔ فتح و شکست کا معیار مقصد یا دعویٰ کے پورا ہونے یا نہ ہونے پر ہوتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ کیا مقصدِ یزید پورا ہوا ؟ ہرگز پورا نہ ہوا۔ یزید بیعت نہ لے سکا۔ وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا۔ اور امام حسین ؑ کو فتح حاصل ہوئی۔

(۲) امام حسین ؑ کا اصل مقصد اسلام کی حفاظت کرنا، اچھائی اور بُرائی کے فرق کو واضح کر دینا تھا، لہٰذا انھوں نے قتل ہو کر اسلام کو بقائے دوام بخشی، اور آج کس کا نام زندہ ہے ؟

ڈوب کر پار اُتر گیا اسلام ⁂ آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے ؟

(۳) امام حسین علیہ السلام کا اللہ کی کتاب قرآن مجید کے احکامات، اوامر و نواہی اور خداوندِ عالم کے پیغامات کو بحفاظت لوگوں تک پہنچانا مقصد تھا، سو وہ آپ ؑ نے پہنچا دیا، اور یہ کہ ظالم، جابر، فاسق، فاجر حاکمِ جور کی اطاعت کرنا شیطان کی اطاعت کرنا ہے۔ یہ بات سب پر واضح ہوگئی امام ؑ کا مقصد پورا ہوگیا

--- (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

(۴) امام حسین علیہ السلام کا اصل مقصد قرآن اور اُس کے پیغامات کو سمجھانا تھا جو آپؑ نے پورا کر دکھایا

رمزِ قرآں از حسینؑ آموختیم ⁂ ز آتشِ او شعلہا اندوختیم (اقبالؒ)

یعنی، ہم نے قرآن کا راز امام حسینؑ سے سیکھ لیا۔ اُن کے نورِ ایمان سے ہم نے اپنے ایمان کو منور کر لیا۔

(۵) حضرت امام حسین علیہ السلام کا اصل مقصد حریت کا سبق سکھانا تھا کہ انسان باطل کے سامنے سر نہ جھکا دے، اور باطل کا مقابلہ ڈٹ کر کرے تاکہ شیطانی قوت ختم ہو جائے یا اُس کا زور ٹوٹ جائے، اور منافقوں کے چہروں سے نقاب اتر جائے تاکہ لوگ حق اور باطل کو پہچان لیں۔

(۶) حضرت امام حسین علیہ السلام کا اصل مقصد یہ تھا کہ انسان صرف اللہ یکتا کی اطاعت اور بندگی کرے، حاکمِ جور کی اطاعت اور بندگی کرنا شیطان کی اطاعت و بندگی کرنا ہے۔

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝" (سورۃ ۵۱ - آیت ۵۶ - پارہ ۲۷) : "لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ (سورۃ یٰسٓ آیت ۶۰، ۶۱ پارہ ۲۳)

حسینؑ نازشِ مشیت، حسینؑ امام نیاز ⁂ حسینؑ ایسی حقیقت جو اصل میں اعجاز
حسینؑ اپنے ہی جدؐ کی یہ مستقل آواز ⁂ ہزار کرب و بلا ہوں مگر نماز نماز
جناں کی سمت نہ وقتِ نماز پڑھ کے چلے
نماز رہ گئی، ایسی نماز پڑھ کے چلے (آلِ رضاؒ)

(۷) حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقصد مسلمانوں کے اندر تازہ روحِ جہاد پیدا کرنا تھا۔

تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز ⁂ زندہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز

{ ہمارے دلوں کے تار اُن کی ضرب سے آج تک لرز رہے ہیں۔
اُن کی تکبیر سے آج بھی ایمان میں زندگی و تازگی ہے۔ } (اقبالؒ)

www.drhasanrizvi.com

(۸) حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقصد مثالی قربانی پیش فرمانا تھا جس کا وعدہ روزِ الست اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے فرما چکے تھے، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزاسمہٗ کا پیغام اُن کو سنا دیا تھا کہ: "اِنَّ اللّٰهَ (تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ) شَآءَ اَنْ یَّرَاکَ قَتِیْلًا بِالْعِرَاقِ"

یعنی: اللہ "بابرکت بلند و برتر" (اے حسینؑ!) تم کو عراق (کی سرزمین) میں قتل ہوتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔

(بحار الانوار ۔ جلاء العیون)

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقصد خدا و رسولِ خدا سے کیا ہوا وعدۂ قربانی پورا کرنا تھا۔ وہی وعدہ جسے قرآن مجید نے ذبحِ عظیم فرمایا ہے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ ذبح ہونے سے بچایا تو ارشاد فرمایا: "وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ" (سورۃ ۳۷ آیت ۱۰۷ پارہ ۲۳)

یعنی: ہم نے اُن کو ذبحِ عظیم کی وجہ سے بچالیا۔ (القرآن)

؎ اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر ⁂ معنیٔ ذبحِ عظیم آمد پسر (اقبالؒ)

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم ⁂ نہایت اُس کی حسینؑ ابتدا ہیں اسماعیلؑ

(اقبالؒ)

(۹) حضرت امام حسین علیہ السلام کا اصل مقصد شہادت کے مرتبے پر فائز ہونا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھا۔ جس کا آپؑ نے پورا پورا حق ادا کر دیا، اور بقائے دوام اور خوشنودیٔ پاک پروردگار حاصل کی۔ "یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ" (سورۃ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰ پارہ ۳۰)

یعنی: "اے نفسِ مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ، ایسی حالت میں کہ تو خوش اور پسندیدہ ہے اور میرے (خاص الخاص) بندوں، اطاعت گزاروں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو (کر جوانانِ جنت کی سرداری کا عہدہ سنبھالے)۔"

(مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۲﴾
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ
مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ
اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ
وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ
وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ

تم یہ بات کبھی نہ پاؤ گے کہ جو لوگ
اللہ اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں وہ اُن
لوگوں سے محبت رکھیں، جو اللہ اور اُس کے
رسول کے مخالف ہیں، چاہے وہ اُن کے
باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں، یا اُن کے
بھائی ہوں یا اُن کے قبیلے اور خاندان
والے ہوں (کیونکہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کے
دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے
اور اُن کو اپنی طرف کی ایک روح کے
ذریعہ قوت بخشی ہے۔ وہ اُن کو جنت
کے ایسے سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں
داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہ

www.drhasanrizvi.com

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ ۲۲

رہی ہوں گی ۔ (یہ اس لئے ہوگا کہ) اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ۔ یہی لوگ اللہ

ع ۳

کی پارٹی والے ہیں، اور یہ بات بھی جان لینی چاہیئے کہ یقینی طور پر اللہ کی پارٹی والے ہی جیتنے والے، غالب آنے والے اور مکمل، بھرپور ابدی اور حقیقی کامیابی اور ہر قسم کی بہتری حاصل کرنے والے ہیں ۔ (۲۲)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں "روح" سے مراد ایمان ہے۔ ★ ...... (تفسیر صافی)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا : کوئی مومن ایسا نہیں ہوتا جس کے دل کے اندر دو کان نہ ہوں ۔ ایک کان میں فرشتہ خدا کی طرف سے اُس کو ہدایت سناتا رہتا ہے، اور اُس فرشتے کے ذریعہ مومن کی مدد بھی کرتا رہتا ہے اس آیت کا یہی مطلب ہے ۔ ★ .... (تفسیر صافی بحوالہ کافی)

★ مومنِ کامل مخلص کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے دشمنوں، باغیوں سے دشمنی رکھتا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ اُس کی طبعی اور فطری محبتوں پر اُس کی عقلی محبت غالب آجاتی ہے ۔

★ ...... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ:
" ایمان کی سب سے مضبوط شاخ خدا کے دوستوں سے دوستی رکھنا اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا ہے۔" .... (الکافی)

۵ غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوترابؑ میں (غالب)

سب سے افضل عمل

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے
" خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ:
"اے موسیٰؑ! تم نے کوئی کام میرے لیے بھی انجام دیا ہے"؟
حضرتِ موسیٰؑ نے عرض کی: "جی ہاں۔ میں نے آپ کے لیے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، میں ہمیشہ آپ کو یاد کرتا رہتا ہوں۔" آپ کے لیے خیرات کرتا رہتا ہوں۔
خداوندِ تعالیٰ نے وحی فرمائی:
"اے موسیٰ!" نماز تمہارے حق کی نشانی ہے (کہ تم حق پر ہو)
* روزہ جہنّم کی آگ کے مقابلے پر تمہاری سپر ہے،
* خیرات میدانِ حشر کے لیے سایہ ہے،
* تمہارا مجھے یاد کرتے رہنا، تمہارا نور ہے، (یہ سب تمہارے فائدے کے لیے ہیں)
★ اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لیے کونسا کام کیا؟
★ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی: پالنے والے! آپ خود ہی میری رہنمائی فرمائیں کہ آپ کے لیے کیا کام کروں؟
★ ارشاد ربّ العزّت ہوا: "اے موسیٰؑ! تم نے کبھی میرے لیے کسی سے محبّت کی؟ میری خاطر کسی سے دشمنی کی"؟ حضرت موسیٰؑ سمجھ گئے کہ اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی کرنا افضل عمل ہے
(سفینۃ البحار، اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

www.drhasanrizvi.com

ایمان کی تکمیل — اور اچھے برے کی پہچان

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"کسی شخص کا اللہ پر ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ کو اپنی جان، مال، ماں باپ، اولاد اور گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔"

(سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۲۰۱)

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"اگر تم یہ جاننا چاہو کہ تم واقعتاً اچھے انسان ہو (یا نہیں) تو اپنے دل میں جھانک کر دیکھو اگر تمھارا دل اللہ کی اطاعت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اور اللہ کے نافرمانوں کو دشمن رکھتا ہے، تو جان لو کہ تم واقعتاً اچھے انسان ہو۔ اور یہ بھی کہ اللہ تمھیں پسند کرتا ہے، اور تم سے محبت کرتا ہے۔

لیکن اگر تمھارا دل اللہ کی اطاعت کرنے والوں کا دشمن ہے اور اللہ کی معصیت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، تو پھر تم سمجھ لو کہ تمھارے اندر کوئی خوبی نہیں ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تم سے دشمنی رکھتا ہے۔ کیوں کہ انسان ہمیشہ اُسی کے ساتھ رہے گا جسے وہ دوست رکھتا ہے۔

(سفینۃ البحار جلد ۱)

★ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کسی صحابی نے دریافت کیا: "قیامت کب آئے گی؟"

آپؐ نے فرمایا: "تم نے قیامت کے لیے کیا سامان اکٹھا کیا ہے؟"

صحابی نے شرم سے سر جھکا لیا اور عرض کی: "میرے پاس آپؐ کی محبت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے"۔

آپؐ نے فرمایا: "پھر سنو! "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" ہر شخص وہاں اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔"

(بخاری شریف)

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ: "میں جب بھی جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، آپؐ ہمیشہ میری ران پر ہاتھ مار کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرماتے: "یَا سَلْمَانُ هٰذَا وَ حِزْبُهٗ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"

یعنی: "اے سلمانؓ! یہ "علیؑ" اور ان کا گروہ مکمل کامیابی حاصل کرنے والے ہیں"۔

★ ———— { تفسیر برہان جلد ۴ صـ ۳۲۱ مع مکمل حوالہ جات کتب اہل سنت }

★ حضور اکرمؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: "حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ" (علیؑ سے محبت کرنا عبادت ہے)

★ ———— (ارجح المطالب، صواعق محرقہ)

★ فرزند رسولِ خدا حضرات امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب انسان زنا کرتا ہے تو اُس وقت اُس کی روحِ ایمان اُس سے جدا ہو جاتی ہے یہ روحِ ایمان وہی ہے جس کے متعلق خداوندِ عالم نے اس آیت۲۲ میں فرمایا: "وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ" یعنی: "اللہ نے اپنی طرف کی روح سے اُن کو تقویت پہنچائی۔"

★ ———— (اصول کافی - تفسیر المیزان جلد ۱۹)

★ خداوندِ عالم کا آخر میں فرمانا: "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ" "اللہ اُن سے راضی ہوا" یہ اُن صحابہ کرامؓ کے لیے اتری جو واقعتاً خداوندِ عالم کو دل سے مانتے تھے۔ (۲) اللہ اور رسولؐ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے تھے خواہ وہ اُن کے باپ، بیٹے، بھائی یا کنبے والے ہی کیوں نہ ہوں، گویا اُن کی خدا اور رسولؐ سے محبت اتنی شدید تھی کہ ہر محبت پر غالب تھی۔ یہی وہ لوگ تھے جن کے دلوں پر خدا نے ایمان لکھ دیا تھا یعنی عظیم توفیقات سے نوازا تھا، اُن کی مدد اپنی طرف کی روح سے کی تھی۔

اس آیت کے اوّلین مصداق وہی صحابہ کرامؓ ہیں لیکن اس کا اطلاق و مفہوم عام ہے۔

★ ...... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

﴿ فضائل و خصوصیّات ﴾

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"جو شخص سورۂ حشر کی تلاوت کرے (سمجھ کر پڑھے) تو جنّت و جہنم عرش و کرسی، حجاب، ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں، تمام کیڑے مکوڑے، ہوائیں، تمام پرندے، تمام درخت، تمام چلنے پھرنے والے جاندار، چاند سورج، تمام ملائکہ اُس کے لیے دعائے مغفرت (گناہوں کے معاف ہونے کی دعا) کریں گے۔ جس دن اُس نے یہ سورۃ پڑھی ہے، اگر اُسی دن مرگیا، تو شہداء میں شمار کیا جائے گا۔"

(تفسیر مجمع البیان جلد ۹ ۔ تفسیر قرطبی)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا :

"جو شخص سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الحشر غروب آفتاب کے وقت سمجھ کر پڑھے تو خداوندِ کریم ایک فرشتے کو برہنہ تلوار کے ساتھ اُس کے گھر کی حفاظت پر معین فرماتا ہے۔"

(تفسیر مجمع البیان)

★ مگر یہ تمام اثرات صرف اُسی وقت ہوتے ہیں جب انسان سورۃ کے مضامین پر غور و فکر کرتا ہے۔ ایسا غور و فکر جو انسان کی زندگی پر اثر ڈالتا ہے (عمل کی طرف رغبت پیدا ہو)

(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

سُورَةُ الْحَشْرِ (۵۹) مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۲۴ — رُكُوعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱

(۱) آسمانوں اور زمین کی ہر ہر چیز نے اللہ کی تسبیح کی ہے۔

(یعنی) اللہ کی پاکی اور عظمت کو بتایا ہے (کیوں کہ) وہی بڑی زبردست قوت اور عزت والا بھی ہے اور بڑی گہری حقیقتوں اور مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی۔ (۱)

www.drhasanrizvi.com

آسمانوں اور زمین کی تسبیح کرنے سے مراد اختیاری یا زبانی تسبیح کرنا نہیں ہے، بلکہ تکوینی اور تسخیری تسبیح مراد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ (۱) کائنات کی ہر چیز زبانِ حال سے خدا کی تعریف کر رہی ہے۔ (۲) اور خداوندِ عالم کے بنائے ہوئے قانون کے عین مطابق کام کر رہی ہے۔ (۳) اور خدا کے جمال و کمال کو ظاہر کر رہی ہے

——— (تفسیر ماجدی، تفسیر کبیر، مجمع البیان)

هُوَ الَّذِیٓ اَخۡرَجَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ دِیَارِهِمۡ لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ ؕ مَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مَّانِعَتُهُمۡ حُصُوۡنُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنۡ حَیۡثُ لَمۡ یَحۡتَسِبُوۡا ٭ وَ قَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ یُخۡرِبُوۡنَ

﴿۲﴾ وہ وہی ہے جس نے اہلِ کتاب (یہودی اور عیسائیوں) میں سے جنھوں نے خدا و رسولؐ کے انکار کا راستہ اختیار کیا اُن کو پہلے ہی حملے میں اُن کے گھروں سے باہر نکال پھینکا (حالاں کہ تم کو اس بات کا کوئی وہم و گمان تک نہ تھا کہ بنی نضیر کے بے انتہا بااثر اور طاقتور رُوسا اور قبیلے جو صدیوں سے یہاں اپنے پنجے گاڑے بیٹھے تھے آناً فاناً اپنے ہی علاقوں سے نکال باہر کیے

www.drhasanrizvi.com

بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَ | جائیں گے، اور اُن احمقوں کا بھی
أَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا | یہی خیال تھا کہ اُن کے یہ مضبوط قلعے
يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٢﴾ | اُن کو اللہ سے بچالیں گے۔ مگر اللہ کا عذاب

اُن پر ایسے راستے سے آیا جس کا اُن کو وہم و گمان تک نہیں تھا، اور اللہ نے اُن کے دلوں میں تمہارا رُعب ڈال دیا، پھر تو وہ خود اپنے ہی ہاتھوں سے خود اپنے ہی گھروں کو تباہ و برباد کر رہے تھے، اور مومنین کے ہاتھوں سے بھی برباد کروا رہے تھے، تو اے نگاہ رکھنے والو! اِس سے سبق سیکھو۔ ﴿٢﴾

شانِ نزول

مدینے میں یہودیوں کے تین قبیلے رہتے تھے۔ بنی نُضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع۔ اِن کو معلوم تھا کہ یہاں خدا کا آخری پیغمبرؐ آباد ہوگا۔ جب رسولِ خداؐ مدینے تشریف لائے تو یہودیوں سے یہ تحریری معاہدہ کیا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ستائیں گے۔ مگر یہودیوں نے کئی دفعہ عہد توڑے، اور آخر میں تو انھوں نے رسولِ خداؐ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

آخرِ کار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کا علم حضرت امام علی ؑ کو عطا فرمایا اور اُن کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ یہ بات بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے مکہ جا کر قریشِ مکہ سے مدینے پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ حضورِ اکرمؐ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کو قتل کر دے۔

www.drhasanrizvi.com

چناں چہ محمد بن مسلم نے اُس کو قتل کر دیا۔ خدا کا کرنا کچھ یوں ہوا کہ کعب کے قتل ہونے اور مٹھی بھر مسلمانوں کے محاصرہ کرنے پر یہودی ایسے مرعوب ہوئے کہ مدینے سے نکل جانے پر تیار ہو گئے۔ آں حضرتؐ نے اُن کو اجازت دے دی اور قتل نہ کیا۔ وہ لوگ شام اور خیبر چلے گئے۔ جس وقت جا رہے تھے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو توڑ رہے تھے، کیوں کہ اُن کو معلوم تھا کہ اب یہ گھر مسلمانوں کی ملکیت بن جائیں گے۔

یہ واقعہ جنگِ اُحد کے چھ ماہ بعد اور بعض مفسّرین کے نزدیک جنگِ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔

(تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین، تفسیر علی بن ابراہیم، تفسیر قرطبی
فصل الخطاب، تفسیر انوار النجف)

★ قرآن مجید کا حکم ہے کہ: "وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ" (سورۃ الانفال آیت ۵۸ پارہ ۱۰)

یعنی: "اگر تم کو کسی قوم سے بد عہدی کا اندیشہ ہو تو اُس کے معاہدہ کو اعلانیہ اُس کے آگے پھینک دو۔"

یہودی وہ بُری قوم ہے جو خدا تک سے مقابلہ کرنے پر اُتر آتی ہے، انبیاء کو قتل کر کے فخر کرتی ہے

یہودی روایات کے مطابق، اُن کے مورثِ اعلیٰ حضرت یعقوبؑ نے اللہ میاں سے رات بھر کشتی لڑی اور صبح تک اللہ میاں اُن کو پچھاڑ نہ سکا۔ صبح کو جب اللہ میاں نے اُن سے کہا کہ بھائی اب مجھے جانے دو۔ تو اُنھوں نے کہا کہ "میں تجھے اُس وقت تک نہ جانے دوں گا جب تک تو مجھے برکت نہ دیگا۔" اللہ میاں نے پوچھا: "تیرا نام کیا ہے۔"؟ اُنھوں نے کہا: "یعقوب" اللہ میاں نے کہا۔ اب آج سے تیرا نام "اسرائیل" ہے۔ کیوں کہ تو نے اللہ میاں سے لڑائی لڑی اور کامیاب رہا۔"

(کتاب پیدائش باب ۳۲ - آیت ۲۵ تا ۲۹)

ایسی قوم کو مٹھی بھر چند مسلمانوں نے محاصرہ کر کے اُن کو اُن کے گھروں سے نکال باہر کیا۔

"حشر" کے معنی ہیں بکھرے ہوئے انسانوں کو اکٹھا کرنا۔ یا بکھرے ہوئے لوگوں کو جمع کر کے نکالنا۔

www.drhasanrizvi.com

★ یہاں "حشر" کے معنی قیامت والا حشر نہیں ہے ـــــــ بلکہ یہاں "حشر" سے مراد یہودیوں کے قبیلہء بنی نُضَیر کا اُن کی بدعہدی کی وجہ سے جمع کرکے اُن کو مدینے سے نکالنا ہے۔ یہ اوّل حشر ہے۔

★ دوسرا "حشر" وہ ہے کہ جب یہودیوں کو اُن کی فتنہ پردازیوں کی وجہ سے مسلمانوں نے عربستان سے نکال دیا تھا۔

★..... (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ عبدالقادر)

★ آخری "حشر" کے بارے میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ ایک آگ مشرق (وسطیٰ) کی طرف سے پیدا کردے گا، اور ایک آگ مغرب کی طرف سے پیدا کرے گا اور اُن دونوں آگوں کے پیچھے پیچھے دو بہت ہی تیز چلنے والی ہوائیں ہوں گی، جن کی وجہ سے تمام لوگ بیت المقدس کی ایک چٹان کے پاس جمع کردیے جائیں گے۔"

★....... (تفسیر قمی)

★ اور "اللہ کے آنے" سے مراد یہاں اللہ کے عذاب کا آنا ہے جو یہودیوں پر آیا مسلمانوں کے رعب و دبدبے اور یہودیوں کے جلاء وطن کیے جانے کی شکل میں۔

★...... (تفسیر صافی)

عبرت

(۱) خواہشاتِ نفس کو زندگی کا مقصد اور رہبر بنالینے کا انجام یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا کو اور خدا کے احکامات کو یکسر بھول بیٹھتا ہے۔

(۲) خود کو اللہ کا چہیتا کبھی نہیں سمجھنا چاہیئے، بلکہ اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہیئے۔

(۳) جان بوجھ کر حق کی مخالفت تباہی کا سبب ہوتی ہے۔

(۴) خدا کے مقابلے پر اپنی دولت و طاقت اور وسائل پر بھروسہ کرنا خدا کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا

www.drhasanrizvi.com

(۵) انبیاء کرام کے پیغام کو رد کرنا، تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔
(۶) نسلی اور مذہبی تعصب انسان کو تباہ کر دیا کرتا ہے۔
(۷) دنیوی مفادات کی خاطر ابدی حقیقتوں کا انکار، حق سے دانستہ دشمنی مول لینا ہے۔
(۸) خدا، اُس کے دین، اُس کے انبیاء اور اُس کے قوانین کی مخالفت کا نتیجہ دنیا اور آخرت کی تباہی ہے۔

*........ (تفسیر کبیر - مجمع البیان - تفہیم - تفسیر نمونہ)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "سعادتمندی اور کامیابی وہ ہے جو دوسروں کے وعظ و نصیحت سے حاصل کی جائے۔" (اپنا نقصان اُٹھانے کے بعد نہیں)

(نہج البلاغۃ خطبہ ۸۶)

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ ﴿۳﴾ اور اگر اللہ نے اُن کے لیے جلاء وطنی
عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ (وطن سے نکل کر بے گھر ہونا) نہ لکھ دیا ہوتا
فِى الدُّنْيَا ۚ وَلَهُمْ فِى تو دنیا ہی میں اُنھیں لازمی طور پر بڑی
الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾ سزا دیتا، اور آخرت میں تو ان کے لیے جہنم کی آگ کی سزا ہے ہی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ ﴿۴﴾ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ اُنھوں نے اللہ

www.drhasanrizvi.com

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۤقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

اور اُس کے رسولؐ کا مقابلہ کیا، اور مخالفت کی۔ تو جو بھی اللہ کا مقابلہ اور مخالفت کرے گا تو یقیناً اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤

(۵) تم لوگوں نے جو کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے، یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا، تاکہ بدکاروں اور بدمعاشوں کو بُری طرح ذلیل کرے۔

★ درختوں کا کاٹنا اچھی بات نہیں، مگر ہر حکم میں قانونِ استثناء ہوا کرتا ہے۔ یہ استثناء صرف اُن موقعوں پر ہوتا ہے جب دشمن کو قلعوں سے باہر نکالنے کے لیے یا میدانِ جنگ بنانے کے لیے دفاعی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ایسا کیا جائے۔ ★ (تفسیر نمونہ)

★ مفسرین نے لکھا کہ بعض مسلمانوں نے یہودیوں کے درخت کاٹے جبکہ کچھ مسلمان درخت کاٹنے کے مخالف تھے۔ اِس آیت نے دونوں کا جھگڑا ختم کر دیا۔ (تفسیر ابوالفتوح رازی جلد ۱۱، فصل الخطاب، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۶﴾

اور جو مال اللہ نے اُن کے قبضے سے نکال کر اپنے رسولؐ کی طرف پہنچایا، تو وہ ایسا مال نہیں جس کے لیے تم نے اپنے گھوڑے یا اونٹ دوڑائے ہوں (یعنی جس کے حاصل کرنے کے لیے تم نے کوئی کوشش کی ہو) بلکہ اللہ اپنے رسولوںؑ کو جس پر چاہتا ہے قابو دیتے دیتا ہے (کیوں کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فئے کا مال

اُس مال کو کہتے ہیں جو کافروں، مشرکوں سے بغیر جنگ کیے حاصل ہو۔ ...... * (تفسیر کبیر)

* یہ پہلا موقع تھا کہ ایک علاقہ فتح ہو کر مسلمانوں کی حکومت میں شامل ہوا۔ جنگ میں دو قسم کے فائدے ہوئے۔ (۱) ایک وہ مال جو فوجوں نے دشمنوں کے قتل ہونے کے بعد قبضہ کیا اُسے مالِ غنیمت قرار دیا، اور اُس کو سپاہیوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۲) اب وہ زمینیں جو کافروں نے خود پلٹا دیں۔ (یعنی مسلمانوں کے حوالے کر دیں) اُن کو فئے کا مال قرار دیا ہے۔ پلٹانا اس لیے کہا گیا کہ اُن پر ملکیت کا اصل حق تو مسلمانوں کا تھا،

www.drhasanrizvi.com

کیوں کہ کافر خدا کے باغی تھے، اور تمام چیزیں خدا کی ملکیت ہیں، یہ زمینیں فوجیوں میں تقسیم نہیں کی گئیں، بلکہ اُن کے لیے حکم ہوا کہ یہ رسول (یعنی امامِ برحق، اسلامی حکومت) کی ہیں ان پر، لڑنے والوں کا حق نہیں ہے، بلکہ یہ (۱) اللہ یعنی اللہ کے دین کے لیے ہیں۔
(۲) اللہ کے رسولؐ (۳) رسولِ خداؐ کے رشتہ داروں (۴) یتیموں (۵) مسکینوں
(۶) اور مسافروں کے لیے ہیں۔

(تفسیر کبیر۔ تفسیر مجمع البیان۔ تفہیم)

مالِ غنیمت اور مالِ فَئے کا فرق

فقہاء نے لکھا:

جو مال دشمن سے بزور ہاتھ لگے جبکہ ابھی جنگ ہو رہی ہو، وہ مالِ غنیمت ہے۔ جو سپاہیوں میں بٹے گا، اور جنگ ختم ہو جانے کے بعد جب ملک دار الاسلام بن گیا، اُس وقت جو مال ہاتھ لگے وہ فَئے ہے۔ جسے دار الاسلام کے عام لوگوں پر خرچ کیا جانا چاہیے۔

★ ۔۔۔ (کتاب احمد موالی)

★ اِس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو مال جنگ کے نتیجے میں ملے، وہ مالِ غنیمت ہے، اور جو مال صلح کے نتیجے میں ملے، وہ مال فَئے ہے۔

★ مالِ فَئے میں سب سے پہلا حصہ اللہ اور رسولؐ کا ہے۔ حضورؐ اُسی مال سے اپنے اہل وعیال کا نفقہ لیتے تھے، اور باقی مال جہاد کے لیے اور اسلحہ اور سواری کے لیے خرچ فرماتے۔

★۔۔۔۔۔۔۔ (بخاری۔ مسلم۔ مسند احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

★ امام شافعی نے لکھا کہ: "یہ رسولِ خداؐ کی ذاتِ خاص کے لیے تھا جو آپؐ کے بعد آپؐ کے خلیفہ (بمطابق شیعہ، امام) کے لیے ہے۔ کیوں کہ رسولِ خداؐ اُس کے مستحق، اپنے منصبِ امامت کی بناء پر تھے، نہ کہ منصبِ رسالت کی بناء پر۔ ★ (فتویٰ امام شافعی از تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

★ دوسرا حصہ رسول ص کے رشتہ داروں کا یعنی بنی ہاشم، جو آپ ص کی مدد کے محتاج تھے۔

★ محمد ابنِ اسحاق نے فرزندِ رسولِ خدا ص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔

کہ: حضرت امام علی علیہ السلام کی رائے یہ تھی کہ یہ حصہ حضور اکرم ص کے رشتہ داروں کو ملنا چاہیئے۔

★...... (تفہیم القرآن مولنا مودودی)

★ مگر حضرتِ عمر کے زمانے میں خدا اور رسول ص اور رسول ص کے رشتہ داروں کے حصے جہاد کی ضروریات کے لیے وقف کر دیے گئے۔

★ البتہ حضرت عمر ابنِ عبدالعزیز نے خدا، رسول ص اور رسول ص کے رشتہ داروں کے حصے حضور اکرم ص کے رشتہ داروں (ائمۂ اہلِ بیت) کو بھیجنا شروع کر دیے۔

★...... (کتاب الخراج لابی یوسف)

★ امام شافعی کا فتویٰ ہے کہ جن لوگوں کا ہاشمی مطلبی ہونا ثابت ہو یا معلوم و معروف ہو اُن کے غنی اور فقیر کو مال فئے سے دیا جا سکتا ہے۔ (مغنی المحتاج)

★ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ مالِ فئے جہاد کی ضروریات پر خرچ کیا جائے، اور اِس مال میں سے ہر محتاج کو دیا جا سکتا ہے۔ البتہ ہاشمی مطلبی کا حق دوسروں پر فائق ہے۔ ★ (تفسیر روح المعانی)

★ امام مالک کہتے ہیں کہ مالِ فئے حکومتِ اسلامی جہاں چاہے خرچ کر سکتی ہے، مگر اولیٰ ہے کہ آلِ رسول ص کو مقدم رکھا جائے۔ ★.. (حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر)

★ امام شافعی کا فتویٰ ہے کہ مالِ فئے کا کل مال پانچ برابر حصوں میں مسلمانوں، بنی ہاشم و بنی مطلب، یتیموں مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کیا جائے۔ (تفہیم)

★ فرزندِ رسولِ خدا ص حضرت امام محمد باقر ع نے فرمایا: ہمارے لیے رسولِ خدا ص کا حصہ ہے، اور ذوی القربیٰ کا۔

(مجمع البیان جلد ۹ - وسائل الشیعہ جلد ۶)

www.drhasanrizvi.com

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٧﴾

وقف لازم

﴿٧﴾ (اس لئے) اب جو کچھ بھی اللہ اُن بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسولؐ کی طرف پہنچا دے تو وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ اور رسولؐ کے رشتہ داروں، قرابداروں، یتیموں، غریبوں اور مسافروں کے لیے ہے، تاکہ وہ (مال صرف) تمھارے مالداروں ہی کے درمیان نہ گھومتا رہے (اس لئے) جو کچھ رسولؐ تم کو دیں اُس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں اس سے رُک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو (کیوں کہ) اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

مال مالداروں میں نہ گھومتا رہے

اِس سے فقہاء نے یہ نتیجہ نکالا کہ کسی غریب کی بیت المال سے صرف اتنی مدد کی جا سکتی ہے کہ اُس کی ضرورتیں پوری ہو جائیں، اتنی مدد نہیں کی جا سکتی کہ سرمایہ دار بن جائے۔

(تفسیر احمدی۔ احکام القرآن للجصاص)

www.drhasanrizvi.com

محققین نے نتیجے نکالے (۱) اسلام سرمایہ داری کو جائز نہیں سمجھتا۔

(۲) رسولِ خدا کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔

★ ...... (معالم - ابنِ کثیر - بیضاوی)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: " جو کچھ خدا، اپنے رسولؐ کو بستیوں والوں کی طرف سے پہنچادے"۔ اس سے مراد وہ مال ہے جو بغیر لڑے بھڑے، بغیر مسلمانوں کی کوششوں کے رسولِ خداؐ کو مل جائے وہ مال اللہ و رسولؐ اور رسولِ خداؐ کے قرابتداروں کا ہے۔

★ ...... (تفسیر صافی)

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: " رسولؐ کے قرابتداروں سے مراد ہم اہلبیتِ رسولؐ ہیں۔ اس آیت میں خداوندِ عالم نے ہمیں اپنی ذات اور اپنے نبیؐ سے ملا دیا۔

یہاں یتیموں، مسکینوں سے مراد بھی ہمارے یتیم اور ہمارے مسکین ہیں۔ خداوندِ عالم نے اس مال میں ہمارا حصّہ اس لیے رکھّا کہ صدقات اور خیرات کے مال میں ہمارا کوئی حصّہ نہیں رکھّا خداوندِ عالم نے اپنے نبیؐ اور اُن کے رشتہ داروں کا یہ احترام فرمایا کہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل (صدقہ۔ خیرات) ہمیں نہیں کھلایا۔

★ ...... (تفسیر صافی - کافی - مجمع البیان)

رسولؐ جو کچھ دیں لے لو اور جس سے منع کریں رُک جاؤ

★ اب کیوں کہ یہ حکم عام ہے یہ حکم صرف مالِ فئے ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ تمام معاملات میں مسلمان رسولِ خداؐ کی اطاعت کریں۔ اسی لیے حضورؐ نے فرمایا: " جب میں تمھیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو اُس پر عمل کرو، اور جس بات سے روک دوں، اُس سے رُک جاؤ"۔

★ ...... (بخاری - مسلم)

www.drhasanrizvi.com

فیشن کرنے والی عورت پر خدا نے لعنت کی

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ: "اللہ نے فلاں فلاں فیشن کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔" ایک عورت نے اُن سے کہا کہ قرآن میں ایسی بات کہیں نہیں لکھی ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ نے کہا: کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ: وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ..... الخ یعنی: رسولؐ جو کچھ تم کو دیں، وہ لے لو، اور جس سے روکیں، رُک جاؤ۔"

عورت نے کہا: ہاں یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے۔"

عبداللہ ابنِ مسعودؓ نے کہا: "رسولِ خداؐ نے ایسے ایسے فیشن کر کے لوگوں کو دکھانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔" عورت نے کہا: "اب میں سمجھ گئی۔"

*..... (بخاری، مسلم، مُسند احمد، مسند ابنِ ابی حاکم)

باغِ فدک کا معاملہ

★ حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے، کہ: "جب یہ آیت اُتری کہ:

"فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ" "پس اپنے رشتہ داروں کا حق ادا کرو" (سورۃ الروم آیت ۳۸ پارہ ۲۱)

تو جنابِ رسولِ خداؐ نے فدک کا باغ عطا فرمایا، اور کہا: "یَا فَاطِمَۃُ لَکِ فَدَکُ"

"اے فاطمہؑ! فدک تمہاری ملکیت ہے۔"

(کنز العمال۔ تفسیر در منثور جلد ۴۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵، شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۱۶
مسند احمد بن حنبل۔ تاریخ حاکم نیشاپوری)

★ لیکن پہلی خلافتِ خود ساختہ ہی میں یہ باغ جناب سیدہؑ (بنتِ رسولؐ) سے چھین لیا گیا۔ جناب سیدہؑ نے دربارِ خلافت میں مقدمہ دائر فرمایا۔ بحث کے بعد حضرت ابوبکر نے فدک جناب سیدہؑ کے نام لکھ دیا۔ مگر حضرت عمر ابنِ خطاب نے وہ تحریر جناب سیدہؑ کے ہاتھ سے چھین کر پھاڑ ڈالی۔

*..... (اصول کافی)

www.drhasanrizvi.com

جناب فاطمہؑ غضبناک ہوئیں

بخاری شریف میں ہے کہ :"

"فاطمہؑ بنتِ محمدؐ غضبناک ہوئیں، اور اُنھوں نے بات نہ کی یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔" ★ (بخاری شریف)

★ اب جبکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ناراض ہوکر اِس دنیا سے رخصت ہوجائیں تو آخرت میں اُس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا جبکہ بقول رسولِ خداؐ : حضرت امام علیؑ جنّت اور دوزخ تقسیم کرنے والے ہیں، جو بنتِ رسولؐ کے شوہر ہیں۔ اور امامین حسنؑ وحسینؑ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں جو، بنتِ رسولؐ کے فرزندان ہیں۔ اور خود جناب فاطمہؑ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

★ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ رسولِ خداؐ جس پر غضبناک ہوں وہ جنّت میں کیسے داخل ہوسکتا ہے؟ حوضِ کوثر پر جناب سیدہ فاطمہؑ کے پدر بزرگوار کا قبضہ، کوثر کا پانی پلانے والے جناب سیدہ فاطمہؑ کے شوہر حضرت علیؑ۔ حیدر کرار ہوں گے۔

★ شیخ سعدی نے "مدحتِ علیؑ" میں لکھا :

ت ن ع ل

صف شکافِ لشکرِ بکراں علی المرتضیٰ ⁂ دشمناں را صد ہزاراں لام و عین و نون و تے

ے

لام و عین و نون و تے باور نہ دارد گرکسے ⁂ کے خورد از دستِ حیدرؑ روزِ محشر میم و یے

(م)

لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ ⑧ نیز یہ کہ وہ مال اُن غریبوں کے لیے

الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ ہے جو ہجرت کر کے آئے ہیں اور اپنے

وَاَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا گھروں سے، جائیدادوں اور مال و دولت

www.drhasanrizvi.com

مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾

(چھڑوا کر، نکال باہر کیے گئے ہیں دکیوں کہ) یہ لوگ اللہ کے فضل و کرم اور اُسی کی رضامندی کے طلبگار ہیں، اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مدد کرنا چاہتے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ قف وَ

﴿۹﴾ رہے وہ جو اِن مہاجروں کے آنے سے پہلے اِس (مدینہ کے) علاقے میں ایمان لا کر رہتے تھے، تو یہ لوگ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اِن کے پاس آئے ہیں، اور وہ (اُس مال پر جو، اُن مہاجرین کو دیدیا جاتا ہے) اپنے دلوں میں کسی قسم کے رشک، حسد یا جلنے کی کوئی ضرورت تک

www.drhasanrizvi.com

مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ محسوس نہیں کرتے (کیوں کہ) وہ اپنے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾ اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے
وہ خود ضرورتمند ہی کیوں نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے نفس
کی تنگی اور حرص سے بچا لیے گئے، وہی دین و دنیا کی بھرپور
حقیقی اور ابدی کامیابی اور ہر قسم کی بھلائی حاصل کرنے والے ہیں۔

آیت ۸ : مراد وہ لوگ ہیں جو مکّہ اور دوسرے شہروں، علاقوں سے صرف اس لیے نکال دیے گئے تھے کہ انھوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ بنی نضیر کا علاقہ فتح ہونے سے پہلے اُن مہاجروں کا کوئی ذریعۂ آمدنی نہ تھا۔ اب حکم دیا جارہا ہے۔ اب جو مال فئے ہاتھ آیا ہے اُس میں ان غریبوں کا بھی حق ہے۔

(تفسیر کبیر۔ تفہیم)

آیت ۹ کی تشریح

اِس آیت میں انصار کی زبردست تعریف فرمائی ہے کہ "وہ طمع اور بخل سے پاک ہیں، اموالِ غنیمت پر نظر نہیں رکھتے، نہ اُن سے حسد کرتے ہیں جن کو مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیا جاتا ہے، مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، ایثار کرتے ہیں، اُن کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اپنے اوپر اُن کو ترجیح دیتے ہیں، جبکہ خود بھی ضرورت مند ہوتے ہیں۔" یہ انصار کی یا کسی انسان کی بہت بڑی تعریف ہے۔ حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خداؐ نے یہودیوں پر فتح پانے کے بعد انصار سے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو اپنے مال، گھر، مہاجرین میں تقسیم کردو، اور اِس مالِ غنیمت میں اُن کے شریک ہوجاؤ۔"

www.drhasanrizvi.com

انصار نے عرض کی: "ہم اپنے مالِ گھر بھی مہاجروں میں تقسیم کرتے ہیں، اور اِس مالِ غنیمت سے بھی کچھ نہ لیں گے۔" اسی بات کی تعریف اِن آیتوں میں کی گئی ہے۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

★ ایک دفعہ ایک بھوکا شخص مسجد میں آیا۔ آپؐ نے اپنے گھر سے معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ ایک انصاری اُسے اپنے گھر لے گیا، گھر میں تھوڑی سی غذا تھی، بچے بھی بھوکے تھے۔ کسی طرح بچوں کو بھوکا سُلا دیا۔ شمع گل کر کے اُس کے ساتھ کھانے کو بیٹھا، خود فقط منھ چلاتا رہا اور مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ خود، بیوی، بچے بھوکے سو رہے۔ جب صبح رسولؐ کی خدمت میں وہ انصاری آیا، تو رسولؐ نے اُس کو دیکھ کر یہی آیت پڑھی اور اُس کے ایثار کی تعریف کی۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

★ اِسی جیسا قصّہ حضرت علیؑ کے ساتھ کئی مرتبہ پیش آیا۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

شُحَّ نفس کے معنی

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا: "تم جانتے ہو کہ "شُحَّ نفس" کیا ہوتی ہے؟"

اصحاب نے عرض کی: ھو البخل یہ بخل کنجوسی کو کہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: "شُحَّ، بُخل سے بھی زیادہ سخت ترین چیز ہے۔ بخیل صرف اُس چیز میں کنجوسی کرتا ہے جو اُس کے پاس ہوتی ہے لیکن شُحَّ والا اُس میں بھی بخل کرتا ہے جو دوسروں کے پاس ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کسی کو کچھ نہ ملے، دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اُسی کو مل جائے چاہے حلال طریقے سے، چاہے حرام طریقے سے۔ پھر جو رزق خدا نے اُسے دیا ہوتا ہے اُس پر ذرا بھی قناعت نہیں کرتا۔" ★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

www.drhasanrizvi.com

بخل فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا:
" بخل اور حرص مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ بالکل اسی طرح جیسے راہِ جہاد کا گرد و غبار اور جہنّم کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا۔ (الحدیث)

★..... (تفسیر نمونہ)

★ اب یہ کہنا کہ تمام صحابہ کرام ہر قسم کے بخل اور شُحّ نفس سے پاک تھے، تو تاریخ اِس کا ساتھ نہیں دیتی۔

امیر معاویہ نے ہزاروں اصحاب کو پیسہ دے کر حضرت امام علیؑ سے لڑوایا۔ حدیثیں گھڑوائیں، اور حدیث گھڑنے کا حکم دیا۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفّین میں حضرت امام علیؑ کے خلاف تلواریں چلائیں۔ حضرت امام علیؑ جیسے عظیم صحابیِ رسولؐ جن کو حضورؐ نے اپنے سے وہی منزلت دی تھی جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے پاس تھی۔" (حدیث از صحیح بخاری)

اُن کا احترام نہ کیا۔ اب اُن پر تنقید کرنا کیسے گناہ اور کفر قرار دیا جا سکتا ہے، جس پر خود قرآن نے کئی مرتبہ تنقید فرمائی ہے۔ البتہ جو انصار اور مہاجرین حرص و طمع اور شحّ نفس سے پاک تھے وہ یقیناً قابلِ تعریف اور لائقِ صد احترام ہیں۔

★..... (تفسیر نمونہ۔ تفسیر مجمع البیان)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ انسان پر اللہ کے ہزاروں احسانات ہوتے ہیں، اُن میں ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ خدا ہمیں بخل سے بچالے۔ کیوں کہ انسان کا نفس بُخل، تنگدلی، حرص، لالچ، حسد کی طرف مائل رہتا ہے۔

خداوندِ عالم کا انصار پر یہ کرم تھا کہ وہ مہاجرین سے حسد نہ کرتے تھے۔ مہاجرین کو اگر زیادہ حصّہ بیت المال سے ملتا تو انصار راضی رہتے۔ کیوں کہ مہاجرین اُن سے غریب تھے۔

★..... (ابنِ کثیر)

www.drhasanrizvi.com

★ دوسروں کو اپنے اوپر مقدم رکھنا، حقیقتِ انسانی کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ خود فاقوں سے رہ کر دوسروں کو کھلانا وہ صفت ہے کہ خدا ایسے لوگوں کے قصیدے پڑھتا ہے۔ خود محتاج ہوتے ہوئے دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنا، اور دوسروں پر خرچ کرنا ایسا شرف ہے کہ انسان خدا کا ممدوح بن جاتا ہے۔

★........ (جصاص)

؎ خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو، خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

★........ (اقبال)

★ البتہ وہ حرص جو طبعی ہوتی ہے، بُری نہیں ہوتی۔ مذمت صرف اُس حرص کی، کی جارہی ہے جو حرام چیز یا حرام کام تک لے جائے۔ یہ حرص وہ ہے کہ جب انسان اپنے بھائی کا حق، ناحق طریقوں سے مارے، اور گناہوں کی طرف چلا جائے۔

★........ (معالم)

★ اس آیت میں مدینے کے انصار کی تعریف ہو رہی ہے کہ انھوں نے مہاجرین کو اپنے باغ، گھر، سب آدھے دے دیے۔ رسولؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ باغ اور کاشتکاری کا کام نہیں جانتے۔" تو انصار نے کہا: "کام ہم کریں گے اور پیداوار میں اِن کو برابر کا حصّہ دیں گے۔

★........ (بخاری - ابن جریر)

★ اس پر مہاجرین نے کہا: "سارے کا سارا اجر یہی لوگ لوٹ لے گئے۔"
جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب تک تم اِن کی تعریف کرتے رہو گے، اور ان کے لیے دعائے خیر کرتے رہو گے، تم کو بھی اجر ملتا رہے گا۔

★........ (مسند احمد)

★ جب بنی نُضیر کے باغات بٹنے لگے تو انصار نے کہا: "یہ باغ صرف مہاجروں کو بانٹ

www.drhasanrizvi.com

دیجئے، اور ہمارے باغوں میں سے بھی آپؐ جو چاہیں مہاجروں کو دے دیں۔" سبحان اللہ"

★...... (بلاذری، ابنِ ہشام، تفسیر روح المعانی)

★ جب بحرین فتح ہوا تو رسولِ خدا نے چاہا کہ یہاں کی تمام زمینیں انصار کو دی جائیں۔ تو انصار نے عرض کی: "ہم اُن میں سے کچھ بھی حصّہ نہ لیں گے جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو نہ دیا جائے گا۔"

★...... (یحیٰ ابنِ آدم)

★ انصار کی یہی وہ خوبیاں تھیں جن کی تعریف ان آیات میں کی جا رہی ہے۔

★ خدا کا انصار کے لیے یہ فرمانا کہ: "حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے۔" اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی مدد اور توفیق کے بغیر کوئی شخص خود کو کنجوسی اور حرص سے نہیں بچا سکتا۔

★...... (تفہیم۔ تفسیر کبیر)

"شُحّ" کا لفظ بخل اور کنجوسی، دل تنگی اور کم حوصلگی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق حرص پر بھی ہوتا ہے۔ ایسی حرص کہ انسان یہ چاہے کہ سب کچھ اُسی کو مل جائے کسی اور کو کچھ نہ ملے۔ جب کسی دوسرے کو ملے تو اُس کو تکلیف ہو۔

★...... (مفردات امام راغب)

★ جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: "شُحّ سے بچو، کیوں کہ اِس نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا، اِس نے خون بہانے اور دوسروں کی عزّتیں لوٹنے پر اُکسایا۔ اِس نے ظلم پر آمادہ کیا، فجور کا حکم دیا، قطعِ رحمی کرنے کے لیے کہا۔ اور اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا۔"

★...... (مسند احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

★ جنابِ رسولِ خدا نے یہاں تک فرمایا کہ: "ایمان اور شُحِّ نفس کسی دل میں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔"

★...... (ابنِ ابی شیبہ، نسائی، بیہقی۔ حاکم)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے یہ بھی فرمایا : "دو خصلتیں کسی مسلمان کے اندر جمع نہیں ہو سکتیں " بخل اور بد خُلقی "
★...... (ابوداؤد ، ترمذی ، بخاری فی الادب)

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

﴿۱۰﴾ (اور یہی کامیابی اُن کے لیے بھی ہے) جو اُن پچھلوں کے بعد آئے، اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ: "اے ہمارے پالنے والے مالک! ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کے گناہ معاف کر کے اپنی رحمت سے ڈھک لے جنھوں نے ہم سے پہلے خدا اور رسولؐ کو دل سے مانا، اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں (یعنی، خدا اور رسولؐ کو دل سے ماننے والوں کے لیے کسی قسم کی دلی دشمنی نہ آنے دے۔ اے ہمارے پالنے والے مالک! واقعاً تو بہت بڑا مہربان، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ﴿۱۰﴾

★ غرض اِن آیتوں میں مدینے کے رہنے والے انصار کی تعریف کی گئی ہے کہ انصار، مہاجرین سے جلتے نہیں تھے

www.drhasanrizvi.com

بلکہ اُن کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور مہاجرین انصار کو دعائیں دیتے تھے۔
اب جس میں بھی یہ صفات ہوں گے وہ ان تعریفوں کا مستحق ہوگا۔
* .... (تفسیر ماجدی)

* آیت کا ایک مقصد یہ ہے کہ فئے کا مال موجودہ حاضر لوگوں میں بھی تقسیم ہونا چاہیے، اور اس میں بعد میں آنے والے مسلمانوں کا بھی حصّہ ہے۔

مگر ساتھ ساتھ دوسرا اہم اخلاقی سبق یہ بھی دیا جا رہا ہے کہ "کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان سے دلی بغض یا نفرت نہیں رکھنی چاہیے۔ اور اُن کو اپنے اسلاف کے حق میں دعائے مغفرت کرتے رہنا چاہیے۔ کیوں کہ مسلمانوں میں ایک دوسرے سے ایمان کا رشتہ ہے۔ اگر مسلمان کے دل میں ایمان کی اہمیت ہے، تو اُس کو تمام مومنین کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔ اگر دل میں ایمان کی اہمیت کم ہو جائے گی، تو ایمان والوں، (مومنین) کی اہمیت بھی کم ہو جائے گی، اور دوسری چیزوں کی اہمیت بڑھ جائے گی۔

انسؓ سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خداؐ مسلسل تین دن یہ فرماتے رہے کہ اب تمہارے سامنے ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو اہلِ جنت میں سے ہے۔ اور ہر دفعہ وہ آنے والا شخص ایک انصاری تھا یہ دیکھ کر صحابہ کرام کو جستجو ہوئی۔ کچھ صحابہ تین روز بہانہ بنا کر اُن کے ہاں مہمان رہے کہ دیکھیں یہ صاحب آخر کونسا ایسا عمل کرتے ہیں کہ اِن کو تین دفعہ حضورؐ نے جنّت کی بشارت دی ہے۔ جب کوئی خاص عمل نہ معلوم ہو سکا تو اُنہی سے پوچھا کہ آپ کونسا ایسا کام کرتے ہیں کہ حضورؐ نے آپ کو تین بار جنّت کی بشارت دی۔؟ اُنھوں نے فرمایا: میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف نفرت نہیں رکھتا، اور نہ اُن میں سے کسی بات پر حسد کرتا ہوں۔" * (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

لیکن بعد وفاتِ رسولؐ یہی انصار اور مہاجر آپس میں ایک دوسرے سے، خلافت کے معاملے میں کتنا اختلاف

www.drhasanrizvi.com

رکھنے لگے تھے، اور دونوں گروہوں نے مل کر رسولِ خداؐ کے اہلِ بیتؑ سے کیسی شدید دشمنی ظاہر کی، اُن کے حقوق غصب کیے، اور اُن کی جان و مال اور خدا اور رسولؐ کا عطا کیا ہوا خلافت کا مرتبہ غصب کیا اور اُن کو قتل کیا، اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یعنی آلِ رسولؐ اور ان سے محبت کا دم بھرنے والوں کا قتل بے دریغ جاری و ساری ہے۔

اسیر عابدؑ ہیں واویلا سجے بازارِ شام و کوفہ ✲ چھپائے بالوں سے اپنا چہرہ، نبیؐ کا کنبہ نکل رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو منافق ہیں وہ اپنے اُن اہلِ کتاب بھائی بندوں سے جنھوں نے کفر کیا (رسولؐ کی رسالت یا اسلام کا انکار کیا) یہ کہتے ہیں کہ "اگر تم کو (شہر سے) نکالا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ ساتھ شہر سے نکل جائیں گے۔ اور تمھارے بارے میں ہم کبھی ہرگز کسی کی بات نہیں مانیں گے اور اگر (تم سے) جنگ کی گئی تو ہم تمھاری مدد کریں گے۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ حقیقتاً یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔ ﴿۱۱﴾

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول آیت ۱۱ یہ آیت اُبَیّ بن کعب (منافقوں کے سردار) اور اُس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری — کافروں سے یہاں اوّلین مراد بنی نُضَیر کے یہودی ہیں۔

★...... (تفسیر صافی ۔ تفسیر قمی)

★ جب رسولِ خدا صلعم نے یہودیوں کو اُن کی بدعہدی کی وجہ سے ۱۰ دن کے اندر مدینے سے نکلنے کا نوٹس دیا تو مدینے کے منافقوں نے یہودیوں کے پاس چپکے سے یہ پیغام بھیجا کہ تم مسلمانوں کے مقابلے پر ڈٹے رہو گھروں سے مت نکلو، اپنے قلعے مضبوط کرلو۔ ہمارے پاس دو ہزار لڑنے والے ہیں۔

مگر یہودیوں کے ایک سردار نے، جس کا نام سلام تھا، یہودیوں سے کہا، تم منافقوں پر بھروسہ مت کرو، یہ ساتھ دینے والے نہیں ہیں، بڑے جھوٹے لوگ ہیں۔ اگر ہم مسلمانوں سے جنگ کریں گے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارا مال و دولت سب برباد ہوگا، ہمارے بچے قیدی بنائے جائیں گے اور جوان قتل کیے جائیں گے

★...... (تفسیر درِ منثور جلد ۶ ۔ تفسیر روح البیان جلد ۹)

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۙ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

﴿۱۲﴾ اگر وہ (کافر) نکال باہر کیے گئے تو یہ منافق لوگ ہرگز ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اِن (کافروں) سے جنگ کی گئی تو یہ منافقین ہرگز اُن کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر یہ منافق اِن کی مدد کرنے آئے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (یہی منافقوں کی پہچان ہے) اور پھر اُن کی کوئی مدد بھی نہ ہوگی۔ ﴿۱۲﴾

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۲ : آیت کے الفاظ اور انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اُس زمانے میں اُتری ہوگی جب جناب رسول خدا نے بنی نُضیر کے یہودیوں کو مدینے سے دس دن کے اندر نکل جانے کا نوٹس دیا تھا۔ اُس وقت عبداللہ بن اُبی اور دوسرے منافقوں نے یہودیوں سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم دو ہزار آدمیوں کے ساتھ تمھاری مدد کریں گے۔ لہٰذا تم مسلمانوں کے مقابلے پر ڈٹ جاؤ۔ اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمھارے ساتھ مدینے سے نکل جائیں گے۔

*...... (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾

(کیوں کہ) ان منافقوں کے دلوں میں اللہ سے کہیں زیادہ تو تمھارا خوف بسا ہوا ہے، اور یہ اس لیے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل و فہم نہیں رکھتے۔

★ خداوندِ عالم کا منافقوں کے بارے میں یہ فرمانا کہ: "اُن کے دلوں میں اللہ سے بڑھ کر تمھارا (مسلمانوں کا) خوف ہے۔" یعنی منافق اس لئے یہودیوں کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑنے نہیں آئیں گے کہ اُن کو خدا کا خوف لاحق ہوگا کہ ہم نے یہودیوں سے وعدہ کیا تھا مدد کرنے کا، اب خدا کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی، بلکہ وہ اس لئے یہودیوں کی حمایت میں مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں آئیں گے کہ اُنھیں مسلمانوں سے ڈر لگتا ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گی۔ اُن کی پول کھل جائے گی۔ (تفہیم، تفسیر کبیر، مجمع البیان)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "جو شخص خدا سے ڈرے، وہ پھر کسی سے نہیں ڈرتا، اور جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سب سے ڈرتا ہے"

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ⁂ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات ★ (اقبال)

ع ۔ یہ الف بر طرف ہیں نہیں آئے گا

www.drhasanrizvi.com

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا (یہ سب مل کر کبھی کھلے میدان میں)

فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ تم سے جنگ نہیں کریں گے، سوا اس کے کہ

وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ ایسی بستیوں میں بیٹھ کر لڑیں گے جو قلعے کے

بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ اندر محفوظ ہوں، یا دیواروں کے پیچھے

جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ (بیٹھ کر۔ کیوں کہ) اُن میں خود آپس میں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ بڑا سخت اختلاف ہے۔ تم اُن کو اکٹھا

لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ سمجھتے ہو، مگر اُن کے دل ایک دوسرے سے

الگ الگ ہیں۔ یہ اِس وجہ سے ہے کہ وہ عقل سے کام ہی نہیں لیتے۔

مطلب یہ ہے کہ سارے کے سارے یہودی اور تمام اسلام دشمن قبیلے مل کر بھی مسلمانوں سے ٹکرانے سے ڈرتے ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ موت سے ہمیشہ بھاگتے ہیں۔

(مدارک) ..... ★

★ منافقوں کی دوسری سب سے بڑی کمزوری یہ ہوتی ہے کہ اُن میں آپس میں کوئی قدرِ مشترک نہیں ہوا کرتی۔ اُن کا اتحاد صرف اِس بناء پر تھا کہ وہ محمد مصطفےٰ ص کی حکمرانی سے جلتے تھے۔ اِسی حسد کی بناء پر چاہتے تھے کہ مل جل کر آں حضرت ص کا اقتدار ختم کر دیں۔ لیکن اِس منفی مقصد کے سوا اُن میں کوئی مثبت قدرِ مشترک نہ تھی۔ ہر ایک چودھری بننا چاہتا تھا۔ اپنے اپنے جتھے بنائے ہوئے دوسرے کو زیر کرنے کی

www.drhasanrizvi.com

فکر میں لگا رہتا تھا۔ اسی لیے وہ اپنے کسی منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکے، سوا اس کے کہ انھوں نے افراتفری پیدا کر دی۔

★ ...... (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

★ پھر یہ کہ کافر مسلمانوں کے مقابلے پر جب آتے ہیں تو اُن میں خوف اور دہشت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ مسلمانوں کا جوش و ذوقِ شہادت ہوتا ہے۔ اسی لیے کافر فوراً محکم قلعوں کی پناہ کی طرف بھاگتے ہیں۔ کیوں کہ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے موت سے بےحد ڈرتے ہیں اور اُن کی پراگندگی کا سبب اُن کا شرک اور کفر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے دل جگر کی طاقت اُن کا عقیدۂ توحید ہوتا ہے جس کی وجہ سے انھیں ایک مقصد کی لگن پیدا ہوتی ہے جس سے اُن میں اتحاد پیدا ہوتا ہے اُن کا یہی ایمان اُن کی تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہوتا ہے۔

اس لیے مسلمان کو جب بھی شکست ہوتی ہے، ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ورنہ جس کا بھروسہ خدا پر ہو، وہ کبھی سرنگوں نہیں ہوتا۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ (۱۵) بالکل اُسی طرح جیسے اُن کے پہلے تھے
قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ جو ابھی تھوڑے عرصے پہلے اپنے برے
اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ کاموں کی سزا کا مزہ چکھ چکے ہیں اور
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ (۱۵) پھر اُن کے لیے (آخرت کی) بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا بھی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۵ کی تشریح حضرت ابنِ عباس کا قول ہے کہ وہ یہودی جو ۲ ہجری میں غزوۂ بدر میں بدعہدی کر کے مدینے سے نکالے گئے، وہ بنی قینقاع کے یہودی تھے۔

*...... (ابنِ جریر)

* کفارِ قریش اور یہودی اپنی کثرتِ تعداد کے باوجود اپنی ہی کمزوریوں کی وجہ سے مٹھی بھر مسلمانوں سے پہلے بھی شکست کھا چکے تھے۔

*...... (تفہیم)

* آیت کا مطلب یہ ہے کہ بنونضیر کے یہودیوں کی کہانی بھی انہی کہانیوں جیسی ہے جو ماضی قریب میں اُن سے پہلے تھے۔ دوسری بات یہ بتائی گئی کہ ایسے بدعہدوں، بدکرداروں کا ٹھکانہ خدا کا دردناک عذاب ہوا کرتا ہے۔

*...... (تفسیر نمونہ)

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

(ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے تو وہ ہر آدمی سے یہ کہتا ہے کہ "کفر کر (یعنی اللہ، رسولؐ، آخرت اور تمام ابدی حقیقتوں کا انکار کر دے"۔ اور جب کوئی آدمی کفر کر بیٹھتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں، مجھے تو تمام جہانوں کے پالنے والے مالک سے ڈر لگتا ہے۔

* اِس سے مراد اوّلین معنی میں بنی قینقاع کے یہودی ہیں۔ * (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

اور اس تشبیہ سے مراد عین وقت پر کام نہ آنا ہے جو منافقوں کا اصل طریقۂ کار ہوتا ہے۔
(مدارک)

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ منافقین، یہودیوں کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو شیطان انسان کے ساتھ کرتا ہے۔ آج تو یہ یہودیوں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تم مسلمانوں کے سامنے ڈٹ جاؤ، ہم تمہاری مدد کریں گے، مگر جب یہ یہودی واقعی مسلمانوں کے سامنے لڑنے کھڑے ہو جائیں گے تو منافقین اپنے تمام کیے ہوئے وعدوں سے پھر جائیں گے اور یہودیوں کی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھیں گے۔

شیطان نے یہی چال کفارِ قریش سے چلی تھی کہ پہلے تو اُن کو جوش دلا کر بدر کے میدان میں لا کھڑا کیا، مگر جب اُن کا مقابلہ مسلمانوں سے ہوا تو شیطان اُلٹا پھر گیا اور کہنے لگا: "میں تم سے بری الذمہ ہوں، مجھے تو وہ کچھ نظر آرہا ہے جو تمھیں نظر نہیں آتا۔ مجھے تو اللہ سے ڈر لگ رہا ہے۔"
(سورۃ الانفال آیت ۴۸ پارہ ۱۰)

شیطان کا مکر ایک عابد کے ساتھ

بنی اسرائیل کا ایک نامی گرامی عابد تھا جس کا نام برصیصا تھا مرتے ہوئے مریضوں کو اُس کے پاس لاتے تو اُس کی دعا سے مریض زندہ ہو جاتے۔ ایک اچھے گھرانے کی بیمار عورت کو اُس عابد کے پاس لایا گیا۔ اور علاج کے لیے اُس عورت کو عابد کے پاس چھوڑ دیا گیا شیطان نے عابد کو اُکسایا، اور اُس نے عورت کے ساتھ بدکاری کرلی۔ کچھ دنوں بعد عورت کے حمل ظاہر ہو گیا۔ عابد نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لیے عورت کو قتل کر دیا، اور پوشیدہ جگہ پر اُس کو دفن کر دیا۔ یہ خبر بادشاہِ وقت تک پہنچی۔ بادشاہ نے جب تحقیق کی تو عابد نے اقرارِ جرم کر لیا۔

بادشاہ نے سزائے موت کا حکم دیا جب اُس عابد کو سولی پر لٹکایا جانے لگا تو شیطان آیا اور بولا کہ میں نے تجھے اِس مصیبت میں مبتلا کیا ہے اور میں ہی تجھے بچا سکتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے سجدہ کرلے۔ اس نے کہا کہ سولی پر سجدہ کیسے کر سکتا ہوں؟ شیطان نے کہا کہ اشارے سے سجدہ کر لینا کافی ہوگا۔ عابد نے اشارے سے سجدہ کر لیا اور اُسی وقت کفر کی موت مرا۔ ★ (مجمع البیان جلد ۹، تفسیر قرطبی جلد ۹، تفسیر روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ أَنَّهُمَا (۱۷) پھر اُن دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے

فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ کہ وہ دونوں کے دونوں ہمیشہ

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ (۱۷) کے لیے جہنم کی آگ میں جائیں گے ع ۴

(کیوں کہ ایسے) ظالموں کی یہی سزا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا (۱۸) اے ایماندارو! (یعنی) ابدی حقیقتوں کو

اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا دل سے ماننے والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر

قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ شخص کو یہ چاہیئے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس نے

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۱۸) کل کے لیے کیا سامان کیا؟ اور اللہ

(کی ناراضگی) سے ڈرتے رہو۔ (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ تمہارے اُن تمام کاموں

کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔ (۱۸)

آیت ۱۸ کی تشریح

مطلب یہ ہے کہ " اے ایمان لانے والو! تمہارا صرف یہ دعویٰ کافی نہیں ہے کہ:

ہم اللہ، رسولؐ اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں۔ ایمان کے اس دعوے کو سچا ثابت کرنے کے لیے تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم (۱) گناہوں سے بچتے رہو، خاصکر گناہوں کا انجام جان لینے کے بعد۔

(۲) اور دوسرے یہ کہ تم یہ حساب کرتے رہو کہ تم نے آخرت کے لیے کتنی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کیا ہے۔؟

www.drhasanrizvi.com

★ قرآن مجید کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب کبھی وہ منافقوں پر تنقید کرتا ہے تو ساتھ ساتھ منافقوں کو نصیحت بھی کی جاتی ہے، تاکہ اُن میں جو کچھ عقلمند اور بیدار مغز لوگ ہیں وہ نادم ہو کر صحیح راہِ عمل اختیار کریں۔
★ (تفسیر کبیر - تفہیم)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل (روزِ قیامت) کے لیے کیا سامان تیار کیا ہے" "کل" سے مراد "آخرت" ہے۔ گویا دنیا کی پوری زندگی "آج" ہے اور "کل" یومِ آخرت ہے۔

جس طرح دنیا میں وہ شخص انتہائی احمق سمجھا جاتا ہے جو آج کی لذتوں پر سب دولت خرچ کر دیتا اور کل کے لیے کچھ نہیں رکھتا۔ اسی طرح وہ شخص سب سے بڑا احمق ہے جو اپنی دنیا بنانے کی فکر میں ایسا منہمک ہو جاتا ہے کہ اُسے آخرت بالکل یاد ہی نہیں آتی۔ حالاں کہ آخرت کی دوسری زندگی ٹھیک اسی طرح آنی ہے جیسے آج کے بعد کل آنے والا ہے۔ انسان آخرت میں صرف وہی کچھ پائے گا جو اُس نے دنیا میں آخرت کے لیے کیا ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اِس آیت نے ہر شخص کو خود اپنا محتسب بنایا ہے۔ اِس لیے ہر شخص کو خود حساب کرنا چاہیئے کہ اُس نے آج اپنی آخرت کی دوسری زندگی کے لیے کچھ کام کیا یا نہیں؟

؎ صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر نفَس اپنے عمل کا حساب
★ (اقبالؔ)

★ انسان اگر اپنا محاسبہ خود کرنے لگے تو وہ خوب اچھی طرح سے حساب لگا کر معلوم کر سکتا ہے کہ اُس نے اپنا کتنا مال و دولت، صلاحیت اور وقت دنیا کے معاملات پر صرف کیا ہے اور کتنا اپنی آخرت کی ہمیشگی کی زندگی کے لیے کام کیا ہے؟ ★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خدا کی راہ میں خرچ کرو، چاہے تین سیر کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں،

www.drhasanrizvi.com

اگر یہ نہ کرسکو تو اچھی پاکیزہ باتوں سے لوگوں کا دل ہی خوش کردو۔ کیوں کہ قیامت کے دن خدا پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھ پر فلاں فلاں احسانات نہیں کیے تھے؟ کیا کان، آنکھ، زبان تیرے اختیار میں نہیں دیے تھے؟ کیا مال و اولاد تجھے نہیں بخشے تھے؟" بندہ کہے گا: "ہاں" خدا اُس سے پوچھے گا: "پھر تو نے اپنے لیے اپنے آگے کے لیے کیا بھیجا ہے"؟

وہ بندہ اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھے گا تو کچھ نہ پائے گا کہ جس کے ذریعہ وہ اپنا چہرہ جہنم کی آگ سے بچا سکے۔" ★ (تفسیر نورالثقلین جلد ۵)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے مجاہدین پیش ہوئے جو اپنی کمروں میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے، مگر اُن کے کپڑے اچھے نہ تھے اور چہروں پر بھوک کے آثار نمایاں تھے، آں حضرتؐ کا چہرہ غم سے متغیّر ہوگیا، منبر پر تشریف لے گئے، اور یہی آیت تلاوت فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا: "راہِ خدا میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ قدرت اور قوّت تم سے چھین لی جائے۔ خدا کی راہ میں صدقہ دو، قبل اس کے کہ کوئی رکاوٹ پیدا ہوجائے، جن کے پاس دینار ہیں وہ دینار دیں، جن کے پاس درہم ہیں وہ درہم دیں، جو گندم یا جو رکھتے ہیں وہ گندم یا جو دیں، کسی چیز کو کم نہ سمجھو چاہے آدھی کھجور ہی کیوں نہ ہو۔"

ایک انصاری کھڑا ہوگیا اور تھیلی پیش کی۔ حضورؐ خوش ہوئے اور فرمایا: "جو شخص اچھے کام کی بنیاد رکھے اور لوگ اُس کو دیکھ کر اچھا کام کریں، تو اُس کا اجر اُن سب لوگوں کے برابر ہے جو بعد میں اُس کی پیروی کریں گے، بغیر اس کے کہ لوگوں کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو، اور جو شخص بُری رسم کی ابتداء کرے گا تو اُس کو دوسروں کا بھی گناہ ملے گا، جو اُس کی پیروی کریں گے، بغیر اس کے کہ دوسروں کا گناہ کم کیا جائے۔"

★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ اس آیت ۱۸ میں " اتَّقُوا اللّٰہَ " دو مرتبہ آیا ہے۔ پہلی دفعہ " اتَّقُوا اللّٰہَ " (اللہ سے ڈرتے رہو) سے مراد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو، اور گذشتہ گناہوں سے توبہ کرلو۔ اور دوسری دفعہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور آئندہ گناہوں کے قریب نہ جاؤ، اور دنیا کے کاموں میں زیادہ مشغول نہ ہوجاؤ اور اپنے روزمرہ کے اعمال کا جائزہ لیتے رہو اور یہ معلوم کرو کہ ہم نے قیامت اور آخرت کے لیے کون کونسے اعمال انجام دیے ہیں، کیا وہ اعمال ہمیں جنّت میں لے جائیں گے، یا جہنم کے موجب بنیں گے"؟ ★ (تفسیر انوار النجف)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا (۱۹) (غرض) تم اُن لوگوں کی طرح نہ
اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ ہوجاؤ جو اللہ کو بھول گئے، تو اللہ
أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ (۱۹) نے انھیں ایسا کر دیا کہ وہ خود اپنے آپ
کو بھول گئے (یعنی اپنے ابدی حقیقی فائدوں اور ضرورتوں کو بھول کر وقتی
لذّتوں، فائدوں میں کھو گئے) یہی لوگ اللہ کی حدوں کو توڑنے
والے بدکار ہیں۔

فاسق (بدکار)

فاسق اُس کو کہتے ہیں جو خدا کی اطاعت کے دائرے سے بالکل ہی نکل جائے، اس طرح کہ جیسے تیر، کمان سے نکل جاتا ہے۔ یہاں فسق میں کامل ہونا مراد ہے۔ ★ (بیضاوی)

★ جب انسان یہ بھول جاتا ہے کہ وہ کس کا بندہ، کس کا غلام ہے؟ تو لازماً وہ دنیا میں اپنی

www.drhasanrizvi.com

غلط حیثیت معین کر بیٹھتا ہے، یا خود کو آقا سمجھتا ہے یا خدا کے سوا دوسروں کا غلام بن جاتا ہے۔ نتیجتاً وہ خدا کی بندگی، غلامی اور اطاعت نہیں کرتا جس کا وہ غلام ہے۔

اِس طرح جب وہ اپنی حیثیت کو بھلا دیتا ہے تو گویا اُس نے خود اپنے آپ کو بھلا دیا، خود اپنی حیثیت اور مقام کو بھلا دیا۔

اب جو شخص اِس کے برعکس اپنی حیثیت کو نہیں بھلاتا، بلکہ یہ بات یاد رکھتا ہے کہ وہ یکتا خدا کا بندہ ہے، تو پھر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جو ایک خود فراموش آدمی کرتا ہے یعنی وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتا کیوں کہ اُسے ہر وقت یہ بات یاد رہتی ہے کہ وہ خدائے یکتا کا غلام ہے۔ اب جس قدر وہ اِس بات کو یاد رکھتا ہے، اُسی قدر خدا کی غلامی کی راہ پر قائم بھی رہتا ہے، اور اُس راہ پر بڑے اطمینان کے ساتھ آگے بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جب مومنِ باعمل کی موت کا وقت آتا ہے تو مَلک الموت اُس کے پاس آ کر یہ آیت پڑھتا ہے جس سے مومن کی روح نکل جاتی ہے": يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

(سُورۃ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰ پارہ ۳۰)

یعنی: اے نفسِ مطمئن اپنے مالک کی طرف پلٹ آ۔ اِس حالت میں کہ تو اُس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے، اور میرے بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

★ پھر جو شخص خدا کو بھول جاتا ہے، وہ خدا کی پاک صفات کو بھی بھول جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ خدا کو نہ جاننے کی وجہ سے خود کو غنیٔ مطلق اور بے نیاز سمجھنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُس میں بلا کا تکبر پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ہر طرح کا ظلم و جبر اور ہر قسم کا گناہ کر کے خود کو تباہ و برباد

www.drhasanrizvi.com

کرلیتا ہے، وہ اپنی حیثیت، حقیقت، انجام، فائدے اور مقصد سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اپنی قدر و قیمت، استعداد، لیاقت، مقام، انسانیت تک کو بھول جاتا ہے۔ پھر وہ ایک درندہ صفت انسان بن جاتا ہے۔ اُس کی زندگی کا مقصد کھانا، پینا، سونا، لوگوں پر برتری حاصل کرنا، شہوت رانی، فسق و فجور کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ پھر اُس کا نقشہ یہ ہو جاتا ہے کہ فرمایا:

"وہ بُری چیزوں کا حکم دیتے ہیں، اچھے کاموں سے روکتے ہیں، اپنے ہاتھ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے روکے رکھتے ہیں (کیوں کہ) وہ خدا کو بھول چکے ہیں خدا نے بھی اُن کو بھلا دیا ہے۔"

"یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ" (سورۃ التوبۃ آیت ۶۷ پارہ ۱۰)

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۲۰﴾ غرض، جہنم والے اور جنّت وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ والے کبھی ایک جیسے (برابر) نہیں اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ ہو سکتے۔ (کیوں کہ) جنّت الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ میں جانے والے ہی (اصل میں) کامیاب و کامران ہیں۔ ﴿۲۰﴾

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

www.drhasanrizvi.com

اِس آیت کی تلاوت فرمائی، اور پھر فرمایا: "جنت والے وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں، اور میرے بعد علیِ مرتضیٰؑ کو امام تسلیم کریں، یعنی اُن کی ولایت (حکومت، سرپرستی) کو دل سے مانیں اور دوزخ والے وہ ہیں جو علیؑ کی ولایت سے ناراض ہوں، اور میرے بعد علیؑ سے جنگ کریں"۔

٭ (تفسیرِ صافی، عیون الاخبار الرضاؑ)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

﴿۲۱﴾ اگر ہم اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر اُتار دیتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک کر دبا اور پھٹا چلا جا رہا ہے اور ہم یہ مثالیں تو اُن لوگوں کے سامنے اِس لیے بیان کرتے تاکہ وہ (کبھی اپنی حالت پر) غور و فکر تو کریں۔

اِس آیت میں نہایت بلیغ انداز سے قرآن کے اعجازِ بیان کو اور قرآن کے زبردست اثر کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن کا یہ اثر ہے کہ پہاڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے۔ مگر کافر کتنے بے حس، بے عقل اور اپنی خواہشات کے نیچے دبے ہوئے ہیں کہ قرآن جیسی عظیم کتاب کی تعلیمات بھی ان چکنے گھڑوں

www.drhasanrizvi.com

پر اثر نہیں کرتیں۔ * (فصل الخطاب ، تفسیر ماجدی)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر
(اقبال)

* اِس تمثیل کا مطلب یہ ہے کہ قرآن جس طرح وضاحت کے ساتھ خدا کی کبریائی کو بیان کر رہا ہے اور خدا کے بندوں کی ذمّے داریوں کی وضاحت کر رہا ہے، اگر اس کا فہم و ادراک پہاڑ جیسی عظیم مخلوق کو نصیب ہوتا، اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ اُسے کتنے بڑے زبردست مالک، خالق، رازق کے سامنے حساب دینے کے لیے کھڑا ہونا ہے، تو پہاڑ کانپ جاتا، اُس کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جاتے، وہ خوفِ خدا سے پھٹ پڑتا، مگر تعجب ہے اِس غافل، بے فکر، بے خوف جاہل انسان پر کہ وہ قرآن پڑھنے کے بعد، اپنی ذمّے داریاں سمجھنے کے بعد، خدا کی عظمت کو جان لینے کے بعد بھی خدا سے بے خوف رہتا ہے، اُسے کبھی یہ فکر نہیں ستاتی کہ وہ خدا کے سامنے اپنے کرتوت کا کیا جواب دے گا؟ وہ قرآن سُن سُن کر، پڑھ پڑھ کر بھی ایک بے جان، بے شعور پتھر کی طرح ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

* (تفسیر کبیر ، تفہیم ، مجمع البیان)

* بہت سے مفسّرین نے اِس آیت کی تفسیر تشبیہ کی شکل میں بھی کی ہے، کہ پہاڑ اپنی بے پناہ سختی اور بے حسی کے باوجود، اگر عقل رکھتے ہوتے، اور اُن پر قرآن کی آیتیں نازل ہوتیں تو یہ بڑے بڑے پہاڑ لرز لرز جاتے، اِن میں قرآن کے بے پناہ اثر سے دراڑیں پڑ جاتیں، مگر یہ کیسے بے حس، بے عقل، غافل لوگ ہیں کہ قرآن جیسے کلام تک سے اثر نہیں لیتے۔

* لیکن بعض مفسّرین نے اِس آیت کو ظاہر پر محمول کیا ہے، کہ موجوداتِ عالم اور پہاڑوں میں بھی ایک قسم کی حس اور ادراک موجود ہے۔ اگر یہ قرآن کی آیات پہاڑوں پر اُترتیں تو وہ قرآن کے مطالب

www.drhasanrizvi.com

کے اثر سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا ہے:

"ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ"

* (سورۃ البقرۃ آیت ۷۴، پارہ ۱)

یعنی: "پھر اس واقعے کے بعد تمھارے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے، یا اُس سے بھی زیادہ سخت کیوں کہ کچھ پتھر تو ایسے بھی ہیں جن میں شگاف پڑ جاتے ہیں اور اُن میں سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں، کچھ پتھر ایسے ہیں کہ جن میں شگاف پڑ جاتے ہیں اور اُن میں سے پانی ٹپکنے اور خارج ہونے لگتا ہے، اور بعض پتھر اُن میں سے ایسے بھی ہیں جو خدا کے خوف کی وجہ سے نیچے گر پڑتے ہیں۔"

شگاف پڑ جانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن بتدریج دلوں پر اثر کرتا ہے۔

* (تفسیر نمونہ)

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾

﴿۲۲﴾ وہ اللہ ہی تو ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ بے دیکھی اور دیکھی ہوئی ہر چیز یا ہر غائب اور ہر ظاہر چیز کا جاننے والا ہے

اور سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بھی ہے اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی۔ ۞

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "غیب" یعنی چھپی ہوئی باتوں سے مراد وہ سب کچھ ہے جو ابھی واقع نہیں ہوا — اور "الشہادۃ" سے مراد وہ سب کچھ ہے جو ظاہر ہو چکا ہے۔"

★ (تفسیر صافی ۔ تفسیر مجمع البیان)

★ خدا کی صفات رحمانیت اور رحیمیت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائیوں کو خواہ مخواہ کفارہ کا عقیدہ گھڑنا پڑا۔ پھر حضرت عیسےٰؑ کو خداوندِ عالم کا اکلوتا بیٹا مان کر اُن کو سولی پر چڑھانا پڑا تاکہ وہ ساری مخلوق کے گناہوں کا کفارہ پیش کر دیں، اور اس طرح سب کو نجات مل جائے۔

اصل میں اگر وہ خدا کی صفاتِ رحمانیت اور رحیمیت کو سمجھ لیتے تو وہ جان لیتے تو خدا کو گناہ معاف کرنے کے لیے کسی کفارے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنی صفت رحیمیت کی وجہ سے گناہ معاف فرمائے گا۔

(تفسیر ماجدی)

؎ میں گنہگار، سیاہ کار، خطا کار مگر ٭٭ کس کو بخشے تری رحمت جو گنہگار نہ ہو۔

★ مطلب یہ ہے کہ خدا ہر ظاہر، غائب، حال، ماضی، مستقبل، سب کو جانتا ہے اور وہ بھی براہِ راست جانتا ہے، وہ کسی ذریعۂ علم کا محتاج نہیں ہے۔ اور یہ خدا ہی کی رحمت ہے جس کا فیض ہر چیز کو پہنچ رہا ہے، خدا کے سوا کوئی اِسقدر ہمہ گیر، غیر محدود رحمت کا حامل نہیں۔ خدا کے سوا جس میں بھی صفتِ رحمت پائی جاتی ہے وہ خدا کی دین ہے، اور محدود ہے، وہ بھی اُس کی ذاتی صفت نہیں، خدا کی عطا سے اُس کو ملی ہے، خدا کے سوا جو کوئی دوسرے پر رحم کرتا ہے، خدا کی دین سے کرتا ہے کہ خدا اُس کے دل میں اولاد یا ماں باپ یا دوسروں کے لیے جذبۂ رحمت و محبت عطا فرما دیا کرتا ہے۔

★ (تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان ۔ تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اس آیت اور اس کے بعد والی آیات میں خدا کے صفات کو بیان کیا گیا ہے، اِن کو سمجھنا خداوندِ عالم کی معرفت کا بہترین ذریعہ بھی ہے اور ہماری اخلاق کا بہترین سامان بھی ہے۔ اِن آیات میں خداوندِ عالم نے اپنی اٹھارہ صفات عظیمہ بیان فرمائی ہیں۔ ہر آیت توحید الٰہی اور اللہ کے مقدس نام سے شروع ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید تمام اوصافِ جمال وجلال کی روح ہے۔ ٭..... (تفسیر نمونہ)

٭ شہادت اور شہود مشاہدہ کے ساتھ مشروط ہے۔ چاہے وہ مشاہدہ دل سے ہو یا آنکھ سے۔ یعنی چاہے ظاہری آنکھ سے ہو یا باطنی آنکھ سے۔ خداوندِ عالم کے لیے غیب وشہود یکساں ہے۔ کیوں کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ خود فرمایا: "وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ" اور غیب کی چابیاں صرف اللہ کے پاس ہیں، اُس کے سوا کوئی اُنھیں نہیں جانتا۔" (سورۃ الانعام آیت ۵۹ پارہ ۷) ٭ (مفردات راغب)

٭ خدا کی اِس صفت کے سمجھنے سے انسان میں تقویٰ، یعنی برائی سے بچنے کی صفت پیدا ہوتی ہے، وہ سمجھ لیتا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ پھر اُس نے خود کو رحمٰن ورحیم بھی فرمایا، تاکہ خوف، دہشت میں نہ بدل جائے، فرمایا کہ "میں سب پر بھی رحم کرنے والا (رحمٰن) بھی ہوں اور مومن پر خاص طور پر رحم کرنے والا (رحیم) بھی ہوں۔ یعنی میری رحمت عام بھی ہے خاص بھی ہے۔
٭ (تفسیر کبیر - مجمع البیان)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ (۲۳) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں،

اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ وہی (حقیقی) بادشاہ (ملک) ہے قدوس ہے

www.drhasanrizvi.com

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ ہر عیب اور نقص سے پاک اور
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ بے عیب ہے ۔ بے ضرر اور سراسر
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ سلامتی ہی سلامتی اور امن دینے والا

"مومن" محافظ اور نگہبان "مُهَيمن" اور سب پر پوری پوری طرح غالب اور زبردست طاقت اور عزت والا، اور اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا "عزیز" ہے، اور سرکشوں کو زیر کر دینے والا (یا) ٹوٹے ہوئے دلوں کو، جوڑنے والا "جبار" ہے تمام بزرگیوں والا، ایسا صاحبِ عظمت جو تمام بڑائیوں کا مرکز (یا) زبردست بڑائی والا "متکبر" ہے ۔ غرض پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو وہ لوگ کر رہے ہیں (یعنی) یہ لوگ جس کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں خدا اُس سے پاک ہے ۔

"مَلِكُ" یعنی: خدا بادشاہِ مطلق، قادرِ مطلق، حاکمِ اصل، اور حاکمِ مطلق ہے ۔

"قُدُّوسُ" کے معنی ہر قسم کے عیب، ظلم وستم سے پاک ۔

"السَّلٰمُ" یعنی اُس کی طرف سے سب سلامتی میں ہیں ۔

www.drhasanrizvi.com

جیسا کہ ارشاد فرمایا: "وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ" (سورۃ آیت ۲۵ پارہ ۱۱)

یعنی (اور اللہ سلامتی کے گھر کی بلاتا ہے)

نیز فرمایا: "جو قرار گاہ مومنین کے لیے وہ سلامتی کا گھر ہے۔" _______ (القرآن)

نیز فرمایا: "جنتیوں کا درود اور تحیہ بھی سلام کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔" _______ (القرآن)

نیز فرمایا: "خدا مومن ہے" یعنی اپنے دوستوں کو تحفظ بخشتا ہے۔" _______

نیز فرمایا: "خدا مُهَيمِن ہے۔" یعنی: ہر چیز کا نگہبان ہے۔" _______

نیز فرمایا: "خدا عَزیز ہے۔" یعنی ایسا صاحبِ قدرت ہے کہ کبھی مغلوب ہوگا وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر جو چاہتا کر سکتا ہے۔

نیز فرمایا: "خدا جبار ہے" یعنی قہر و غلبہ والا ہے، اور کبھی اس کے معنی اصلاح کرنے کے ہیں۔ جب یہ لفظ خدا کے لیے آتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ:

خدا اپنے ارادے کے لامحدود اثر سے اور اپنے کمالِ قدرت سے ہر فساد کی اصلاح کرتا ہے

مگر "جبار" کا لفظ جب خدا کے غیر کے لیے آتا ہے تو وہ مذمت میں آتا ہے۔ پھر وہ ایسے آدمی کے لیے بولا جاتا ہے جو اپنی کوتاہیوں کا ازالہ ایسے منصب کا دعوے کر کے کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔

نیز فرمایا: "خدا متکبر ہے" متکبر، تکبر کے مادے سے ہے۔ اس کے دو معنی ہیں،

(۱) بڑا بزرگ، بہت سی پسندیدہ صفتوں والا۔

(۲) کم حیثیت کا ہوتے ہوئے بڑائی کا دعویٰ کرنے والا۔

کیوں کہ بڑائی صرف خدا کو زیب دیتی ہے۔ اس لیے یہ لفظ خدا کے لیے تعریف ہے غیرِ خدا کے لیے مذمت ہے۔

* (مفردات القرآن امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

"اَلْمَلِكُ" یعنی بادشاہ۔ مطلب یہ ہے کہ اصل بادشاہ خدا کی ذات ہے اور اُس کو مطلقاً استعمال فرمایا، جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کسی خاص علاقے کا بادشاہ حکمران نہیں ہے۔ بلکہ سارے مخلوقات عالم کا بادشاہ ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے اُس کی حاکمیت لامحدود ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: "وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝"

(سورۃ الروم آیت ۲۶ پارہ ۲۱)

یعنی: "اور جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے، اُسی کی ملکیت ہے اور سب کے سب اُسی کے حکم کے تابع فرمان ہیں۔"

نیز فرمایا: "يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ" (سورۃ السجدۃ آیت ۵ پارہ ۲۱)

یعنی: "وہ آسمان سے زمین تک کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے۔"

نیز فرمایا: "لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ" (سورۃ حدید آیت ۵ پارہ ۲۷)

یعنی: "آسمانوں اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لیے ہے اور اُسی کی طرف تمام کاموں کی بازگشت ہے۔"

نیز فرمایا: "وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ" (سورۃ الفرقان آیت ۲ پارہ ۱۸)

یعنی: "اور اُس کی بادشاہی میں کوئی اُس کا شریک نہیں۔"

نیز فرمایا: "لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝" (سورۃ الانبیاء آیت ۲۳ پارہ ۱۷)

یعنی: "وہ "خدا" جو کچھ کرتا ہے اُس پر وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے، جبکہ باقی سب اُس کے سامنے جوابدہ ہیں۔"

نیز فرمایا: "قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝" (سورۃ آل عمران آیت ۲۶ پارہ ۳)

www.drhasanrizvi.com

یعنی: "کہدیجیے، خدایا! مُلک وسلطنت کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے مُلک عطا کرتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے مُلک چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزّت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر مکمّل قدرت رکھتا ہے۔" (سورۃ ۳ آیت ۲۶۔ پارہ ۳)

معلوم ہوا کہ خدا کی بادشاہی اصل اور مکمّل مفہوم میں ہے۔ اصل میں حاکمیت جس چیز کا نام ہے، وہ اگر کہیں پائی جاتی ہے تو خدا کی بادشاہی ہے۔ اصل حاکمیت وہ ہے جو کسی کی دین نہ ہو، کبھی چھن نہ سکے، کسی کا خطرہ نہ ہو، ایسی بادشاہی "وہ بھی لامحدود" صرف خدا ہی کو حاصل ہے۔
(تفسیر کبیر۔ تفہیم)

★ "قُدُّوسُ" مبالغے کا صیغہ ہے۔ اِس کا مادّہ "قُدس" ہے۔ یعنی: تمام بُری صفات سے پاک اور منزّہ۔ اُس سے بہت بلند نہ اُس میں کسی قسم کا کوئی عیب یا نقص ہو۔ انسان کی فطرت اس کو قبول نہیں کرتی کہ حاکمیت کی حامل کوئی شریر، بدنیّت، بد خُلق ذات ہو۔ اس لیے انسان کی فطرت چاہتی ہے کہ جہاں حاکمیّت ہو وہاں قُدوسیت بھی ہو، اور یہ بات خداوندِ عالم کے سوا کہیں نہیں ملتی۔ (یا پھر خدا کے اُن نمائندوں میں مل سکتی ہے جو معصوم ہوں اور وہ خدا کے مقرر کیے ہوئے، خدا کے پڑھائے ہوئے ہوں)

★ "اَلسَّلٰمُ" کے معنی ہیں سلامتی۔ سالم کہنے کے بجائے سلامتی کہنے سے مبالغہ کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کو حَسین کہنے کے بجائے سراپا حُسن کہا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ سراپا حُسن ہی حُسن ہے۔ اِسی طرح اللہ کو اَلسَّلٰمُ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا سراسر سلامتی ہی سلامتی ہے اور سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ اُس کے لیے کمزوری، آفت، خامی، زوال نہیں۔

www.drhasanrizvi.com

" مُؤْمِنُ " کا مادّہ امن ہے۔ امن کے معنی خوف سے محفوظ ہونا۔

* مومن وہ ہے جو دوسروں کو امن دے۔ خدا اِس لیے مومن ہے کہ اپنی مخلوق کو امن دینے والا ہے۔ اُس کی خلق اُس سے بے خوف ہے کہ وہ کبھی اُن پر ظلم نہ کرے گا یا اُن کا حق نہ مارے گا یا اُن کا اجر ضائع نہ کرے گا۔

* " مُهَيْمِنُ " کے معنی نگہبانی کرنے والا، حفاظت کرنے والا۔

* " شَاهِدُ " جو سب کچھ دیکھ رہا ہو۔ اور جس نے حاجتیں پوری کرنے کی ذمّے داری اُٹھا رکھی ہو، خدا کے لیے تمام معنی ثابت ہیں۔

* " عَزِيزُ " کے معنی ایسی زبردست ہستی جس کے مقابلے پر کوئی سر نہ اٹھا سکے۔ سب اُس کے سامنے بے بس ہوں۔

* " اَلْجَبَّارُ " کا مادّہ "جبر" سے ہے۔ "جبر" کے معنی کسی چیز کو طاقت سے ٹھیک کرنا۔

" اللہ " اِس معنی میں جبّار ہے کہ وہ اپنی کائنات کا نظم وضبط اپنی طاقت سے فرماتا ہے اور اپنے ارادے کو جبراً نافذ کرتا ہے۔

* اِس کے علاوہ "جبر" کے اندر عظمت کا مفہوم بھی شامل ہے۔ عربی میں کھجور کے اُس درخت کو بھی "جبّار" کہتے ہیں جو اتنا اونچا ہو کہ اُس کے پھل توڑنے ممکن نہ ہوں۔

* کسی بہت بڑے کام کو بھی عربی میں "جبّار" کہتے ہیں۔

* " مُتَكَبِّرُ " کے دو معنی ہیں۔ (۱) کوئی بڑا نہ ہو، مگر بڑا بننے کی کوشش کرے۔

(۲) یہ کہ جو واقعاً بڑا ہو، اور بڑا ہو کر رہے۔

انسان کے لیے تکبّر یہ ہے کہ وہ بڑا بننے کی کوشش کرے اور یہ بدترین عیب ہے۔ اِس لیے کہ وہ بڑا نہیں ہے۔ بڑائی صرف اللہ کے لیے ہے۔ خدا کا بڑا ہونا اور بڑا ہو کر رہنا کوئی تصنّع "

www.drhasanrizvi.com

بناوٹ یا دکھاوٹ نہیں ہے، بلکہ حقیقت اور امرِ واقعی ہے۔ یہ وہ خوبی ہے جو خدا کے سوا کسی میں بھی نہیں ہے۔

آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو وہ کر رہے ہیں۔
یعنی: جو لوگ خدا کے اقتدار، اختیارات اور اُس کی ذات و صفات میں کسی مخلوق کو اُس کا شریک قرار دے رہے ہیں، وہ بہت بڑا جھوٹ بول رہے ہیں۔ اللہ کی ذات اِس سے پاک ہے کہ کوئی اُس کا شریک ہو۔

{تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، تفسیر نمونہ، کشاف
{مفردات امام راغب۔ تفہیم۔ تفسیر انوار النجف

هُوَ اللّٰهُ

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾ ع

وہ اللہ ہی تو ہے (۲۴)

جو ہر چیز کو ٹھیک اندازے کے مطابق پیدا کرنے والا خالق ہے

www.drhasanrizvi.com

نیستی (یعنی، نہ ہونے) سے ہست بنانے والا (یعنی) عدم سے وجود میں لانے والا (یا) پہلے پہل ناچیز سے چیز بنانے والا (الباری) ہے۔ صورتیں بنانے والا (مصور) ہے۔ سارے کے سارے اچھے سے اچھے نام اُسی کے لیے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی ہر ہر چیز اُسی کی تسبیح کرتی ہے (یعنی) اُس کے بے عیب ہونے اور انتہائی باکمال ہونے کو بتاتی ہے۔ (کیوں کہ) وہی زبردست طاقت اور عزت والا، غالب آنے والا، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا عزیز بھی ہے اور بڑی گہری مصلحتوں اور حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا "حکیم" بھی ہے۔

(۲۳) (۲۴)

"الباری" کے معنی ہیں لا شئے Nothing سے شئے Thing پیدا کرنے والا۔ یعنی: اللہ نے روح، مادّہ، صورت، جوہر، ہر چیز کو عدم Nothing سے پیدا کر کے اُن کو وجود بخشا۔ ★ (مفردات امام راغب)

خداوندِ عالم کے تمام تام اَسماءِ حُسنیٰ یعنی بہت ہی اچھے نام ہیں۔ کیوں کہ اُس کے تمام صفات اور کام بہت اچھے ہیں۔ وہ تمام صفاتِ کمال کا جامع ہے۔

اور خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ہر ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ یعنی اپنے وجود سے خدا کی

www.drhasanrizvi.com

صفاتِ کمال کو ظاہر کرتی ہے۔
اور دوسرے یہ کہ خدا کی بنائی ہوئی تقدیر یا قانون کے مطابق چل رہی ہے۔
★ (تفسیر ماجدی)

★ غرض خداوندِ عالم نے تمام چیزوں کو عدم سے نکال کر وجود بخشا۔ اِس لیے وہ "البارئ" ہے۔
پھر اُن تمام چیزوں کو صورت بخشی، اِس لیے وہ "المصور" ہے۔
★ (تفسیرِ صافی)

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:
"خداوندِ عالم کے ننانوے ۹۹ نام ہیں۔ جو شخص اُن ناموں کو پڑھتا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔"
★ (تفسیرِ صافی)

★ شیخ صدوق رح نے فرمایا: "خدا کے ناموں کو صرف پڑھنا کافی نہیں، اُن کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اور خدا کی اُس صفت کو جس حد تک ممکن ہو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے یہی مطلب ہے خدا کے ناموں کو پڑھنے کا۔ ★ (التوحید)

★ خالق کے لیے "باری" کا لفظ اس لیے استعمال ہوا ہے کہ "باری" اپنے سوچے ہوئے منصوبے کو نافذ کرتا ہے، اس طرح کہ جس چیز کو بنانا چاہتا ہے اُس کو عدم سے نکال کر وجود میں لاتا ہے جس طرح ایک انجینئر پہلے عمارت کا نقشہ ذہن میں بناتا ہے پھر اُس کی دیواریں اٹھا کر زمین پر بناتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے تصور پیدا کیا جاتا ہے
(۲) پھر اُسی تصور کو عدم (نیستی) سے نکال کر وجود یعنی ہستی میں لایا جاتا ہے۔ یہ باری کہلاتا ہے۔ یعنی عدم سے وجود میں لانے والا۔
(۳) پھر اس کی تصویر بنائی جاتی ہے خارج میں۔ یعنی چیز کو آخری شکل دینے کا نام تصور کشی

www.drhasanrizvi.com

ہوتا ہے جو مصوّر کا کام ہے۔

مگر اللہ کے یہ تینوں کام انسانوں سے قطعاً مختلف ہوتے ہیں۔ انسان جو تصوّر بھی ذہن میں لاتا ہے، وہ کسی نہ کسی سابق نمونے سے اخذ کرتا ہے یا inspire ہوتا ہے۔ جبکہ خداوندِ عالم کا ہر منصوبہ بے مثال، اُس کی اپنی ایجاد ہوتا ہے۔

اصل مصوّر بھی خدا کی ذات ہے جس نے ہر شخص کی اور ہر چیز کی شکل وصورت کیا ہی اچھی اور مناسب بنائی ہے۔ ایک شکل دوسری سے نہیں ملتی۔ ایک پتّا بھی دوسرے پتّے سے نہیں ملتا۔ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی تجلّی میں تکرار نہیں ہوتی۔

★ خدا کے ناموں سے مراد اُس کے اسماءِ صفات ہیں۔ اور وہ اِس لیے بہترین ہیں کہ اُن سے کسی قسم کے نقص کا اظہار نہیں ہوتا۔ اُس کا ہر نام اُس کے کسی نہ کسی کمال کو بتاتا ہے حدیث میں خداوندِ عالم کے ننانوے ۹۹ نام گنائے گئے ہیں جو سب بہترین سے بہترین ہیں۔ بے مثل، لاجواب ہیں۔

* (بحوالہ ترمذی، ابنِ ماجہ۔ تفسیر کبیر۔ مجمع البیان
تفہیم۔ فصل الخطاب۔ تفسیر انوار النجف) *

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کی تسبیح کر رہی ہے۔"

(۱) یعنی: ہر چیز اپنی زبانِ قال اور زبانِ حال سے یہ بتلا رہی ہے کہ اُس کا خالق و مالک ہر عیب، ہر نقص، ہر کمزوری، ہر غلطی سے پاک و منزّہ ہے۔

(۲) ہر چیز خالق کے بنائے ہوئے قانون کے عین مطابق کام کر رہی ہے۔

(۳) ہر چیز خداوندِ عالم کے جمال و کمال کو ظاہر کر رہی ہے۔

* (تفسیر کبیر - تفسیر ماجدی - تفسیر مجمع البیان)

★ غرض خدا خالق ہے مگر بغیر کسی نمونے کے پیدا کرنے والا خالق، خدا، باری ہے۔

www.drhasanrizvi.com

یعنی ہر چیز کی ابتدا کرنے والا ہے، عدم سے وجود عطا کرنے والا ہے۔

★ خدا مصوّر ہے۔ یعنی ہر چیز کو ایک مخصوص شکل وصورت عطا کرنے والا ہے۔

★ کیوں کہ خدا کے احسان لامحدود ہیں، اِس لیے آخر میں فرمایا:

"خدا کے لیے اچھے نام ہیں"۔ کیوں کہ خدا ہر قسم کے عیب اور نقص سے مبرّا و منزہ ہے اِس لیے تمام موجوداتِ عالم اُس کی تسبیح وتعریف کرتے ہیں اور اُسے ہر نقص وعیب سے پاک شمار کرتے ہیں۔

★ آخر میں خداوندِ عالم نے خود کو "عزیز وحکیم" فرمایا۔

"عزیز" سے مراد کمالِ قدرت، لامحدود قدرت، ہر مانع پر غالب قدرت۔

"حکیم" سے مراد یہ ہے کہ اپنی ہر خلقت اور تدبیر میں دقیق اور باریک بیں ہونا۔ علم وآگہی میں اکمل اور لامحدود ہونا۔

★ غرض خدا کی توحید کے بیان میں یہاں سترہ ۱۷ خدا کی صفات بیان کی گئی ہیں اور صفتِ توحید کو شامل کرنے سے یہ تمام صفات اٹھارہ ۱۸ ہوجاتی ہیں۔

واحد "یکتا" "احد" رحمٰن، رحیم، عالم الغیب والشھادۃ، ملک، قدّوس، سلٰم، مومن، مھیمن، عزیز جبّار، متکبّر، خالق، باری، مصوّر، حکیم۔ تمام اسماءِ حسنیٰ کا مالک۔

دوسری بات یہ کہ توحید اور عزیز کو دو ۲ دو ۲ مرتبہ بیان فرمایا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ دو ۲ صفات سب سے اہم ہیں، ساری معرفتِ الٰہی کی جان ہیں۔ اِن اسماء سے خدا کی حاکمیّتِ مطلقہ، خالقیت قدرت، حکمت، تنظیم وتشکیلِ کائنات ثابت ہے۔ اِس طرح یہ صفات خدا کی معرفت حاصل

www.drhasanrizvi.com

کرنے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اُسے منزل بہ منزل آگے لے جاتی ہیں۔ خدا کی ذات کی وحدانیت سے ابتداء کرتی ہیں، پھر عالمِ خلقت کی طرف لے جاتی ہیں، پھر سیر الی اللہ میں مخلوق سے خالق کی طرف لے جاتی ہیں۔ ان کو خدا کے اسماء وصفات کا مظہر بنا کر انوارِ ربّانی کا مرکز بنا دیتی ہیں۔ انہی اسماء کی معرفت سے انسان کی زبردست اصلاح ہوتی ہے، بہترین تربیت ہوتی ہے۔ ان اسماء کی معرفت انسان کو خدا کے قرب وجوار کے لائق بناتی ہے۔ پھر وہ پوری کائناتِ عالم کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ اسی لیے روایات میں ان آیات کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

★ (تفسیر نمونہ، مفرداتِ امام راغب)

★ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ حشر کو سمجھ کر پڑھتا ہے تو اُس کے پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

★ نیز فرمایا: "خدا کا اسمِ اعظم سورۂ حشر کی آخری آیات میں ہے۔"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹)

★ نیز فرمایا: "جو شخص لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے آخر سورۂ حشر تک پڑھے، اور اسی رات مر جائے تو وہ شہید مرتا ہے۔"

★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

★ نیز فرمایا: "یہ آیات سوا موت کے ہر بیماری کی دوا ہیں۔"

★ (تفسیر در منثور جلد ۶)

★ ایک صحابی نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسمِ اعظم کے بارے میں پوچھا۔

آپؐ نے فرمایا: "سورۂ حشر کے آخری حصّے کو پڑھو اور زیادہ سے زیادہ پڑھو"

راوی نے پھر وہی سوال کیا۔ تو آں حضرتؐ نے یہی جواب دوبارہ دیا۔ ★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

www.drhasanrizvi.com

سُوۡرَۃُ الۡمُمۡتَحِنَۃِ

فضائل اور خصوصیّات

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۂ ممتحنہ کی تلاوت کرے گا (سمجھ کر پڑھے گا، اور اس کے مطالب پر غور و فکر کرے گا) تمام مومنین و مومنات قیامت کے دن اُس کی شفاعت کریں گے۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدین سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ ممتحنہ کو نماز فریضہ پنجگانہ میں پڑھے گا خداوندِ کریم اُس کے دل کو خالص (نورِ) ایمان کے لیے آمادہ کر دے گا۔ (معلوم ہوا کہ سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے تاکہ دل میں ایمان خالص ہو سکے۔) اور اُسے نورِ بصیرت عطا فرمائے گا۔ (اِس سے ثابت ہو گیا کہ سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے تاکہ نورِ بصیرت حاصل ہو سکے۔)

اور ہرگز اُسے فقر و فاقہ دامن گیر نہ ہو گا، وہ خود اور اُس کی اولاد کبھی جنون (پاگل پن) میں گرفتار نہ ہو گی۔ (اس سے بھی ثابت ہوا کہ سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے تاکہ فکر صحت مند رہے)

★ (تفسیر نمونہ) ★

صرف بے روح، بے سمجھے تلاوت علم و عمل پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی۔ اس لیے اِس کے یہ فوائد جو حدیث میں بیان ہوئے، حاصل نہیں ہو سکتے۔

★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آياتها ۱۳ رکوعاتها ۲

سورة الممتحنة

مدنية

بسم الله الرحمن الرحيم ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض
اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ
وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ
كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ
وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ
جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ إِلَيْهِمْ
بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنْتُمْ ۭ

www.drhasanrizvi.com

وَمَنۡ يَّفۡعَلۡهُ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ۝۱

ترجمہ: "اے وہ لوگو! جو اللّٰہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان چکے ہو!
میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور سرپرست نہ بناؤ،
تم تو اُن کے ساتھ دوستی اور محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہو اور وہ
ہیں کہ اُس حقیقت کا انکار کر چکے ہیں جو تمھارے پاس آئی ہے، اور
وہ اللّٰہ کے رسولؐ کو اور تمھیں (تمھارے گھروں سے) نکلنے پر مجبور
کر چکے ہیں (صرف) اِس جُرم میں کہ تم اللّٰہ کو دل سے کیوں مانتے ہو، جو
تمھارا پالنے والا مالک ہے۔ (غرض) اگر تم میرے راستے میں جہاد (یعنی)
بھرپور کوششیں کرنے کے لیے اور میری خوشی حاصل کرنے کے لیے (اپنے
گھروں سے) نکلے تھے (تو میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست کیوں بناتے ہو)
تم چھپ چھپا کر اُن سے دوستی اور محبت کے پیغام بھیجتے ہو، حالاں کہ
میں اُسے خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو۔ تم میں سے
جو شخص بھی ایسا کام کرے گا، تو حقیقتاً اُس نے سیدھے راستے کو کھو دیا
دیا)، حقیقتاً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ ۝۱

شانِ نزول	حاطب بن ابی بلتعہ ایک بڑے صحابیِ رسولؐ تھے، غزوۂ بدر میں حصّہ

www.drhasanrizvi.com

لے چکے تھے، مہاجر تھے۔ انھوں نے فتحِ مکہ سے پہلے اپنے گھر والوں کو، جو مکّے میں تھے، خط لکھا کر عنقریب رسولؐ مکّہ آنے والے ہیں۔

جنابِ رسولِ خداؐ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوگیا۔ جب حاطب کو بلایا گیا تو انھوں نے عرض کی کہ: میری نیت بُری نہ تھی۔ میں نہیں سمجھا تھا کہ میرے اُس خط سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچے گا، میرا خیال تھا کہ میرے اس خط سے اہلِ مکہ میرا احسان مانیں گے اور میرے گھر والوں کے ساتھ بُرا سلوک نہ کریں گے۔

جنابِ رسولِ خداؐ نے اُن کی نیک نیتی کی تصدیق فرمائی۔

* ...... (مدارک ۔ بیضاوی)

* فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ ایک صحابی، جو بدری بھی ہو، مہاجر بھی ہو، اُس کی، کافروں کو راز بتانے پر اسقدر گرفت ہو، اِس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کفّار جو حالتِ جنگ میں ہوں، اُن سے اچھے دوستانہ تعلقات قائم کرنا بہت ہی بُری بات ہے۔

* (تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، تفسیر قرطبی ۔ فی ظلال)

* آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کافروں سے محبت کی اور مسلمانوں کے راز اُن کو بتائے تو یہ بہت ہی بُری بات ہے۔

* .... (بیضاوی ۔ جلالین)

* خداوندِ عالم کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ "جب تم میری راہ میں، میری محبت میں اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل آئے، تو اَب مشرکوں سے خط و کتابت کے ذریعہ تعلقات کیوں بڑھا رہے ہو، جبکہ وہ تمھیں تمھارے گھروں سے (اِس وجہ سے نکال چکے ہیں کہ تم خدا اور رسولؐ پر ایمان لے آئے ہو) پھر اُن سے دوستی کیوں رکھتے ہو؟" * (ابنِ جریر)

* اِس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ مثالی کردار کے مالک نہ تھے۔

(فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت عمر نے عرض کی: "یا رسول اللہ! مجھے اس منافق (حاطب صحابی) کی گردن مارنے کی اجازت دیں۔ اس نے اللہ اور رسول اللہ ص سے خیانت کی ہے۔"

جناب رسول خدا ص نے فرمایا: "اس نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے۔"

یہ سن کر حضرت عمر رو دیے۔

★ (بخاری، مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ ابن جریر، ابن ہشام) ★

★ جناب امیرالمومنین ع کے کاتب، عبیداللہ بن ابی رافع سے جناب امیرالمومنین ع کے پوتے حسن بن محمد بن حنفیہ ع نے روایت کی ہے کہ جناب امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ جناب رسول خدا ص نے حاطب کا عذر سن کر اُن کو معاف کر دیا، اور انھیں کوئی سزا نہیں دی گئی۔

★ ..... (ابن جریر۔ تفہیم)

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ (٢) (کیوں کہ وہ کافر لوگ ایسے ہیں کہ) اگر

اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ وہ تم پر کہیں قابو پا جائیں تو تمھارے ساتھ

اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ دشمنی کریں گے اور اپنے ہاتھ اور زبان سے

وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٢﴾ تمھیں تکلیف پہنچائیں گے۔ وہ تو بس یہ چاہتے

ہیں کہ تم (کسی نہ کسی طرح) کافر ہو جاؤ۔ یعنی خدا اور رسولؐ کا انکار کر دو۔ (٢)

سبق اللہ نے اس آیت سے یہ سبق دیا ہے کہ کسی شخص کا کسی مصلحت سے ایسا کوئی کام کرنا کہ جو اسلام یا مسلمانوں کے

مفاد کے خلاف ہو، ایمان کے منافی ہے۔
اگر کوئی اپنی ذاتی مجبوری کی وجہ سے بھی کوئی ایسا کام کرے تو بھی ایسا کام کرنا درست نہیں ہوگا۔
★ (تفہیم۔ تفسیر کبیر)

★ اِس آیت میں تشریح کی گئی ہے کہ تم کافروں، مشرکوں، حق دشمنوں سے دوستی کیوں کرتے ہو، حالاں کہ وہ تمھارے ایسے دشمن ہیں کہ اگر تم پر مسلّط ہوجائیں تو تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں، اپنے ہاتھوں سے بھی اور اپنی زبانوں سے بھی۔ اُن کا اصل مقصد یہ ہے کہ تم کو اسلام سے پلٹا دیں اور تم کو ایمان سے محروم کر دیں۔
★ (تفسیرِ نمونہ)

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ ③ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

قیامت کے دن نہ تو تمھارے خونی رشتہ داری تمھیں کوئی فائدہ پہنچائیں گے، اور نہ تمھاری اولاد تمھارے کسی کام آئے گی، اُس دن اللہ تمھارے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ (یعنی دنیاداری کے تمام رشتے ناتے کاٹ کر مٹا دیے جائیں گے) اور جو کچھ بھی کہ تم کرتے ہو اللہ اُس کا خوب اچھی طرح دیکھنے بھالنے والا ہے۔ (یعنی وہاں صرف ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہوگا، اور اچھا عمل ہمارے لیے فائدہ مند ہوگا۔)

معانقۃ ۷ السماء الوقف علی القیمۃ ۱۲

★ اِس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ جن کی تم مدد کررہے ہو۔ یہ تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

آیت کا پیغام

(۱) مشرکین سے کسی خیر کی اُمید نہ رکھو۔ کیوں کہ اُن کی بس ایک تمنا ہے کہ تم کسی طرح اسلام سے الگ ہوجاؤ۔

(۲) مشرکوں، کافروں کے تعلقات صرف دنیا تک ہیں۔ آخرت میں یہ سارے تعلقات کاٹ دیے جائیں اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

(۳) حاطب نے اپنے رشتہ داروں کو بچانے کے لیے مشرکوں کو خط لکھا تھا۔ اِس لیے کہا جا رہا ہے کہ تم نے جن کی خاطر یہ کام کیا ہے وہ قیامت میں تمھارے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔ کسی کی یہ مجال نہیں کہ خدا کے سامنے یہ کہہ سکے کہ فلاں نے میری خاطر یہ کام کیا تھا' اِس لیے اُس کی جگہ میں سزا برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ قرآن میں دوسری جگہ اس کو یوں بھی فرمایا ہے کہ:

"يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ۝ كَلَّا" (سورۃ المعارج آیت ۱۱ تا ۱۵ پارہ ۲۹)

یعنی: "ایک دوسرے کو دیکھ لینے کے باوجود قیامت کے مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اپنی اولاد' اپنی بیوی اپنے بھائی' اپنی حمایت کرنے والے خاندان' بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو فدیہ میں دے دے کر عذاب سے چھوٹ بھاگے۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔"

دوسری جگہ فرمایا: "يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝" (سورہ عبس آیت ۳۴ تا ۳۷ پارہ ۳۰)

یعنی: "اُس دن آدمی اپنے بھائی' اپنی ماں' اپنے باپ' اپنی بیوی اور اولاد تک سے بھاگے گا (کیونکہ) ہر ایک اپنے ہی حال میں ایسا گرفتار ہوگا کہ کسی کو کسی کا ہوش تک نہ ہوگا۔"

* غرض آخرت میں دنیا کے تمام رشتے تعلقات توڑ دیے جائیں گے۔ وہاں پارٹیوں کی شکل میں

www.drhasanrizvi.com

محاسبہ نہ ہو گا۔ ہر شخص الگ الگ اپنی ذاتی حیثیت سے پیش ہو گا اور ہر ایک کو اپنا اپنا حساب دینا ہو گا۔ اس لیے کسی کو دنیا میں کسی قرابتداری، دوستی، جتھہ بندی وغیرہ کی وجہ سے کوئی غلط کام نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ برے کام کی سزا خود ہی بھگتنی ہو گی۔

* ...... (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

* اسی لیے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔"

* پوچھا گیا کہ: ظالم بھائی کی مدد کس طرح کریں؟

* فرمایا: "اس طرح کہ اُس کو ظلم کرنے سے روک دو۔" * (الحدیث)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴿۴﴾	تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اُن کے ساتھ
فِيٓ إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ	والوں میں بہت اچھی مثال (دیا)
إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا	نمونۂ عمل ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے
مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن	صاف صاف کہہ دیا تھا کہ حقیقتاً
دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا	ہم تم سے اور تمھارے اُن خداؤں سے
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدٰوَةُ	جن کی تم خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو
وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا	قطعاً الگ بالکل بے تعلق اور بیزار ہیں

بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ
اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ
اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ
تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا
وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④

ہم تمہارے منکر ہیں (یعنی) ہم تمہاری
باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان
دشمنی اور دلی نفرت ہمیشہ کے لیے (قائم) اور
ظاہر ہو چکی ہے۔ جب تک کہ تم یکتا اللہ کو
دل سے نہیں مانتے (ہماری تمہاری دشمنی
ہمیشہ ہمیشہ رہے گی) ہاں بس ابراہیم نے
اپنے باپ (یعنی مراد چچا) سے اتنا ضرور
کہا تھا کہ: میں آپ کے لیے ضرور خدا سے معافی کی درخواست کروں گا، حالانکہ میں اللہ کے
ہاں آپ کے لیے قدرت اور اختیار نہیں رکھتا" (تو ابراہیم کا یہ قول اس امید پر تھا کہ اُن کا چچا اب
شاید یکتا خدا پر ایمان لے آئے گا، اور وہ اللہ کا دشمن نہیں ہے۔ لیکن جب اُنھیں اُس کی دشمنی معلوم
ہوگئی تو اُنھوں نے اُس سے محبت کا تعلق توڑ لیا۔ غرض ابراہیم کی دعا تو یہ تھی کہ) اے ہمارے پالنے
والے مالک! ہم نے آپ پر ہی بھروسہ کر رکھا ہے، اور آپ ہی کی طرف ہماری لَو لگی رہتی ہے
اور ہمیں آپ ہی کی طرف پلٹنا بھی ہے۔ ④

★ حضرت امام علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کے اس ارشاد کا کہ: "اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ" یعنی

www.drhasanrizvi.com

میں تم سے اور تمہارے اُن خداؤں سے بیزار ہوں'' یہاں بیزار ہونے سے مراد الگ ہونے کے ہیں۔''
* (تفسیر صافی۔ کافی۔ التوحید)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ کافروں، مشرکوں اور بتوں سے تبرّا کیا جائے۔ اُن سے قلبی تعلقات نہ رکھے جائیں۔ اِس سلسلے مسلمانوں کو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرنی چاہیئے۔
* (جصّاص)

* دوسرا پیغام یہ بھی ہے کہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت نہ کی جائے۔
* (جصّاص۔ مدارک بقول ابنِ عباس، مجاہد، قتادہ۔ مقاتل۔ ابن کثیر)

* عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ اللہ کے لیے، اللہ کے حکم پر جو کافروں، مشرکوں سے دشمنی کی جاتی ہے وہ اُن پر شفقت اور خیر خواہی کو ختم نہیں کرتی، بخلاف ذاتی دشمنی کے۔
* (مرشد تھانوی)

* آخر میں توکّل کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ کافروں کے بائیکاٹ کرنے کی صورت میں ممکن ہے کہ مسلمانوں کو مالی نقصان ہو۔ ایسے مواقع پر خدا پر بھروسہ کیا جائے گا تو خدا اُس نقصان کو پورا کردے گا۔ * ..... (تفسیر ماجدی)

محققین نے نتیجے نکالے (۱) اسلام میں قومیت کی بنیاد پر محبت نہیں کی جاتی، بلکہ ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کی جانی چاہیئے۔

(۲) کافروں، مشرکوں، ظالموں سے بیزاری، علیحدگی اور تبرّا کرنا ضروری ہے۔

(۳) ملّتِ مسلمہ کو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرنی چاہیئے، مگر مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت نہ کی جائے کیوں کہ بعد میں حضرت ابراہیمؑ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُن کا چچا مشرک ہے تو اُنھوں نے اُس سے علیحدگی اختیار فرمائی۔
* (ابنِ جریر۔ فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

(۴) ایمان کا تقاضا، طاغوتی طاقتوں سے کفر و انکار ہے کیوں کہ خدا نے قرآن میں فرمایا:

"فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا"

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶ پارہ ۳)

یعنی: "جو شخص طاغوت (شیطان، سلطانِ جابر) سے کفر و انکار کرے اور اللہ کو دل سے مان لے اُس نے حقیقتاً مضبوط سہارا تھام لیا، جو ٹوٹنے والا نہیں۔"

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ سنّت ضرور قابلِ تقلید ہے کہ اُنھوں نے کافروں اور مشرکوں سے بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان فرمایا، مگر اُن کی یہ بات قابلِ تقلید نہیں ہے کہ اُنھوں نے اپنے مشرک چچا سے دعائے مغفرت کا وعدہ کرلیا تھا۔ کیوں کہ اہلِ کفر و شرک سے مسلمان کو اتنا سا تعلق بھی نہیں رکھنا چاہیے کہ اُن سے دعا کرنے کا وعدہ کرے۔

حضرت ابراہیمؑ نے چلتے وقت اپنے چچا سے دعا کرنے کا وعدہ تو کرلیا تھا لیکن جب بعد میں اُن کو معلوم ہوا کہ وہ خدا کا دشمن تھا، تو اُنھوں نے اُس پر تبرّا کیا، اور اُس سے محبت اور ہمدردی کا تعلق توڑ لیا۔

★ ...... (تفسیر روح المعانی۔ تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ تفسیر مجمع البیان)

★ غرض مفسّرین نے حضرت ابراہیمؑ کے اُس وعدۂ استغفار کو ایک استثنار سمجھا اور کہا کہ سوا اُن کے اپنے چچا آذر کے لیے استغفار کرنے کے اُن کا ہر ہر عمل نمونۂ عمل اور قابلِ پیروی ہے۔

★ (تفسیر نمونہ)

★ مگر مفسّرین کا خیال ہے کہ اگر ایسے حالات جو حضرت ابراہیمؑ کے سامنے تھے، ہمیں پیش آئیں تو ہم بھی حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کر سکتے ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ اللہ سے کسی کی زبردستی مغفرت کرا لینا نبی کے اختیار سے باہر ہے۔

★ (تفسیر روح المعانی)

www.drhasanrizvi.com

★ بہر حال حضرت ابراہیمؑ کی پوری زندگی میں اُن کا یہ ایک عمل کہ اُنھوں نے اپنے چچا سے مغفرت کی دعا کا وعدہ فرمایا تھا، ایک استثناء رکھتا ہے۔ اِس کے علاوہ اُنھوں نے مشرکوں سے مکمل قطع تعلق کرلیا، اور اُن سے کوئی محبت بھری بات نہ کہی چچا سے وعدہ کرتے ہوئے بھی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ "اِس وعدہ کے باوجود میں خدا کے مقابلے میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں کیوں گناہوں کا معاف کردینا صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

(اصول کافی، تفسیر نور الثقلین) ★......

غلط فہمی کا ازالہ اصل بات یہ ہوئی کہ حاطب بن بلتعہ کو معاف کرنے سے مسلمانوں میں یہ ایک غلط فہمی پیدا ہوسکتی تھی کہ مشرکوں سے روابط بڑھائے جاسکتے ہیں۔ اُن سے ہمدردی کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا آذر سے خدا سے معافی طلب کرنے کا وعدہ کیا تھا؛ اس لیے قرآن نے وضاحت فرمائی کہ ابراہیمؑ کا وعدہ ایک استثناء ہے جو خاص حالات میں ہوا تھا" حضرت ابراہیمؑ نے وہ وعدہ کسی دنیوی منفعت کی غرض سے نہیں فرمایا تھا۔ اُن کا اصل مقصد یہ تھا کہ کچھ ہمدردی کرکے اپنے چچا کو ایمان کی طرف کھینچ لائیں، مگر جب اُن پر واضح ہوگیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اُنھوں نے اُس سے علیحدگی اور بیزاری (تبرّا) اختیار کرلیا۔

اصل میں حضرت ابراھیمؑ بہت مہربان اور بُردبار آدمی تھے۔ آپ کی مہربانی اور بُردباری (اور بندگانِ خدا سے ہمدردی) کا حال تو یہ تھا کہ جب قومِ لوط جیسی بدکار قوم پر عذاب کے فرشتے خدا کا عذاب لے کر جانے لگے تو حضرت ابراھیمؑ خداوندِ عالم سے جھگڑنے لگے۔ بس اِسی شرافت اور رحمدلی کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے چچا سے دعائے مغفرت کا وعدہ کرلیا تھا، اگرچہ مشرکوں سے ایسے وعدے اور ایسی ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے۔ ★ (تفسیر نمونہ۔ مجمع البیان۔ فصل الخطاب)

آیت میں اللہ سے محبت اور بغض کا سبق دیا گیا ہے یعنی انسانوں میں آپس سب سے گہرا رشتہ

www.drhasanrizvi.com

مذہب اور فکر کا ہوتا ہے، دوسرے تمام رشتے اور تعلقات، دینی رشتے کے ماتحت ہونے چاہئیں

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جو شخص خدا کے لیے دوستی رکھتا ہے، اور خدا کے لیے دشمنی رکھتا ہے، اور خدا ہی کے لیے عطائیں اور بخششیں کرتا ہے، وہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کا ایمان کامل ہوگیا ہے۔"

★ (اصول کافی - تفسیر نمونہ) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایمان کو محکم ترین (بے حد مضبوط) کرنے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم صرف اللہ کیلئے دوستی رکھو اور اللہ ہی کے لیے دشمنی رکھو، اللہ ہی کے لیے دو اور اللہ ہی کے لیے روکو" (نہ دو)

★ (اصول کافی جلد۲) ★

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اے ہمارے پالنے والے! ہمیں حق کے منکروں کے لیے تختۂ مشق نہ بنا دینا۔ (یعنی ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر غالب آجائیں اور پھر ہمیں ستائیں اور اس طرح ہمارے صبر کا امتحان لیا جائے) اور (اے مالک ہمیں اپنی رحمت سے ڈھک لے (یا) ہمارے گناہ معاف کر دے۔ اے ہمارے پالنے والے مالک! واقعاً تو زبردست طاقت والا، غالب آنے والا،

www.drhasanrizvi.com

عزّت والا، اور اپنے زور پر اپنا حکم نافذ کرنے والا، اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے (۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کے یہ الفاظ کہ:

" مالک ! تُو ہمیں حق کے منکروں کے لیے فتنہ ' آزمائش (یعنی) تختۂ مشق نہ بنا دینا"

" فتنہ" کے معنی : ذریعۂ آزمائش کے ہیں۔ جیسے اُردو میں ہم تختۂ مشق بنانا کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ مالک ! ایسا نہ ہو کہ منکرینِ حق ہم پر غالب آجائیں اور پھر ہم پر بلاؤں کے طوفان توڑیں، اور ہم اُن کی سزاؤں کا نشانہ بن کر رہ جائیں۔ پھر وہ ہمیں اسمان کا ذریعہ بنا کر یہ کہیں کہ " دیکھو اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو ہم غالب کیسے ہوتے"؟

★ (ابن جریر) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا:

" پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہر ایماندار آدمی فقیر (تنگدست) ہوا کرتا تھا، اور ہر کافر، دولتمند۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء فرمائی کہ : مالک ! تُو ہمیں کافروں کے لیے فتنہ (یعنی) تختۂ مشق نہ بنا"

اللہ نے یہ دعاء قبول فرمائی اور مومنین میں سے کچھ کو مالدار بنا دیا، اور کچھ کو تنگدست۔ اِسی طرح کافروں میں سے کچھ کو مالدار رکھا اور کچھ کو محتاج بنا دیا۔"

★ (تفسیر صافی - الکافی) ★

★ آخری مطلب یہ ہے کہ " مالک ! ایسا نہ ہو کہ کافر، مشرک ہم کو ستائیں اور ہم پر مصیبتیں ڈالنے پر قادر ہو جائیں۔

★ (تفسیر ماجدی) ★

www.drhasanrizvi.com

کافروں کے لیے فتنہ بننے" کے کئی معنی ہیں۔ (۱) کافر ہم پر غالب آجائیں اور پھر کہیں کہ ہمارا غلبہ، ہمارے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) کافر، مومنین پر اس قدر ظلم کریں کہ مومنین اپنے دین کا سودا کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

(۳) مومنین اخلاق فضائل سے محروم ہو جائیں، اور کافر اُن پر ہنسیں۔ کافر کہیں کہ ان میں آخر ایسی کونسی خوبی ہے کہ ہم اُن کا دین قبول کریں۔"؟

(تفسیر کبیر۔ تفہیم)

* *

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥

(۶) (غرض) تمہارے لیے اُن لوگوں میں بہت اچھا نمونۂ عمل موجود ہے بلکہ ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن سے اپنی اُمیدیں باندھے رکھے۔ اب جو اِس (بہترین نمونۂ عمل) سے منھ موڑ لے، تو (وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کیوں کہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ کو کسی چیز کی کوئی ضرورت ہی نہیں، اور وہ بہر صورت ہر تعریف کا حقدار ہے (یعنی وہ تمھاری تعریفوں کے بغیر ہی از خود لائق حمد و تعریف ہے)

ع

مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایسے ایمان لانے والوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو اسلام دشمنوں سے دوستی رکھیں۔ خدا تو اپنے بھی

www.drhasanrizvi.com

بے نیاز ہے، اُس کو اس کی احتیاج نہیں ہے کہ لوگ خدا کی خدائی کو مانیں، وہ خود اپنی ذات میں محمود، یعنی قابلِ تعریف ہے۔ کوئی ایمان لاتا ہے تو خود اپنے فائدے کے لیے۔ اور ایمان کا فائدہ اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک ایمان لانے والا حضرت ابراہیمؑ کی طرح کافروں، مشرکوں سے محبت کے رشتے نہ توڑ لے۔

* (تفہیم - تفسیر کبیر) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی اور سیرت ایک مثالی نمونہ ہے۔ خطروں سے بھری جنگ احزاب میں، جبکہ مسلمانوں کی سخت آزمائش ہوئی اور ہمت توڑ دینے والے واقعات ہوئے، ساری قوم لرز لرز گئی، مگر پیغمبرِ اکرمؐ کے قدم جمے رہے، اور اُن کے ساتھ ساتھ حضرت امام علیؑ آپؐ کا دفاع کرتے رہے اسی لیے پیغمبرِ اکرمؐ کی زندگی مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ بن گئی۔ اصل چیز نبیؐ کا کردار ہوتا ہے جسے قرآن نے نور فرمایا ہے۔ اپنے اعلیٰ کردار ہی کے ذریعہ انبیاءؑ ہدایت کا کام انجام دیا کرتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"لوگوں کو اپنے عمل سے خدا کی طرف بلاؤ، نہ کہ اپنی زبان سے۔"

* (سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷۹ مادہ عمل) *

* دنیا کی رہنمائی مفکرین اور فلاسفہ نے بھی کی ہے اور انبیاءِ کرامؑ نے بھی کی ہے۔ مفکرین نے لاکھوں، کروڑوں کتابیں لکھیں، مگر انبیاءِ کرامؑ کے صحیفے بہت کم ہیں، اس کے باوجود آج پوری دنیا میں انبیاءِ کرامؑ کے ماننے والے، اُن کا کلمہ پڑھنے والے لاکھوں، اربوں انسان ہیں، جبکہ فلاسفہ کی تعلیمات کو جاننے والے معدودے چند ہوں گے۔ اس کی اصل وجہ سیرت و کردار ہے۔ فلاسفہ اور مفکرین صرف کتابیں لکھتے ہیں۔ گہرے اور دقیق مطالب بیان کرتے ہیں مگر اُن پر خود عمل نہیں کر پاتے یعنی سیرت سے خالی ہیں جبکہ انبیاءِ کرامؑ تعلیمات کے ساتھ ساتھ سیرت و کردار اور عمل کا نمونہ بن کر لوگوں کے سانسوں میں زندہ رہتے ہیں

(مدنیہ)

www.drhasanrizvi.com

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست ✲ اگر باُو نرسیدی تمام بولہبی است
✲ (اقبال)

(خود کو مصطفےٰ ص کی پیروی تک پہنچا دو کیوں کہ سارا کا سارا دین وہی ہیں ، اُن کی پیروی میں ہے اگر اُن تک نہ پہنچے (اُن کی سیرت کی پیروی نہ کی) ، تو پھر جو کچھ اس کے علاوہ ہے سب کفر ہی کفر ہے)

خدا سب سے بے نیاز ہے

ہمارا کوئی نیک عمل خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ، نہ کوئی برا عمل خدا کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے ۔ کیوں کہ وہ مطلق بے نیاز ہے ۔ خداوندِ عالم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا : " اے میرے بندو ! تم مجھے ہرگز ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ، اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو ۔ اگر اوّلین و آخرین ، تمام جنّ و انس ، پاکیزہ ترین دل رکھتے ہوئے بھی میرے ملک میں ذرہ برابر اضافہ نہیں کر سکتے ، اور اگر سارے اوّلین و آخرین ، تمام جنّ و انس ناپاک ترین دل والے ہو جائیں ، تو بھی میرے ملک میں کوئی کمی نہیں کر سکتے ۔ "

" اے میرے بندو ! اگر تمام اوّلین و آخرین ، تمام جنّ و انس کسی میدان میں جمع ہو جائیں ، اور جو چاہیں مجھ سے طلب کریں ، اور میں وہ جو کچھ مانگیں سب کا سب اُن کو دے دوں ، تو بھی میرے خزانوں میں ذرہ برابر بھی کسی چیز کی کمی نہ ہوگی ۔ وہ سب میرا دینا اُس رطوبت کی برابر نہ ہوگا جو ایک رسّی سمندر سے حاصل کرتی ہے (یعنی جتنا پانی ایک رسّی کے بھیگنے سے سمندر میں سے کم ہوتا ہے ، اُتنی کمی بھی میرے خزانوں میں نہ ہوگی ۔) " اَللّٰہُ اَکْبَرُ "

" اے میرے بندو ! میں تمہارے اعمال کا ذخیرہ کرتا رہتا ہوں ، اور پھر اُن کو تمہیں لوٹا دوں گا (وہ بھی بے حد اجر کے ساتھ) اب جو کوئی اچھی چیز حاصل کرے (یعنی اچھا کام کرے) وہ خدا کا شکر ادا کرے (کیوں کہ اُس نے خدا کو نہیں ، خود اپنے کو بے پناہ فائدہ پہنچایا ہے) اور جو اس کے سوا دیکھے (یعنی بُرا کام کرے) تو وہ اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے ۔ "

✲ (تفسیر روح البیان جلد ۹)

www.drhasanrizvi.com

یعنی: بُرا کام کرکے خود کو اُس کا ذمّے دار قرار دے اور یہ سمجھے کہ اُس نے خود اپنا ہی نقصان کیا ہے، خدا کا نہیں۔ اسی لیے خداوندِ عالم نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے:

"رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝" (سُورۃ الاعراف آیت ۲۳ - پارہ ۸)

یعنی: اے ہمارے مالک! ہم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اب اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا، اور ہم پر رحم نہ فرمایا، تو ہم سخت نقصان اُٹھانے والے ہوجائیں گے۔" (القرآن)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۷

بہت ممکن ہے کہ اللّٰہ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان محبت ڈال دے جن سے آج تمہاری دشمنی ہے۔ (کیوں کہ) اللّٰہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور اللّٰہ بڑا معاف کرنے والا بھی ہے اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی۔

مطلب یہ ہے کہ خدا مسلمانوں کے شدید دشمنوں میں سے کچھ کو ہدایت دے کر مسلمان بنا دے گا۔ (تفسیر ماجدی)

*

فقہاء نے لکھا کہ "جو کافر اہلِ حرب میں سے نہ ہوں، بلکہ ذمّی ہوں اُن کو صدقات دینا جائز ہے" (جصّاص)

www.drhasanrizvi.com

* مگر جن کافروں کا رویہ مسلمان یا اسلام دشمنی ہو، اُن سے محبت کے تعلقات بڑھانا ٹھیک نہیں۔ مگر اس معاملے میں بالکل مایوس نہ ہونا چاہیئے، ہو سکتا ہے کسی وقت وہ خدا کا پیغام قبول کرلیں۔ یا کم سے کم صلح پر اُتر آئیں۔ اِس طرح اگر وہ بُرے کاموں کو چھوڑ کر توبہ کریں گے تو خدا اُن کو معاف فرمائے گا۔ پھر تمھارے اور اُن کے درمیان محبت کا رشتہ قائم فرما دے گا۔

* (فصل الخطاب) *

* مسلمان اسلام کی محبت میں اپنے رشتہ داروں سے تعلقات توڑے بیٹھے تھے، مگر خدا کو معلوم تھا کہ یہ بہت سخت کام ہے۔ اہلِ ایمان کے دلوں پر کیا کچھ گذر رہی ہے۔ اِس لیے اللہ نے اِس آیت میں مومنین کو تسلّی دی، کہ وہ وقت دور نہیں ہے کہ تمھارے رشتہ دار اسلام قبول کرلیں۔ چند ہفتوں کے بعد ہی مکّہ فتح ہوگیا اور مکّہ کے لوگ جُوق در جُوق مسلمان ہو گئے۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، تفہیم) *

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ	﴿۸﴾ اللہ تمھیں اُن (کافر) لوگوں کے ساتھ
الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي	نیکی اور انصاف کے سلوک سے نہیں روکتا
الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ	جنھوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ
دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ	نہیں کی، اور تمھیں گھروں سے نہیں نکالا۔
تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ	(کیوں کہ) حقیقتاً خدا انصاف کرنے والوں سے
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۸﴾	محبت کرتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

★ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اُن کافروں سے اچھا سلوک کرنا ضروری ہے جو مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے۔ اُن سے انصاف اور حسنِ کردار کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھو۔

★ (مجمع البیان ۔ ابنِ جریر) ★

شانِ نزول

روایت ہے کہ قتیلہ بنتِ عبدالعزیٰ مشرکہ تھی۔ وہ اسماء بنتِ ابوبکر کے پاس کچھ تحفے لے کر آئی، مگر اسماء نے اپنی ماں کے تحفے اس لیے قبول نہ کیے کہ وہ کافرہ تھی۔ اسماء نے اس کو اپنے گھر میں داخل بھی نہیں ہونے دیا۔ اس پر یہ آیت اُتری۔

★ (تفسیر صافی، تفسیر روح البیان، بخاری) ★

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ ذمی اور صلح پسند کافروں سے صلح اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اسی لیے عرفاء ایسے کافروں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت سے پیش آتے ہیں، تاکہ اُن کو اسلام کی طرف رغبت ہو۔

★ (تفسیر ماجدی) ★

★ مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بے انصافی کرنی چاہیے۔

★ مطلب یہ ہے کہ جو شخص تم سے دشمنی نہیں کرتا، تم بھی اُس کے ساتھ دشمنی نہ کرو، انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔ دشمن اور غیر دشمن کو برابر قرار دینا انصاف کے خلاف ہے۔ تم صرف اُن کے ساتھ سخت رویہ اختیار کر سکتے ہو جنھوں نے ایمان لانے کے بعد تم پر ظلم توڑے۔ تم کو تمھارے وطن سے نکالا، مگر جن لوگوں نے اِس ظلم میں کوئی حصہ نہیں لیا، انصاف یہ ہے کہ تم اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ رشتہ داری اور برادری کے حقوق ادا کرو۔ ★ (تفسیر کبیر ۔ تفہیم) ★

★ لَا یَنْهٰىكُمُ " یعنی جن کافروں نے دین کے معاملے میں تم سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی اور اپنے صلح کے عہد پر قائم ہیں اور تمھاری جلاوطنی میں بھی اُن کا عمل دخل نہیں ہے تو خدا اُن کے ساتھ احسان کرنے سے تم کو نہیں روکتا، بیشک اُن کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، البتہ جو دین کے معاملے میں تم سے لڑتے جھگڑتے رہے، اور تمھاری

www.drhasanrizvi.com

جلاوطنی کا باعث بنے، یا اُس میں اُن کا بھی ہاتھ تھا، تو ایسے لوگوں کی دوستی سے خدا تم کو روکتا ہے
* (تفسیر انوار النجف) *

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹﴾

﴿۹﴾ اللہ تو تمھیں صرف اِس بات سے روکتا ہے کہ تم اُن لوگوں سے دوستی کرو جنھوں نے تم سے تمھارے دین کے بارے میں جنگ کی، اور تمھیں تمھارے گھروں تک سے نکال باہر کیا، اور تمھارے نکالنے میں ایکدوسرے کی مدد کی، اب جو لوگ بھی اُن سے دوستی رکھیں گے تو وہی ظالم قرار پائیں گے ﴿۹﴾

کافروں سے ترکِ تعلّقات کی وجہ

آیت میں بتایا گیا ہے کہ کافروں سے ترکِ تعلّقات کی وجہ انکارِ کفر یا شرک نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ اُن کا ظلم اور مسلمانوں سے عداوت ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو دشمن کافر اور غیر دشمن کافر میں فرق کرنا چاہیئے۔ اُن کافروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے جنھوں نے ہمارے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہیں کیا۔

www.drhasanrizvi.com

اِس کی مثال اسماء بنتِ ابوبکر کا واقعہ ہے جن کی ماں کافرہ تھیں، اور صلحِ حدیبیہ کے بعد جب وہ مدینہ آئیں تو بیٹی کے گھر آئیں اور کچھ تحفے بھی لائیں۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے جاکر جنابِ رسولِ خدا سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں سے مل لوں؟ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "ملو اور صلۂ رحمی کرو۔"

* (بخاری۔ مسلم) *

* اسماء نے پہلے اپنی والدہ سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب رسولِ خداؐ نے اجازت دے دی تب وہ اُن سے ملیں۔ * (مسند احمد۔ ابن جریر۔ ابنِ ابی حاتمؒ) *

* اسی طرح ذمّی کافروں پر صدقات بھی خرچ کیے جاسکتے ہیں۔

* (تفسیر روح المعانی۔ احکام القرآن للجصّاص) *

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ (۱۰)

اے لوگو! جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان کر ایمان لائے ہو، جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرکے آئیں، تو اُن کے مسلمان ہونے کا پہلے امتحان لے لو، ویسے تو اللہ اُن کے ایمان کا حال خوب اچھی طرح سے جانتا ہے، جب تمہیں معلوم ہوجائے کہ وہ واقعی ایماندار ہیں، تو

www.drhasanrizvi.com

مَآ اَنۡفَقُوۡا ؕ وَلَا جُنَاحَ	اُنھیں کافروں کی طرف واپس نہ بھیجو،
عَلَيۡكُمۡ اَنۡ تَنۡكِحُوۡهُنَّ	کیوں کہ اب مسلمان ثابت ہو جانے کے بعد وہ
اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ؕ	عورتیں نہ تو کافر مردوں کے لیے حلال ہیں
وَلَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ	اور نہ کافر مرد اُن عورتوں کے لیے حلال ہیں۔
وَسۡـَٔلُوۡا مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ وَلۡيَسۡـَٔلُوۡا	اُن کے کافر شوہروں نے جو مہر اُن عورتوں کو
مَاۤ اَنۡفَقُوۡا ؕ ذٰلِكُمۡ حُكۡمُ اللّٰهِ ؕ	دیے تھے، وہ اُنھیں واپس کر دو۔ اور تمھارا
يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ	اِس میں کوئی حرج نہیں ہے، کہ تم اُن عورتوں
عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾	سے نکاح کر لو مگر جب تم اُن کے مہر ادا

کر چکو۔ اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں روکے مت رکھو۔ (اسلام میں عورتوں کے اختیارات اور دینی معاملات میں زبردستی کے نہ ہونے کو ملاحظہ فرمائیں) البتہ جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دے دیے تھے، وہ اُن سے واپس لے لو، اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے، وہ اُن سے اُسے واپس مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہی تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے (کیوں کہ)

www.drhasanrizvi.com

اللہ ہر چیز کا پوری طرح جاننے والا بھی ہے اور دانائی کے ساتھ بڑی گہری مصلحتوں اور حقیقتوں کی بنیاد پر بالکل ٹھیک کام کرنے والے والا ہے۔ (۱۰)

شانِ نزول

صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ اگر مکہ والے 'مسلمانوں کے پاس جائیں گے تو مسلمان اُن کو واپس کریں گے۔ اب جو عورتیں بھاگ کر مکے سے مدینے آنا شروع ہوئیں تو مکے والوں نے اُن کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ جناب رسولِ خدا نے عورتوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ "وہ شرط مردوں کے بارے میں تھی، عورتوں کے بارے میں نہ تھی۔

* (احکام القرآن ابن عربی ۔ تفسیر کبیر) *

* مگر اسلام کو صرف واقعی مسلمان عورتوں کی حفاظت سے دلچسپی تھی، اس لیے حکم دیا کہ مکے سے آنے والوں عورتوں کا امتحان لے لو، کہ وہ واقعاً مسلمان ہو کر مدینے آئی ہیں، یا کسی دوسرے مقصد کے تحت مدینے آئی ہیں۔ اگر یہ اطمینان ہو جائے کہ وہ واقعاً مسلمان ہو گئی ہیں تو اُن کو مکہ والوں کو واپس نہ کرو۔ ایمان کی جانچ پڑتال کا طریقہ رسولِ خدا نے یہ معیّن فرمایا کہ:

(۱) اُن عورتوں سے حلفیہ بیان لو۔ (۲) ضروری جرح کرو کہ ہجرت کرنے کا اصل محرک کیا ہے۔

(۳) گواہیاں طلب کرو۔ (۴) پھر اگر وہ خود اپنے ایمان کی خبر دے رہی ہیں تو اُس کو مان لو۔

(۵) سوا اِس کے کہ کوئی صریح علامت سے معلوم ہو جائے کہ یہ حقیقی مومنہ نہیں ہے۔

* (تفسیر کبیر ۔ تفہیم ۔ مجمع البیان ۔ تفسیر نمونہ) *

* اگر مسلمان ہیں تو مسلمان اُن سے نکاح کر سکتے ہیں، مگر اُن کو اُن کے مہر دینے پڑیں گے کیوں کہ جب عورت مسلمان ہو جائے تو کافر کے لیے حلال نہیں رہتی، اور مومن ہو کر جب عورت ہجرت کرتی ہے تو اس کا نکاح کافر سے ٹوٹ جاتا ہے۔

* (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرکے آئیں، تو اُن کا امتحان لے لو" یعنی: اُن عورتوں کی تحقیقات کرلو، تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ واقعتاً دل سے اسلام لائی ہیں یا صرف زبانی کلامی اسلام لائی ہیں۔ اور اُن کا مقصد کچھ اور ہے۔

★ (تفسیر صافی) ★

★ غرض مشرکوں میں سے کوئی عورت اگر مسلمانوں سے آملے تو اُس کو جانچا جائے گا کہ وہ واقعتاً دل سے اسلام لائی ہے یا صرف اس لیے چلی آئی ہے کہ اپنے شوہر کو پسند نہیں کرتی۔ یا۔ اِس لیے مسلمانوں میں آگئی ہے کہ کسی مسلمان سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اُس سے قسم بھی لی جائے گی کہ واقعتاً وہ اسلام کی خاطر آئی ہے۔ اگر قسم کھالے تو اُس کو مسلمان مان لیا جائے گا، اُس کے کافر شوہر کو مہر ادا کیا جائے گا اور پھر عدّۃ کی مدّت گزرنے کے بعد وہ کسی بھی مسلمان سے، جسے وہ پسند کرے اُس سے نکاح کرلے گی۔

★ (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی) ★

"بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ" عصمہ "کے معنی ہیں کسی چیز کو روکے رکھنا۔

مطلب یہ ہے کہ کافرہ عورتوں کی رسّیاں نہ تھامے رہو۔ یعنی اُن کی طرف رغبت نہ رکھو، اور اُن کو اپنے پاس سے جانے دو۔ کیوں کہ وہ اسلام کو پسند نہیں کرتیں۔

★ (لغات القرآن نعمانی) ★

★ یہ حکم بھی دیا جارہا ہے کہ کافرہ عورتوں سے ازدواجی تعلقات قائم مت کرو ★ (ابنِ جریر) ★

★ شیعہ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ "یہودی، عیسائی عورتوں سے دائمی نکاح جائز نہیں، صرف وقتی نکاح یعنی متعہ کرنا جائز ہے۔ ★ (فصل الخطاب) ★

★ حضرت امام علیؑ کے زمانے میں عراق کا ایک مجوسی زمیندار مسلمان ہوگیا، مگر اُس کی بیوی کافرہ رہی۔ آپؑ نے

www.drhasanrizvi.com

اُس کے سامنے اسلام پیش فرمایا، مگر اُس نے ماننے سے انکار کر دیا، تو حضرت امام علی علیہ السلام نے
اُن دونوں میاں بیوی کو الگ کر دیا۔
* (المبسوط) *

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ ﴿۱۱﴾ اب اگر تمھاری کافر بیویوں کے
اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ مہروں میں سے کچھ تمھیں واپس نہ ملے اور
فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ پھر جب تمھارے مہر دینے کی باری آئے
ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ تو جن لوگوں کی بیویاں کافروں کے پاس
مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رہ گئی ہیں اُن کو اتنی رقم ادا کر دو جو
الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ اُن کے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو
(اور اِن معاملات میں اُس) اللہ سے ڈرتے رہو جس کو تم دل سے (اپنا مالک)
مانتے ہو ﴿۱۱﴾

* "پھر جب تمھارے مہر دینے کی باری آئے۔" کا مطلب یہ ہے کہ جب فتح اور غلبہ تمھارا ہو جائے تو تم اُن کافر عورتوں کا مہر ادا کر دو، جو مسلمان ہو کر تمھارے پاس آگئی ہیں۔
* (لغات القرآن نعمانی) *

* مطلب یہ ہے کہ جب کافر عورتیں کافروں سے نکل کر مسلمانوں سے آملیں، جبکہ کافروں سے تمھارا کوئی معاہدہ بھی نہ ہو، تو جب بھی تمھیں مالِ غنیمت ملے، تو اُن کافروں کو اتنا

www.drhasanrizvi.com

مال دے دو جتنا اُنھوں نے اُن عورتوں پر خرچ کیا تھا۔

* (تفسیرِ صافی ۔ تفسیرِ قمی) *

نتائج وتعلیمات

★ غرض اِس آیت میں دشمنوں، کافروں، مشرکوں تک سے عدل وانصاف کرنے کی تعلیم دی ہے اور عورتوں پر رحم کرنے کی تعلیم دی ہے۔ یہی خوفِ خدا کا تقاضا بھی ہے۔

* (فیوض القرآن) *

★ اسلام میں عدل یعنی انصاف یعنی ہر ایک کے حق کو پورا پورا ادا کرنے کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ:

"کسی قوم کی دشمنی تم کو اِس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اُن کے ساتھ انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو کہ یہ تقویٰ سے سب سے زیادہ قریب ہے۔" (سُورۃ ۵ آیت ۸ پارہ ٦)

دنیا کا کوئی مذہب دشمنوں کے ساتھ عدل کرنے پر اتنا زور نہیں دیتا جتنا اسلام نے زور دیا ہے کہ اسی کو تقویٰ قرار دیا ہے۔ اور تقویٰ قرآن کا اصل پیغام ہے۔

* (مؤلف) *

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ (۱۲) اے نبی! جب آپ کے پاس

الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى ایماندار مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے

اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا آئیں اور اِس بات کا وعدہ کریں کہ وہ اللہ کے

وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور چوری

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ اور زنا کاری بھی نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو

www.drhasanrizvi.com

وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾

قتل بھی نہ کریں گی، اور (اپنے خاوند پر) اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے "بہتان" (یعنی جھوٹ نہیں گھڑیں گی (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اپنے شوہر کا بچہ نہیں بتائیں گی) اور اچھے کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو اُن سے بیعت لے لیجیے۔ اور اُن کے لیے اللہ سے اُن کے گناہوں کی معافی بھی مانگیے۔ (کیوں کہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ بہت معاف کرنے والا، اپنی رحمت سے ڈھک لینے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔ (۱۲)

ہندہ جگرخوارہ زوجہ ابوسفیان کی بیعت کا قصہ

جب یہ آیت اُتری تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے ہندہ عورتوں کے ساتھ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے آئی۔ حضور اکرمؐ نے تمام عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "میں تم سے بیعت لیتا ہوں اِس پر کہ (۱) تم کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دو گی۔"

اِس پر ہندہ بول اُٹھی کہ آپؐ ہم سے ایسا عہد لے رہے ہیں جو آپؐ نے مردوں سے تو نہیں لیا۔

(کیوں کہ) مردوں سے ایمان اور جہاد پر بیعت لی گئی تھی۔ حالاں کہ ایمان میں توحید کا عقیدہ داخل ہے)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ: "تم چوری نہیں کروگی"

★ ہندہ نے عرض کی: "ابوسفیان بڑا کنجوس ہے، میں نے اُس کے مال سے کچھ لے لیا ہے"

★ ابوسفیان نے کہا: "پہلے جو تو نے میرے مال سے لیا ہے وہ سب میں نے حلال کیا۔ (آئندہ نہ لینا) یہ سن کر حضور اکرمؐ ہنسے اور فرمایا: تو ہندہ ہے؟

★ ہندہ نے عرض کی: جی ہاں" آپؐ پچھلے سارے معاملات معاف کردیجیے۔

★ پھر آپؐ نے اپنی گفتگو جاری رکھی اور فرمایا: "اے عورتو! تم زنا مت کرنا۔"

★ ہندہ نے تعجب سے کہا: "کیا آزاد عورت بھی ایسا کام کرسکتی ہے؟"

★ اِس پر سارا مجمع ہنسنے لگا۔ اِس لیے کہ سب کے سب ہندہ کی بدکرداری کو خوب جانتے تھے

★ اِس کے بعد آں حضرتؐ نے فرمایا: "اے عورتو! تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگی۔"

★ ہندہ نے عرض کی: "ہم نے اپنی اولاد کو بچپن میں پالا پوسا، مگر جب بڑے ہوئے تو آپؐ نے انھیں قتل کردیا۔"

(اُس کا اشارہ اپنے بیٹے حنظلہ کی طرف تھا جسے بدر کے دن حضرت امام علیؑ نے قتل کیا تھا)

★ پیغمبر اکرمؐ مسکرادیے اور فرمایا: "اے عورتو! تم بہتان روا نہ رکھوگی"

★ ہندہ نے عرض کی: "بہتان لگانا تو بری بات ہے اور آپؐ نے ہمیں نیکیوں کی تعلیم دی ہے"

★ پھر فرمایا: "تم اچھے کاموں میں میری اطاعت کروگی۔"

★ ہندہ بولی: "ہم یہاں آکر اس لیے نہیں بیٹھے ہیں کہ آپؐ کی نافرمانی کریں۔"

(تفسیر مجمع البیان)

★ ★

(قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ۝) (سورۃ آیت ۳۲ پارہ ۳)

یعنی: "کہہ دیجیے، اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی بھی، اور اگر تم روگردانی کروگے تو یقیناً اللہ انکار کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتا۔"

www.drhasanrizvi.com

✱ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان نہیں گھڑیں گی۔"
اصل بات یہ تھی کہ کچھ عورتیں گرے پڑے، ناجائز بچے اُٹھالیا کرتیں، اور اپنے سفر سے لوٹے ہوئے خاوندوں سے کہتیں کہ یہ تمھاری اولاد ہیں۔ گویا۔ یہ ایسا بہتان تھا جو وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان باندھتی تھیں۔ مراد وہ بچے ہیں جو انھوں نے جھوٹ بول کر اپنے خاوند کے سر منڈھ دیے۔
اصل میں وہ پیٹ جس میں بچہ رہتا ہے، وہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوتا ہے، اور جس عضو سے عورت بچہ جنتی ہے، وہ دونوں پاؤں کے درمیان ہوتا ہے۔

✱ (صافی بحوالہ الجوامع۔ ابن جریر) ✱

نتائج وتعلیمات

✱ فقہاء نے لکھا کہ اِس آیت نے اُن غالیوں کو رد کردیا جو کسی پیشہ ور طوائف سے توبہ کرلینے کے بعد بھی نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔

(۲) آیت سے بیعت لینے کے اغراض ومقاصد بھی معلوم ہوگئے۔

(۳) ایسی بیعت باطل قرار پاگئی جس پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو۔

(۴) شیخ، پیر، مرشد کا یہ حق ہے کہ شیخ اُس کے لیے دعا کرے۔

✱ (مرشد تھانوی) ✱

✱ بیوی کے چوری کے سلسلے میں ابوسفیان کی بیوی نے رسولِ خداؐ سے پوچھا:
یارسول اللہ! ابوسفیان ذرا بخیل آدمی ہے۔ کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اپنی اور بچوں کی ضروریات کے لئے آئندہ اُس سے پوچھے بغیر مال لے لیا کروں۔؟
جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بس معروف کی حد تک۔ یعنی۔ بس اتنا مال لے سکتی ہو جو واقعتاً جائز ضروریات کے لیے کافی ہو۔"

✱ (احکام القرآن۔ ابن عربی) ✱

عورتوں کے بہتان دو قسم کے مراد ہیں: (۱) ایک عورت دوسری پر غیر مردوں سے تعلقات

www.drhasanrizvi.com

کی تہمتیں لگائے ۔ (۲) یہ کہ ایک عورت بچّہ تو کسی اور کا جنے ، اور وہ اپنے شوہر کو یقین دلائے کہ یہ تیرا ہی بچّہ ہے۔"

* (تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان ۔ تفہیم) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو عورت کسی خاندان میں کوئی بچّہ گھسالائے جو اُس خاندان کا نہیں ہے، اُس عورت کا اللہ سے کوئی واسطہ نہیں ۔ اللہ اُسے کبھی جنّت میں داخل نہ کرے گا۔"

* (ابو داؤد) *

رسولؐ کی مشروط اطاعت

یہاں پر خداوندِ عالم نے رسولِ خداؐ کی اطاعت کے لیے بھی معروف کی شرط لگائی ہے کہ فرمایا: "اور کسی امرِ معروف میں تمھاری نافرمانی نہ کریں۔" اِس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں کسی مخلوق کی اطاعت خدا کے قانون کے خلاف نہیں کی جاسکتی ۔ کیوں کہ جب رسولِ خداؐ کی اطاعت معروف کے ساتھ مشروط ہے، تو پھر دوسرے کسی کے لیے غیر مشروط اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

* (تفسیر کبیر) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت صرف معروف میں ہے۔"

* (مسلم ، ابو داؤد ، نسائی) *

* ابوبکر جصّاص نے لکھا کہ: "اللہ کو معلوم تھا کہ اُس کا نبیؐ کسی معروف (اچھے کام) کے سوا کسی چیز کا حکم نہیں دیتا، پھر بھی خدا نے معروف کی شرط لگادی، تاکہ اس بات کی گنجائش ہی نہ رہے کہ سلاطین کی اطاعت خدا کے حکم کے خلاف کی جاسکے۔"

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت کرے، اللہ اُس پر اُسی مخلوق کو مسلّط کرسکتا ہے۔" * (احکام القرآن)

www.drhasanrizvi.com

★ علامہ آلوسی نے لکھا :

" یہ خیال اُن جاہلوں کی تردید کرتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اولوالامر (خلیفہ) کی اطاعت مطلقاً لازم ہے۔ اللہ نے تو رسول اکرمؐ تک کی اطاعت پر معروف کی قید لگادی، حالاں کہ رسولِ خداؐ کبھی معروف کے سوا کو حکم نہیں دیتے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ خالق کی معصیت میں کسی کی اطاعت واجب نہیں۔

★ ..... (تفسیر روح المعانی) ★

عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ

حضرت اُمّ المومنین عائشہ فرماتی ہیں :

" خدا کی قسم ! بیعت لیتے وقت کبھی حضور اکرمؐ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے چھوا تک نہیں۔ صرف زبان سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت لی "

★ (بخاری - ابنِ جریر) ★

★ کچھ عورتوں نے بیعت کرتے ہوئے جناب رسولِ خداؐ سے عرض کی کہ : " ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کریں "

جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا : " میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا بس میں تم سے عہد لوں گا "

★ (مسند احمد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ - ابن جریر - ابنِ ابی حاتم) ★

★ ایک مرتبہ عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے عورتوں نے ایک چادر حضورؐ کی طرف بڑھائی۔ آپؐ نے اُس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بیعت لی، اور فرمایا : " میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا "

★ (ابوداؤد، ابنِ ابی حاتم نے شعبی سے) ★

★ ایک دفعہ خطبہ دینے کے بعد آپؐ مردوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کی طرف گئے اور عورتوں کے سامنے یہی آیت پڑھی اور پوچھا : کیا تم اِن باتوں کا عہد کرتی ہو؟ ایک عورت نے جواب دیا : " ہاں "۔

★ (بخاری - بقول ابنِ عباس) ★

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ
اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ قَدۡ يَئِسُوۡا مِنَ الۡاٰخِرَةِ كَمَا
يَئِسَ الۡكُفَّارُ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ ﴿۱۳﴾

ع ۷

وہ لوگو! جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان کر ایمان لائے ہو، اُن لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غضب و غصہ فرمایا ہے، جو آخرت کے آنے سے اُسی طرح مایوس اور نااُمید ہیں جیسے کافر قبروں میں گڑے ہوئے مُردوں (کے زندہ ہونے) سے مایوس اور نااُمید ہو چکے ہیں۔ ﴿۱۳﴾

شانِ نزول

★ فقراء و مساکین کی ایک جماعت مسلمانوں کی خبریں یہودیوں کو سنایا کرتے تھے، اور یہودی اس کے بدلے میں اُنھیں اپنے درختوں کے کچھ پھل دے دیا کرتے تھے۔ اِس پر یہ آیت اُتری۔

★ (مجمع البیان) ★

★ مگر اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آیت صرف فقراء کے لیے اُتری ہے۔ اِس کا اطلاق عام ہے۔

★ (تفسیر کبیر) ★

★ کافروں، یہودیوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ "وہ لوگ آخرت کی نجات کے بارے میں کلّی طور

www.drhasanrizvi.com

مایوس ہیں، اسی طرح جیسے قبروں میں مدفون کفّار آخرت کی نجات سے مایوس ہیں۔ کیوں کہ اُن کافروں نے عالمِ برزخ میں اپنا حشر نشر دیکھ لیا ہے۔ حقائق کھل چکے ہیں۔ اِس لیے اب وہ قطعی طور پر قیامت کے دن کی نجات سے مایوس ہیں۔

★ (مجمع البیان) ★

★ اب کیوں کہ وہ خدا کی رحمت سے قطعًا مایوس ہو چکے ہیں، اِس لیے ہر گناہ اور ہر جرم کرنے سے نہیں کتراتے۔ اِس لیے اب اُن پر اعتماد نہ کرو، اور نہ اُن سے دوستی کرو۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ اِس آیت کے دو معنی ہیں۔ (۱) ایمانداروں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اُن لوگوں کو دوست نہ بنائیں جو آخرت کے ثواب سے اُسی طرح مایوس ہیں جس طرح آخرت کے منکر دوسری زندگی سے مایوس ہیں۔

★ (بقول ابنِ عباس، حسن بصری، قتادہ، ضحاک از تفسیر کبیر) ★

(۲) دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ: "مومنو! اُن لوگوں سے دوستیاں نہ بڑھاؤ کہ جو آخرت کی رحمت اور مغفرت سے اُسی طرح مایوس ہیں جس طرح قبروں کے اندر پڑے ہوئے کافر مردے ہر خیر سے مایوس ہیں۔ کیوں کہ اُن کو اپنے عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونے کا یقین ہو چکا ہے۔

★ (بقول عبداللہ ابنِ مسعود، مجاہد، عکرمہ، ابنِ زید، کلبی،
مقاتل منصور از تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم) ★

★ اُن لوگوں سے مراد جن پر خدا غضبناک ہوا، عام کفّار ہیں۔ لیکن ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اُن مسلمانوں کے بارے میں اتری ہے جو یہودیوں کے ساتھ اِس لیے دوستی رکھتے تھے کہ انھیں اُن کے باغوں میں سے کچھ میوے مل جایا کرتے۔

★ (تفسیر صافی) ★

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الصَّف
کے
فضائل اور خصوصیّات

صفیں باندھ کر جہاد کرنے والوں کا ذکر کرنے والی سورۃ

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ عیسٰیؑ (یعنی سورۃ الصف) کو پڑھے تو حضرت عیسٰیؑ خود اُس کے لئے خدا کی رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور جب تک وہ پڑھنے والا زندہ رہتا ہے، حضرت عیسٰیؑ اُس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے، اور قیامت کے دن اس سورۃ کا پڑھنے والا حضرت عیسٰیؑ کا ساتھی اور رفیق ہوگا۔"

★ (تفسیر مجمع البیان) ★

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ صف کی قرأت کرے (یعنی سمجھ کر پڑھے) خاصکر واجب یا سنّت نمازوں میں اِس کو پڑھتا رہے، تو خداوندِ عالم اُس کو فرشتوں اور انبیاء و مرسلینؑ کی صف میں قرار دے گا۔"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ - تفسیر نور الثقلین جلد ۵) ★

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۱۴ سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

جو چیز بھی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، اُس نے اللہ کی تسبیح کی (یعنی) اللہ کی پاکی، بے عیب ہونے اور انتہائی باکمال ہونے کی گواہی دی، (اپنے قول سے بھی اور اپنی حالت سے بھی۔ کیوں کہ) خدا ہی ہر چیز پر غالب زبردست قوت والا، بزور اپنا حکم نافذ کرنے والا بھی ہے، اور

www.drhasanrizvi.com

دانائی اور گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا بھی۔ (۱)

شانِ نزول

کچھ مسلمانوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا:

"ہمیں بتلائیے کہ خداوندِ عالم کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے۔"؟

اِس پر اللہ نے ارشاد فرمایا: "خدا کو یہ عمل بہت پسند ہے کہ خدا کی راہ میں صف باندھ کر لڑا جائے جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے۔"

مگر جب وقت پڑا تو بہت سے مسلمان اُحد کے میدان سے بھاگ نکلے جس پر خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا: "تم جو کہتے ہو، کرتے نہیں ہو"

* (تفسیر صافی) *

* ہر چیز کا تسبیح کرنا ظاہراً ماضی اور مستقبل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ مگر خدا کے لیے ماضی اور مستقبل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیوں کہ خداوندِ عالم کی لامحدود ذات زمانے اور وقت کی قیود سے بلند و بالا ہے۔ اِس لیے خدا کی تعریف کرنے میں ماضی، حال، مستقبل ہمارے لحاظ سے ہوتا ہے، خداوندِ عالم کے لحاظ سے نہیں ہوتا۔

* (فصل الخطاب) *

* حاصلِ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات بے نیاز ہے، اسقدر بے نیاز اور اسقدر غالب کہ اُس کی خدائی کا چلنا کسی کے ماننے یا نہ ماننے پر موقوف نہیں ہے۔ اب جو وہ ہمیں اپنے اوپر ایمان لانے اور اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے، تو وہ اپنے فائدے کے لیے نہیں بلاتا، خود ہماری تکمیل اور کامیابی کی خاطر بلاتا ہے، ورنہ خداوندِ عالم کے ارادے خود اُس کے اپنے زور، اپنے بل بوتے

www.drhasanrizvi.com

اور خود اُس کی اپنی تدبیریں سے پورے ہو کر رہتے ہیں، چاہے پوری کائینات بھی اُس کے ارادوں کے خلاف مزاحمت کرے، مگر وہ سب ملکر بھی اُس کے ارادوں کو پورا ہونے سے نہیں روک سکتے کیوں کہ وہ عزیز ہے۔ "عزیز" کے معنی کامل غلبے والے کے ہوتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ ② اے وہ لوگو! جو اللہ اور رسولؐ

تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② کو دل سے مان کر اُن پر ایمان لائے ہو،

تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔؟

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ ③ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ ناراضگی کی بات ہے (یا) یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے۔

شانِ نزول آیت ۳ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے مسلمان کہا کرتے تھے کہ کاش ہمیں وہ عمل معلوم ہو جاتا جو اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم وہی عمل کرتے، مگر جب اُن کو بتایا گیا کہ خدا کو سب سے زیادہ جو عمل پسند ہے وہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے، تو اُن کے لیے اپنی بات کا پورا کرنا سخت شاق ہو گیا۔ مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ اُحد کی جنگ

www.drhasanrizvi.com

میں وہ مسلمان رسولِ خداؐ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ ؎ : اُحد میں کوئی پہاڑ پر تھا، نبیؐ کا سینہ سپر ہے کوئی
: ہزار دعوے ہوں دوستی کے، جگر جگر ہے دگر دگر ہے

★ ابنِ زید کہتے ہیں کہ بہت سے مسلمان جناب رسولِ خداؐ کو یقین دلایا کرتے تھے کہ اگر دشمنوں کے مقابلے پر آپؐ کو جنگ کے لیے نکلنا پڑا تو ہم اُن کی ایسی تیسی کر دیں گے"۔ مگر جب وقت آیا تو ان کے سارے وعدے جھوٹے نکلے۔

★ قتادہ اور ضحاک کہتے ہیں کہ کچھ مسلمان جنگ میں کوئی کارنامہ انجام نہ دیتے تھے، مگر واپس آ کر خوب خوب ڈینگیں مارتے تھے کہ ہم یوں لڑے، ہم نے یوں مارا۔ ایسے میں لوگوں کی شان میں یہ آیت اُتری۔

★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم مولنٰا مودودی) ★

"مَقتً" اُس شدید بغض یا دشمنی کو کہتے ہیں جو اُس شخص کے لیے ہو جو بُرے کام کرے۔ جاہلیت کے عرب جب اپنے باپ کی کسی بیوی کے ساتھ شادی رچاتے تھے تو اُس کو نکاحِ مقت کہتے۔ پھر اُس کے ساتھ کبُر کا لفظ سخت ترین نفرت کو بتاتا ہے۔ اور خدا کے سخت غصہ اور غضب کی دلیل ہے۔

★ (تفسیر المیزان۔ مفردات امام راغب) ★

★ اسلام ہر مسلمان کو مجاہد، پکے اور سچے اور خالص کردار کا انسان بنانا چاہتا ہے جس میں نفاق کا کوئی شائبہ تک موجود نہ ہو۔ اسی لیے اسلام قول اور فعل کی مطابقت قائم رکھنے کا بار بار حکم دیتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دوسروں کو نصیحت کرے، اُس کو اچھی باتوں پر خود بھی عمل کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ ایک قسم کی منافقت ہے۔ اور ایسے کردار کو خدا سخت ناپسند کرتا ہے

★ (تفسیر ماجدی) ★

★ اِس آیت میں خاص طور پر منافقوں سے خطاب کیا گیا ہے، جو مسلمانوں سے ساتھ دینے

www.drhasanrizvi.com

کے خوب خوب وعدے کرتے ہیں، لیکن وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ کھڑے ہوتے ہیں۔

* (ابنِ جریر) *

★ ہر ایسا شخص بھی عملاً منافق ہی کے زُمرے میں آتا ہے جو کہتا کچھ ہے اور اُس کا عمل اُس کے قول کے مطابق نہیں ہوتا۔

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: " منافق کی تین نشانیاں ہیں، چاہے وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، اور مسلمان ہونے کے دعوے کرتا ہو۔ (اگر اُس میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہوں تو وہ منافق ہے، مسلمان نہیں)

(۱) جب بولے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو اُس کی خلاف ورزی کرے۔

(۳) جب کوئی امانت اُس کے سپرد کی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔"

* (بخاری ۔ مسلم) *

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " چار صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں پائی جائیں، وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ایک صفت پائی جائے، اُس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے، جب تک کہ وہ اُسے چھوڑ نہ دے۔

(۱) جب بھی اُس کو امانت سپرد کی جائے، اُس میں خیانت کرے۔

(۲) جب بولے تو جھوٹ بولے۔

(۳) جب عہد کرے تو اُس کی خلاف ورزی کرے۔

(۴) جب لڑے تو اخلاق و دیانت کی حدیں توڑ ڈالے۔

* (بخاری ۔ مسلم) *

★ علامہ طباطبائی، صاحبِ "المیزان" نے لکھا کہ: اگر انسان کوئی بات کہے، اور اُس پر

www.drhasanrizvi.com

خود عمل نہ کرے، تو یہ نفاق کی دلیل ہے۔ اور اگر وہ کوئی بات کہے اور اُس پر خود عمل نہ کرے، تو یہ نفاق کی دلیل ہے۔ اور اگر وہ کوئی بات کہے اور اُس کو انجام دینے کا ارادہ بھی رکھتا ہو، مگر انجام نہ دے، تو وہ نفاق نہیں بلکہ ضعفِ ارادہ ہے۔

* (تفسیر المیزان) *

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے "مالکِ اشترؒ کو لکھا کہ:

" اور یہ کہ تم، لوگوں سے کوئی وعدہ کرو اور پھر اُس کو پورا نہ کرو، اِس بات سے سختی سے پرہیز کرنا، کیوں کہ یہ بات خدا کے ہاں بھی سخت غصے کا باعث ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی، جیسا کہ خداوندِ عالم نے خود فرمایا ہے کہ: " كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ " اللہ کے نزدیک یہ بات سخت غصہ اور غضب کا موجب ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہ کرو۔ " (الصف آیت ۳)

* (نہج البلاغہ۔ مکتوب ۵۳) *

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" مومن کا اپنے بھائی سے وعدہ کرنا ایک قسم کی نذر ہے، اگرچہ اُس کا کوئی کفارہ تو نہیں ہے، مگر جو شخص وعدہ کرکے وعدہ خلافی کرے اُس نے خدا کی مخالفت کی اور خدا کے غضب کا مستحق بن گیا۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں خداوندِ عالم نے فرمایا ہے: " اور پھر امامؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

* (اصول کافی جلد ۲) *

سچے عالم کی پہچان

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: فرمایا:

" عالم وہ ہے جس کا عمل اُس کے قول کی تصدیق کرے۔ اب جس کا عمل اُس کے قول کی تصدیق نہیں کرتا وہ عالم ہی نہیں ہے۔ " (عالمِ بے عمل) * (اصول کافی جلد ۱ باب صفۃ العلماء) *

www.drhasanrizvi.com

سہ پھرتی ہیں جہالتیں نہ معلوم کتنی ٭ کاندھوں پہ عبائے علم و حکمت ڈالے

★ صرف عالم کا لباس پہن لینا کسی کو عالم نہیں بنا سکتا۔ ★ (مؤلف) ★

★ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میری اُمت پر ایک زمانہ آئے گا جب علماء کی پہچان اچھے لباس سے ہوگی، قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی، خدا کی عبادت صرف ماہِ رمضان میں ہوگی اور جب ایسا ہوگا تو اُس وقت خدا میری اُمت پر ایسے بادشاہ کو مسلّط کردیگا جس کے پاس نہ علم ہوگا، نہ حلم، نہ رحم ہوگا۔"

★ (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۴) ★

بلبل اور باز کا مکالمہ ایک فارسی شاعر نے بلبل اور باز کا مکالمہ نظم کیا ہے کہ:

"کل رات ایک بُلبل باز سے کہہ رہی تھی کہ تیری حالت مجھ سے بہتر کیوں ہے؟ حالاں کہ تُو بدصورت، تُرش رُو، بے زبان، گونگا بھی ہے۔ پھر بھی تو آزادی کے ساتھ بادشاہوں کے ہاتھوں پر سیکڑوں ناز اور نخروں کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

مگر میں اِس خوش بیانی، خوبصورتی، عمدہ بدن کے ساتھ پنجرے میں بند رہتی ہوں۔ میری قسمت میں رنج ہی رنج ہے۔؟

باز نے کہا: تُو سچ کہتی ہے۔ اِس کا راز یہ ہے کہ: تیری زندگی صرف باتیں بنانا ہے، عمل کرنا نہیں۔ جبکہ میری عادت عمل کرنا ہے، بکواس کرنا نہیں۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے زیادہ افسوس اُس بندے کو ہوگا جو لوگوں کو عدالت کا راستہ دکھائے مگر خود دوسرے راستے پر چلے۔"

★ (تحف العقول صفحہ ۲۹۸) ★

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ ﴿۴﴾ اللہ تو اُن لوگوں سے محبّت کرتا
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا ہے جو اللہ کی راہ میں صفیں باندھ
كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ﴿۴﴾ باندھ کر یا پرے جما جما کر جنگ
کرتے ہیں جیسے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں

مَرْصُوصٌ "رصاص" کے مادّے سے ہے جس کے معنی ہیں سیسہ۔ کیونکہ عمارتوں کو مضبوط کرنے کے لیے سیسہ پگھلا کر عمارت کے مختلف حصّوں میں اس طرح ڈالتے تھے کہ وہ حد سے زیادہ مضبوط اور یکجان ہو جائے۔ اس لیے ہر محکم اور مضبوط عمارت کو مرصوص یعنی "سیسہ پلائی ہوئی" کہنے لگے۔

یہاں مطلب یہ ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو ایک دل، ایک جان، مضبوط، مستحکم آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ ملکر، منظم ہو کر کام کرنا چاہیئے۔ گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں جس میں کوئی شگاف نہیں ہے۔

اسی لیے سچّے مجاہدین کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ "مجاہدینِ راہِ خدا اُس دیوار کی طرح صفیں باندھ کر جہاد کرتے ہیں جو سیسہ پلائی ہوئی ہو اور کسی طرح نہ ٹوٹے۔"

* (تفسیر علی ابن ابراہیم، مفردات امام راغب) *

* جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے جنگِ صفّین میں یہ خطبہ فرمایا:

"خداوندِ عالم نے تمھیں جہاد جیسے عظیم فریضے کی طرف رہنمائی فرمائی کہ تم اپنی صفوں کو لوہے کی

www.drhasanrizvi.com

دیوار کی طرح مضبوط کرلو۔ جو زرہ پوش ہوں وہ آگے آگے رہیں، جن کے پاس زرہ نہیں، وہ اُن کے پیچھے رہیں۔ دانتوں کو بھینچ کر رکھو، اور نیزوں کو آگے آگے رکھو، دشمن کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھو تاکہ تمھارا دل قوی اور روح پر سکون رہے۔ باتیں کم کرو ...... اپنے جھنڈوں کو خم نہ ہونے دو۔ اور دلیروں کے علاوہ خود کو کسی کے سپرد نہ کردو۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ - نہج البلاغہ خطبہ ۱۲۴) *

* غرض اس آیت میں ثباتِ قدم کی تعریف کی جارہی ہے۔ اس طرح کہ صرف یہ بات تعریف کے قابل نہیں ہے کہ پیرے جما جما کر لڑا جائے، بلکہ درحقیقت شجاعت کے ساتھ باطل کا مقابلہ کرنے کی تعریف کی جارہی ہے۔

* (تفسیر ماجدی) *

وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے

* اِس آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ سارے کے سارے مجاہدین کو متحد رہ کر، ایک دل ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہیئے۔

* (فصل الخطاب) *

نتائج وتعلیمات (۱) اِس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کو سب سے زیادہ وہ لوگ پسند ہیں جو اللہ کے دین کے لیے جان لڑانے اور خطرے مول لینے کے لیے تیار رہوں۔

(۲) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ ایسی قوموں کو پسند کرتا ہے جو خوب سوچ سمجھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔

(۳) تیسرے یہ کہ خدا بدنظمی اور انتشار کو پسند نہیں فرماتا، بلکہ منظم قوموں کو جو تنظیم کے ساتھ صفیں باندھ کر جہاد کرتی ہیں پسند فرماتا ہے۔

(۴) خداوندِ عالم اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح باطل کے مقابلے پر

www.drhasanrizvi.com

ڈٹ جاتے ہیں۔ عقیدے اور مقصد میں کامل اتحاد و اتفاق رکھتے ہیں، اپنے مقصد میں مخلص ہوتے ہیں، ناپاک اغراض سے پاک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں۔ اپنے مقصد سے سچّی محبت اور لگن رکھتے ہیں، اُس کو حاصل کرنے کے لیے محکم عزم رکھتے ہیں، خدا پر ناقابلِ تسخیر یقین اور ایمان رکھتے ہیں، اِس لیے حق کی خاطر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر - مجمع البیان - تفہیم) *

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم — جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے — جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم اُن کی ٹھوکر سے دریا و صحرا — سمٹ کر پہاڑ اُن کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

* (اقبال) *

اِتحاد پیدا کرنے کا طریقہ یہ بات یاد رہے کہ وحدت اور اتحاد صرف نعرہ بازی سے حاصل نہیں ہوتا۔ اِس کے لیے وحدتِ فکر، وحدتِ ہدف، وحدتِ عقیدہ، خلوصِ نیّت، سچی معرفت، صحیح اسلامی تعلیم و تربیت، مقصد سے لگن، تہذیب اور تمدّن کی ضرورت ہوتی ہے۔

* حضرت امام علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کے متحد نہ ہونے پر فرمایا تھا: "اے لوگو! جن کے بدن تو اکٹھے ہیں مگر افکار اور خواہشات پراگندہ ہیں۔ تمھاری گرم گرم باتیں تو سخت پتھروں کو بھی توڑ دیتی ہیں، مگر تمھارے کمزور اعمال دشمن کو طمع دلاتے ہیں۔ محفل میں تو تم جوش و خروش سے اِس طرح، اُس طرح کہتے ہو لیکن جنگ کے وقت ہائے وائے مچاتے ہو، کہ اے جنگ! ہم سے دور ہو جا۔" * (نہج البلاغۃ خطبہ ۲۹) *

www.drhasanrizvi.com

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِيۡ وَقَدۡ تَّعۡلَمُوۡنَ اَنِّيۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ ؕ فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِي الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝

۵ (اس کے برعکس) موسیٰ کی وہ بات یاد کرو کہ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم والو! تم مجھے کیوں تکلیفیں دیتے ہو حالاں کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسولؑ ہوں؟ مگر جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے بھی اُن کے دل ٹیڑھے ہونے دیے (کیوں کہ) اللہ ایسے بدکار، بدمعاش اور بداعمال لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (یعنی) منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔ ۵

محققین نے آیت سے نتیجہ نکالا کہ انسان جب اپنے ارادے اور اختیار سے کوئی غلط کام کرتا ہے تو پھر غلط راستے پر چلتا ہی چلا جاتا ہے۔ آخرِ کار خدا کا ارادہ بھی یہی ہو جاتا ہے کہ اُس کو اُسی راستے پر چلتے رہنے پر چھوڑ دیا جائے۔ پھر اُس کی غلط روی میں اضافوں پر اضافے ہی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیوں کہ خدا کی توفیقات اُس سے سلب کرلی جاتی ہیں۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ سوچنے سنبھلنے اور غور کرنے پر تیار نہیں ہے اور غلط راستے پر اختیاراً چلنے پر مُصر ہے۔

★ (تفسیر ماجدی) ★

www.drhasanrizvi.com

★ آیت میں جو دلوں کے ٹیڑھا ہونے کی نسبت خداوندِ عالم کی طرف دی گئی ہے، تو اس سے پہلے یہ فرمایا گیا ہے کہ : "جب وہ خود ٹیڑھے ہوئے، تو اللہ نے بھی اُن کے دل ٹیڑھے ہونے دیئے"

مطلب یہ ہے کہ بتایا جارہا ہے کہ پہلے وہ خود ارادتاً اور اختیاراً اسیدھے راستے سے ہٹے' پھر خداوندِ عالم نے سزا کے طور پر اُن کو ٹیڑھا ہونے دیا' اور اپنی توفیقات اور ہدایات کو سلب کرلیا۔

★ (ابنِ جریر ۔ مجمع البیان) ★

آیت کے پیغامات

(۱) مسلمانوں کو خبردار کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے نبیؐ کے ساتھ وہ رویّہ اختیار نہ کریں جو بنی اسرائیل نے اپنے انبیاءؑ کے ساتھ اختیار کیا تھا' ورنہ مسلمان بھی اُسی انجام سے دوچار ہوں گے جس سے بنی اسرائیل دوچار ہوئے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

★ (تفسیر کبیر) ★

سہ
ازمکافاتِ عمل غافل مشو ؛ گندم از گندم بروید جو ز جو

(۲) آیت کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ خداوندِ عالم کا یہ طریقۂ کار نہیں ہوا کرتا کہ جو لوگ ٹیڑھی راہ چلنا چاہیں' انھیں خدا زبردستی ہدایت پر لاکر چلائے۔ کیوں کہ خدا نے اِس دنیا کو دارِ امتحان قرار دیا ہے' اِس لیے یہاں انسان جیسا خود عمل کرتا ہے' خدا اُسے کرنے دیتا ہے۔

(۳) اِس سے معلوم ہوا کہ کسی فرد یا قوم کی گمراہی کا آغاز اللہ کی طرف سے نہیں ہوا کرتا' بلکہ خود اُس شخص یا اُس قوم کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ ہاں اللہ کا قانون یہ ہے کہ جو شخص گمراہی کو پسند کرتا ہے' خدا اُس کو گمراہیوں میں چھوڑ دیا کرتا ہے۔ پھر وہ گمراہیوں میں بھٹکتا ہی چلا جاتا ہے' یہ اِس لیے ہوتا ہے کہ خدا نے دنیا میں انسان کو انتخاب کی آزادی عطا فرمائی ہے۔ اب اگر وہ خدا کی اطاعت و ہدایت کی راہ کو پسند کرتا ہے' تو خدا اُس کو جبراً گمراہیوں کی طرف نہیں دھکیلتا اور اگر انسان ازخود گمراہیوں اور غلط راستوں کو اختیار کرتا ہے تو اللہ اُس کو اپنی اطاعت کرنے پر مجبور

www.drhasanrizvi.com

نہیں فرماتا۔ کیوں کہ اگر وہ ایسا کرے تو پھر امتحان لینے کا مقصد ہرگز پورا نہ ہو سکے گا۔
* بس اسی کو اللہ کی توفیق ملنا یا سلب ہونا کہتے ہیں۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے۔
* (تفسیر کبیر - تفہیم - مجمع البیان) *

* غرض پہلے انسان سے گناہ، فسق و فجور، ظلم سرزد ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں انسان خدا کی توفیقات کے سلب ہو جانے کا مستحق بن جاتا ہے۔ پھر جب خدا کی توفیقات سلب ہو جاتی ہیں تو سخت محرومی، بے چینی اور عذابوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ " خود کردہ را علاج نیست "۔
* (تفسیر نمونہ) *

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

(۶) (اسی طرح) جب مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا: "اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسولؑ ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اُس توراۃ کی جو مجھ سے پہلے آئی تھی اور میں تمہیں ایک پیغمبرؐ (کے آنے) کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمدؐ ہوگا"۔ مگر جب وہی رسولؐ اُن کے پاس کھلی ہوئی، واضح، روشن دلیلیں

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦﴾ حقیقتیں، معجزے اور نشانیاں لے کر آئے تو انھوں نے کہدیا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو (یعنی) صریح دھوکا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰؑ کو ہمارے نبیؐ کریم کے تشریف لانے کی بشارت دی، تو اُن کا تعارف اِس طرح کرایا: سرخ اونٹ والے، چاند سے چہرے والے، عورتوں سے نکاح کرنے والے۔"

★ (تفسیر صافی۔ بحوالہ العوالی) ★

★ فرزندِ رسولؐ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسےٰؑ کو بھیجا تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: میرے بعد ایک اور نبیؑ آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا، وہ اولادِ اسماعیلؑ سے ہوگا، وہ میری بھی تصدیق کرے گا، اور تمھاری بھی۔" ★ (الکافی) ★

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "بے شمار انبیاءِ کرامؑ نے ہمارے رسولؐ کے آنے کی بشارتیں دی تھیں، اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بھی یہ بشارت سنائی تھی۔ خداوندِ عالم نے فرمایا: یہودی اور عیسائی حضورِ اکرمؐ کا نام اور صفات اپنی کتابوں میں توراۃ اور انجیل میں پاتے ہیں کہ وہ ایسا نبیؐ ہوگا جو نیک کاموں کی ترغیب دے گا، اور برائیوں سے روکے گا۔"

★ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: "میں ایک رسولؐ کے آنے کی بشارت دیتا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اُس کا نام احمدؐ ہوگا۔"

★ (الکافی) ★

★ کیونکہ کفار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جادوگر کہتے تھے، اور کہتے تھے کہ انھوں نے

www.drhasanrizvi.com

یہ قرآن اپنے جادو کے زور پر گھڑ لیا ہے، اور یہ کہدیا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے، اس لیے خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: "کافروں کے نزدیک قرآن کا پیش کرنا اصل میں خدا پر جھوٹ باندھنا ہے۔

* (ابنِ جریر) *

ہمارے رسولؐ کے آنے کی بشارتیں توراۃ میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: "خداوند، تیرا خدا، تیرے لیے، تیرے ہی درمیان سے، یعنی میرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبیؐ برپا کرے گا، تم اُس کی باتیں سُننا . . . . . خداوند نے مجھ سے کہا کہ . . . . . میں اُن کے لیے، اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبیؐ برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منھ میں ڈالوں گا، اور جو کچھ میں اُس کو حکم دوں گا، وہی وہ اُن سے کہے گا، اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سُنے، تو میں اُس سے اُن کا حساب لوں گا۔"

* (توراۃ کتاب استثناء باب ۱۸ آیات ۱۵ سے ۱۹ تک) *

* متفقہ تاریخ سے ثابت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صرف محمدؐ نہ تھا، بلکہ احمدؐ بھی تھا۔ مثلاً حسّان بن ثابت کا شعر ہے:

صلی الالٰہ ومن یحف لعرشہ والطیبون علی المبارک احمدؐ

یعنی: اللہ نے اور اس کے عرش کے چاروں طرف جمگٹا لگائے ہوئے فرشتوں نے، اور ساری پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت احمدؐ پر درود بھیجا ہے۔

* (حسّان بن ثابت) *

* خود جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انا محمّد وانا احمد والحاشر"

یعنی: "میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں اور میں ہی حاشر ہوں۔"

* (بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی، نسائی) *

www.drhasanrizvi.com

★ انجیل یوحنا میں ہے : " اور میں باپ (خدا) سے درخواست کروں گا تو وہ تمھیں دوسرا مددگار Periclytos بخشے گا۔ جو ابد تک تمھارے ساتھ رہے گا۔"

* (۱۴ : ۱۶-۱۷) *

Periclytos کے معنی مددگار ہیں۔ مگر یونانی زبان میں ایک دوسرا لفظ Periclytos بھی ہے جس کے معنی تعریف کیا ہوا۔ یعنی محمدؐ " کے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ پادریوں نے لفظ بدل دیا ہو۔ کیوں کہ دونوں لفظوں میں بہت تھوڑا سا فرق ہے۔

* (تفہیم) *

★ یہ حقیقت ہے کہ انجیلوں میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ مثلاً
" انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے لکھا :
" اناجیل میں ایسے نمایاں تغیرات دانستہ کیے گئے ہیں۔۔۔۔
یہ تغیرات صریحاً کچھ لوگوں نے بامقصد کیے ہیں۔۔۔
وہ لوگ تغیرات کرنے کا اپنے آپ کو مجاز سمجھتے تھے کہ یہ کتاب کو بہتر یا زیادہ مفید بنانے کے لیے اس کے اندر اپنی طرف سے کچھ مواد کا اضافہ کردیں۔۔۔۔ بہت سے اضافے دوسری صدی میں ہوگئے تھے، اور کچھ نہیں معلوم کہ اُن کا ماخذ کیا تھا "

* (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ ایڈیشن ۱۹۴۶ء مضمون بائیبل) *

★ انجیل یوحنا کے اندر بے شمار آیات ہیں آنے والے رسولؐ کے لیے۔

(۱) دنیا کا سردار (سرورِ عالمؐ)

(۲) سچائی کی تمام راہیں دکھانے والا۔ (ھادیٔ برحق)

(۳) (عیسیٰؑ کی) گواہی دینے والا۔ (شاہد)

www.drhasanrizvi.com

(۴) روح القدس (پاک روح)

(۵) سچائی کی روح

(۶) وہ نبیؐ ۔ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

* (انجیلِ یوحنا: ۱۴ : ۱۶ ۔ ۷
۱۴ : ۲۵ سے ۲۶
۱۴ : ۱۴ : ۲
۱۵ : ۲۶
۱۶ : ۷
۱۶ : ۱۱ سے ۱۵) *

* تمام ماہرین نے تقریباً تسلیم کر لیا ہے کہ چاروں انجیلوں میں سے کہیں بہتر اور معتبر انجیل "برنا باس" ہے۔ اِس انجیل میں حضرت عیسٰیؑ کہیں ہمارے رسولؐ کو "مسیح" کہتے ہیں۔ اور کہیں Admirable یعنی قابلِ تعریف "کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ محمدؐ کے معنی ہیں قابلِ تعریف۔ حضرت عیسٰےؑ کہیں صاف صاف کہتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

* صرف ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عیسٰےؑ نے فرمایا: "میں بالیقین تم سے کہتا ہوں کہ ہر نبیؑ جو آیا ہے ایک ہی قوم کے لیے آیا ہے . . . ۔ اِسی وجہ سے اُن انبیاء کی باتیں اُن لوگوں کے سوا کہیں اور نہیں پھیلیں جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے۔ مگر خدا کا رسولؐ جب آئے گا' خدا گویا اُس کے ہاتھ کو بھر دے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کو جو اُس سے تعلیم پائیں گی' نجات اور رحمت پہنچا دے گا۔ وہ لوگوں پر اقتدار لے کر آئے گا اور بت پرستی کا ایسا قلع قمع کر دے گا کہ شیطان پریشان ہو جائے گا۔ (برنا باس باب ۴۳)

"وہ فہم' نصیحت' حکمت' طاقت' خشیت' محبت' ورع کی روح سے آراستہ ہوگا' فیاضی' رحمت' عدل' تقویٰ' شرافت اور صبر کی روح سے مزین ہوگا . . . . کیسا مبارک وقت ہوگا جب وہ دنیا میں آئے گا

www.drhasanrizvi.com

یقین جانو ! میں نے اُسے دیکھا ہے ..... اور جب میں نے اُس کو دیکھا ہے تو میری روح سکینیت سے بھر گئی، یہ کہتے ہوئے کہ : اے محمدؐ ! خدا تمھارے ساتھ ہو اور وہ مجھے تمھاری جوتی کے تسمے باندھنے کے قابل بنا دے ۔ کیوں کہ یہ مرتبہ بھی میں پالوں، تو میں ایک بڑا نبی، اور خدا کی ایک مقدس ہستی ہو جاؤں گا ۔"

* (بائیبل برنا باس باب ۴۴) *

۵ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا ⁂ میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

* حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا :

" میرے جانے سے تمھارا دل پریشان ہو، نہ تم خوف کرو، کیوں کہ میں نے تم کو پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ خدا ہمارا خالق ہے، وہی تمھاری حفاظت کرے گا، رہا میں، تو اس وقت میں دنیا میں اُس رسولِ خدا کے لیے راستہ تیار کرنے آیا ہوں جو دنیا کے لیے نجات لے کر آئے گا ..... وہ تمھارے کچھ سال بعد آئے گا جبکہ میری انجیل ایسی مسخ ہو چکی ہوگی کہ مشکل سے تیس آدمی مومن باقی رہ جائیں گے ۔ اُس وقت اللہ دنیا پر رحم کرے گا، اور اپنے رسولؐ کو بھیجے گا جس کے سر پر سفید بادل کا سایہ ہو گا جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جانا جائے گا ۔ اُسؐ کے ذریعے خدا کی معرفت دنیا کو حاصل ہوگی، وہ خدا کے منکروں کے خلاف بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا، اور زمین پر بت پرستی کو مٹا دے گا ۔ مجھے اس کی بڑی خوشی ہے ۔ کیوں کہ اُسؐ کے ذریعے ہمارا خدا پہچانا جائے گا، اُس کی تقدیس ہوگی، اور میری صداقت دنیا کو معلوم ہوگی، اور وہ اُن لوگوں سے انتقام لے گا جو مجھے انسان سے بڑھ کر کچھ قرار دیں گے ۔ .....

.. وہ ایسی صداقت کے ساتھ آئے گا جو تمام انبیاءؑ کی لائی ہوئی صداقت سے زیادہ واضح ہوگی ۔"

* (انجیل برنا باس باب ۷۲) *

www.drhasanrizvi.com

حضورِ اکرمؐ کے مربّی چچا حضرت ابوطالبؑ نے اپنے اشعار میں آپؐ کا نام احمدؐ استعمال فرمایا:

" ارادوا قتل احمد ظالموھم "

یعنی: اُن کے اوپر ظلم کرنے والے احمدؐ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔

وان کان احمد قد جاءھم بتحق ولو یاتیھم بالکذب

یعنی: احمد یقینی طور پر ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں وہ کوئی جھوٹ لے کر نہیں آئے۔

* (دیوانِ ابی طالب ص ۲۵، ۲۹) *

* حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے بھی اپنے اشعار میں حضورِ اکرمؐ کا نام احمدؐ استعمال فرمایا ہے ۔

أتامرنی بالصبر فی نصر احمد

" کیا تو مجھ سے یہ کہتا ہے کہ میں احمدؐ کی مدد کرنے میں صبر سے کام لوں "؟

منا سعی لوجہ اللہ فی نصر احمدؐ

"مگر میں تو خدا کے لیے احمدؐ کی مدد کرتا ہی رہوں گا۔"

* (الغدیر جلد ۷) *

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ نام تو قرآن مجید ہی میں آئے ہیں۔

محمدؐ ۔ احمدؐ ۔ عبداللہ ۔ یٰسٓؐ ۔ نونؐ

* (تفسیر نورالثقلین جلد ۷) *

* اگر حضورِ اکرمؐ کا نام احمدؐ مشہور نہ ہوتا تو اس زمانے میں عیسائی شور و غوغا مچاتے۔

* (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷

(۷) بھلا اُس شخص سے زیادہ کون بڑا ظالم ہوگا، جو اللہ پر جھوٹے الزام لگائے (یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے نبیؐ کو جھوٹا دعویدار سمجھے اور خدا کے کلام کو نبیؐ کا اپنا گھڑا ہوا کلام قرار دے) جبکہ اُس کو اسلام (یعنی) اللہ کے آگے سرِ تسلیم و اطاعت جھکا دینے کے لیے بُلایا جا رہا ہو؟ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ ہدایت کی توفیق نہیں دیا کرتا (یا) اللہ ایسے ظالموں کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸

(۸) وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین، ہدایت، رسولؐ اور امامؑ) کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں، اور اللہ اپنے نور کو پوری پوری طرح پھیلا کر رہے گا، چاہے کافروں (حق منکروں) کو یہ بات کتنی ہی ناپسند اور ناگوار ہو۔

www.drhasanrizvi.com

✲ یاد رہے کہ یہ آیتیں سنہ ۳ ہجری میں جنگِ اُحد کے بعد اُتری ہیں، جبکہ اسلام صرف مدینے کے شہر کے اندر محدود تھا، اور سارا عرب اسلام کو مٹانے پر تُلا ہوا تھا۔ پھر جنگِ اُحد میں مسلمانوں کی ہوا بھی اکھڑ چکی تھی۔ اِن حالات میں فرمایا گیا کہ "خدا کا یہ نور پھونکوں سے بجھائے بجھ نہ سکے گا۔ بلکہ پوری دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ اُس وقت ایسا کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا، مگر خدا کا یہ ارشاد حرف بحرف صحیح ثابت ہوا حالاں کہ اسلام اُس وقت ایک ٹمٹماتے چراغ کی طرح تھا۔

✲ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) ✲

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے ✲ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

✲ جو لوگ محمدؐ کے نام کو ختم کرنا چاہتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پھونکوں سے سورج کو بجھانا چاہے، ایسے لوگ مثل اُن چمگادڑوں کے ہیں جو دن کو آنکھیں بند کرلیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم نے سورج کو بجھا دیا۔ بھلا جن کی خاطر لاکھوں سورج، چاند بنے ہوں، اُسی سرچشمۂ نور کو یہ چمگادڑیں کیا بجھا سکتی ہیں۔ ؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

✲ (تفسیر نمونہ) ✲

هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ ⑨ وہی خدا تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ اُسے ہر دین پر غالب کرے، چاہے مشرکوں

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨ ع کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

www.drhasanrizvi.com

یہ آیت امام مہدیؑ کے لیے اتری مکمل طور پر اسلام کا ہر دین پر غالب آنا حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد ہوگا۔ اس لیے یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جن کی تفسیر بعد میں ظاہر ہوگی۔

★ (تفسیر قمیؒ) ★

★ علمی، عقلی اور منطقی طور پر بھی جس دین کو خداوندِ عالم نے پوری عالمِ انسانیت کے لیے بھیجا ہو اُس کو ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب ہونا چاہیے۔ جس دن انسانیت بالغ نگاہ ہوجائے گی، اُس دن اُس کے لیے دینِ اسلام کو سمجھنا اور قبول کرنا آسان ہوجائے گا۔ بقول علامہ اقبال:

مجذوبِ فرنگی نے باندازِ فرنگی ⁂ مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو
اے وہ کہ ہے مہدی کے تخیل سے بیزار ⁂ محروم نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

دنیا کو ہے اُس مہدیِ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

★ (اقبالؒ) ★

★

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾

﴿١٠﴾ اے لوگو! جو ابدی حقیقتوں کو مانتے ہو، کیا میں تمھیں وہ تجارت بتا دوں کہ جو تمھیں سخت تکلیف دینے والی سزا سے بچا لے؟

پسندیدہ تجارت آخرت کے عذاب سے نجات کیوں کہ قرآن کے مخاطبِ اول قریش تھے جو ایک تجارت پیشہ قوم تھے، اس لیے خداوندِ عالم نے اُن سے تجارتی، معاشی اور کاروباری اصطلاحوں

www.drhasanrizvi.com

اور مثالوں سے کلام فرمایا۔ مثلاً خریدنا، بیچنا، نفع کمانا، نقصان اٹھانا، قرض دینا، قرضِ حسنہ، سود، مال وغیرہ کے الفاظ بکثرت استعمال فرمائے، تاکہ وہ باسانی اصل پیغام اور مقصد کو سمجھ سکیں کیوں کہ یہی فصاحت و بلاغت کا تقاضا بھی ہوتا ہے کہ جیسے مخاطب ہوں ویسا ہی کلام کیا جائے۔

* (تفسیر ماجدی) *

* فقہاء کرام نے اس آیت سے یہ نتیجہ بھی نکالا کہ خداوندِ عالم کو تجارت کرنا پسند ہے، کیوں کہ خداوندِ عالم نے آخرت کے لیے عمل کرنے کو تجارت کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔

اللہ سے تجارت کرو اور نفع کماؤ

* (فصل الخطاب) *

* تجارت میں انسان اپنا مال، وقت، محنت، ذہانت، قابلیت اس لیے کھپاتا ہے کہ اُس کو نفع حاصل ہو۔ یہاں پر ایمان لانے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کو تجارت کہا گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ایمان اور جہاد میں اگر تم اپنا سب کچھ کھپاؤ گے تو وہ نفع حاصل ہوگا جو آگے بیان کیا جارہا ہے۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

یہی مضمون سورۂ توبہ کی آیت ۱۱۱ میں ایک اور طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ"

یعنی: "یقیناً اللہ نے مومنین سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے (کیوں کہ اُس کے بدلے میں) اُن کے لیے جنّت ہے"

اِس آیت کے آخر میں فرمایا: "فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ"

یعنی: اِس لیے تم خوشیاں مناؤ اُس سودے پر جو تم نے اُس کے ساتھ کرلیا، اور وہ تو بہت بڑی کامیابی ہے"

* جناب امیر المومنین علیہ السلام نے دنیا کے بارے میں فرمایا: متجر اولیاء اللّٰہ (اللہ کے دوستوں کی تجارت گاہ)

* (نہج البلاغہ۔ کلمات قصار جملہ ۱۳۱) *

* خدا سے تجارت صرف سود مند ہی نہیں، بلکہ ہر قسم کی بلا اور تکلیف کو دور کرنے والی بھی ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۱۱) (تو وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اُس کے
وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ رسولؐ کو دل سے مان لو، اور اللہ کی راہ
اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ (یعنی) خدا کے دین کو پھیلانے اور اچھے کاموں کے
تَعْلَمُوْنَ (۱۱) لیے بھرپور کوششیں کرو۔ یہ بات تمہارے
لیے بہت ہی اچھی ہے، اگر تم جان لو۔

یہ ہے فائدہ مند تجارت (نفع ہی نفع) پچھلی آیتؒ میں خداوندِ عالم کا فرمانا کہ:

"اے لوگو! جو ابدی حقیقتوں کو مانتے ہو" تو وہاں ایمان لانے یا ماننے سے مراد زبانی اقرار کرنا تھا، مگر اِس آیت میں جس ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ حقیقی اور قلبی ایمان لانے کا مطالبہ ہے۔ جو دل کی گہرائیوں سے سوچ سمجھ کر مانا جاتا ہے۔ اور عمل سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی وہ ایمان جس کا منطقی اور عملی تقاضا جہاد کرنا ہوتا ہے۔ یعنی ایسا ایمان جس کا نتیجہ جہاد کرنے کی شکل میں ظاہر ہو۔

* (تفسیر ماجدی۔ تفسیر کبیر) *

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل ✲ جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟

*

★ جب ایمان لانے والوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ "ایمان لاؤ" تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ:

(۱) اخلاص کے ساتھ خوب اچھی طرح، سوچ سمجھ کر خدا اور رسولِ خداؐ کو اور آخرت کو دل سے مانو۔

(۲) اور صرف زبانی ایمان کے دعووں پر اکتفا نہ کرو، بلکہ جس چیز پر دل سے ایمان لائے ہو اُس کی خاطر کچھ قربانیاں برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

۵ زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ الا اللہ٭ تو کیا حاصل ؛ دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ (اقبال)

٭ مالی جہاد اور جسمانی جہاد ایک دوسرے سے ملے جلے ہیں۔ بغیر مال یا اسلحہ کے جسمانی جہاد ممکن نہیں، اسی لیے مالی جہاد کا ذکر پہلے کیا گیا ہے کہ پہلے اسلحہ جمع کرنا پڑتا ہے، پھر جسمانی جہاد شروع ہو سکتا ہے۔ مالی جہاد کے پہلے ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ جسمانی جہاد سے مالی جہاد افضل ہے بلکہ مالی جہاد کا ذکر پہلے اس لیے کیا گیا ہے کہ جسمانی جہاد سے پہلے مالی جہاد یعنی اسلحہ جمع یا تیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ٭ (تفسیر نمونہ) ٭

۵ یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا
(اقبال)

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۙ (۱۲)

(۱۲) اس طرح اللہ تمہارے گناہوں کو بھی معاف کردے گا، اور تمہیں جنت کے اُن گھنے سرسبز شاداب باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں رواں دواں ہیں، اور مزید یہ کہ اُن ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے گھنے سرسبز و شاداب باغوں میں پاک و پاکیزہ

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

بہترین اور خوبصورت مکانات عطا فرمائے گا۔ یہی سب سے بڑی اور بھرپور کامیابی ہے (۱۲)

خدا سے تجارت کے فوائد

ایمان لانا، اور جہاد کرنا، خدا سے تجارت کرنا ہے۔

ایمان لانے اور جہاد کرنے کے فائدے یہ ہوں گے کہ:

(۱) خدا تمھارے گناہ معاف کردے گا، اِس طرح تم خدا کے عذاب اور ابدی سزاؤں سے بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔

(۲) دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ تم جنتوں کے گھنے سرسبز و شاداب باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو گے۔

(۳) تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ وہاں تمھیں ابدی قیام کے لیے بہت ہی اچھے، خوبصورت شاندار گھر عطا کیے جائیں گے۔

اور اِن تینوں چیزوں کا حاصل ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے۔

(۴) تمھیں دنیا میں بھی بہت جلد فتح اور کامیابی حاصل ہوں گی۔

(۵) اللہ کی نصرت ہمیشہ تمھارے شاملِ حال رہے گی۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

★ گویا دنیا اور آخرت دونوں کی تمام کامیابیوں کی چابیاں اللہ اور رسولؐ اللہ کو دل سے ماننا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنا ہے۔ یعنی اللہ کے دین کی خاطر سخت کام کرنا ہے۔ محنت اور لگن کے ساتھ کوشش کرتے رہنا۔

* (مؤلف) *

"طَيِّبُ" کے معنی ایسی چیز جس سے ظاہری اور باطنی (روحانی) ہر قسم کی لذّت

www.drhasanrizvi.com

لطف اور سکون حاصل ہوسکے۔
* (مفردات امام راغب) *

* قرآن مجید نے تین چیزوں کو آرام
* اور سکون کا ذریعہ قرار دیا ہے
*

(۱) "رات کی تاریکی کو" ارشاد فرمایا:
"وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا" (اس نے رات کو آرام کے لیے بنایا)
* (سورۃ الانعام آیت ۹۶ پارہ ۷) *

(۲) "گھروں کو آرام کا ذریعہ قرار دیا": ارشاد فرمایا: "وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا"
"اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو آرام و سکون کا ذریعہ قرار دیا"
* (سورۃ النحل آیت ۸۰ پارہ ۱۴) *

(۳) محبت کرنے والی بیوی کو سکون کا ذریعہ قرار دیا: ارشاد فرمایا:
"وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ
جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ" (سورۃ الروم آیت ۲۱ پارہ ۲۱)

(اور یہ بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے ہی نفسوں میں سے ازواج (بیویوں) کو پیدا کر دیا، تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ، اور تمہارے درمیان اس نے (آپس میں) مودّت و محبت و ہمدردی و رحمت کو بھی قرار دے دیا۔ تاکہ مل جل کر پیار محبت سے رہو۔

* (تفسیر نمونہ) *

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

﴿۱۳﴾ اور وہ دوسری بات جو تم چاہتے ہو، وہ بھی تمہیں عطا کرے گا (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلد حاصل ہوجانے والی فتح۔

www.drhasanrizvi.com

اے نبیؐ ! ایمان لانے والوں کو (اِن باتوں کی) خوشخبری سُنا دیجیے (۱۳)

فتحِ قریب سے مراد بہت سے مفسّرین نے "فتحِ قریب" سے مراد "فتحِ مکّہ" لی ہے۔

لیکن کچھ مفسّرین نے ایران اور روم کی فتح مراد لی ہے۔ لیکن کیوں کہ اوّلین مخاطب رسولِ خدا اور آپؐ کے اصحاب و انصار تھے اس لیے وسیع معنی مراد لینے زیادہ درست ہیں۔

لیکن آیت کے نزول کے وقت کا مصداق فتحِ مکّہ ہی ہو سکتی ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ

(۱۴) اے لوگو! جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانتے ہو، اللہ کے مددگار بنو، جس طرح کہ عیسیٰ ابنِ مریم نے اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے پوچھا تھا کہ: "اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار کون ہے؟" حواریوں نے جواب دیا کہ: "ہم اللہ کے مددگار ہیں" اُس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر و انکار کی راہ اختیار کی،

www.drhasanrizvi.com

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	تو ہم نے ایمان لانے والوں کی،
عَلٰى عَدُوِّهِمْ	اُن کے دشمنوں کے مقابلے
فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾	میں مدد کی (نتیجتاً) وہی غالب آگئے۔

ع ۱

حواری

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے لیے "شاگرد" کا لفظ استعمال ہوا ہے، مگر عیسائیوں نے بعد میں رسول Apostles کی اصطلاح رائج کی۔ کیوں کہ حضرت عیسےٰؑ نے اُن کو پیغامبر اور مبلّغ بنا کر فلسطین بھیجا تھا جبکہ قرآن نے حضرت عیسےٰؑ کے ساتھیوں کے لیے "حواری" کا لفظ استعمال کیا، جو بہت اچھا لفظ ہے۔

* "حواری" کا لفظ "حور" سے ہے جس کے معنی سفیدی کے ہوتے ہیں۔
* عربی میں دھوبی کو بھی "حواری" کہتے ہیں کیوں کہ وہ کپڑے دھو کر سفید کرتے ہیں۔
* جس آٹے کو چھان کر بھوسی نکال دی گئی ہو، اور وہ سفید ہو جائے اُس کو بھی حواری کہتے ہیں۔
* خالص دوست اور بے غرض حامی کو بھی "حواری" کہتے ہیں۔
* جو شخص کسی کی مدد کرنے میں بہت مبالغہ کرے، اُس کو بھی "حواری" کہتے ہیں۔

* (لسان العرب - مفردات امام راغب) *

اللہ کیوں مدد مانگ رہا ہے؟

جب خدا قادرِ مطلق ہے، بے نیاز ہے، کسی کا محتاج بھی نہیں سب بندے اُس کے محتاج ہیں، پھر وہ اپنے بندوں سے کیوں مدد مانگ رہا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو کفر و ایمان کی آزادی بخشی ہے۔ وہ کسی کو بالجبر مومن نہیں بناتا، بلکہ اپنی کتابوں، نبیوںؑ، تعلیم، تذکیر، تفہیم اور تلقین کا طریقہ اختیار فرماتا ہے

www.drhasanrizvi.com

تاکہ جو خدا کو مانے، سوچ سمجھ کر اپنے اختیار سے مانے، اور اس طرح خدا کے اجر و انعام کا مستحق بھی بن جائے۔ اب جو لوگ اللہ کے پیغام اور تعلیمات کو عام کرتے ہیں، کفر و فسق کی جگہ اللہ کی اطاعت کا نظام قائم کرنے کی کوششیں کرتے ہیں، اُن کو خدا اپنا مددگار قرار دیتا ہے۔

اِس لیے اللہ کی مدد کرنے سے مراد، اللہ کے دین کی مدد کرنا ہے۔

مگر یہ مددگاری اِس معنی میں نہیں ہے کہ یہ لوگ اللہ کی کسی ضرورت کو پورا کرتے ہیں جس کا وہ "معاذ اللہ" محتاج ہے۔ بلکہ یہ مددگاری اسی معنی میں ہے کہ یہ لوگ اُن کاموں میں حصّہ لیتے ہیں، جسے اللہ نے اپنی قوّتِ قاہرہ یا جبر کے ذریعے انجام نہیں دیا، بلکہ اُن سے یہ چاہا کہ میرے دین اور میرے پیغام کے عام ہونے کا کام کتابوں، نبیوںؑ، مبلّغوں کے ذریعہ انجام پائے۔ تاکہ[1] لوگوں کو خدا کے پیغام اور دین کے قبول کرنے کا پورا پورا اختیار حاصل رہے (۲) اور جو شخص بھی خدا کے دین کے پھیلانے میں کام کرے وہ خدا کا مددگار بن کر اجر اور اعلیٰ مقام پانے کا مستحق ہو۔

گویا یہ بھی خداوندِ عالم کی ایک مہربانی ہے کہ اُس نے ہم ناچیزوں کو اس قدر اعلیٰ و بالا مقام عطا فرمادیا کہ خود اُن کو اپنا مددگار فرمادیا۔ قدردانی اور بندہ پروری اسے کہتے ہیں۔

"سبحان اللہ"

* (تفسیرِ کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عقبہ کے مقام پر اہلِ مدینہ کی ایک جماعت سے بیعت لی تھی تو آں حضرت ص نے اہلِ مدینہ سے فرمایا تھا: "تم اپنے میں سے بارہ افراد منتخب کر کے اُن سے میرا تعارف کراؤ، تاکہ وہ اپنی قوم کے نمائندہ ہوں جس طرح حواریّین حضرت عیسیٰؑ کے نمائندے تھے"

* (تفسیر درِ منثور جلد ۶ صفحہ ۲۱۴) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَةُ الجُمُعَة
کے
فضائل اور خصوصیّات

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۂ جمعہ کی تلاوت کرے خداوندِ کریم اُس کو اُن تمام مسلمانوں کی تعداد کے برابر جو بلادِ مسلمین میں نمازِ جمعہ میں شرکت کرتے ہیں، یا شرکت نہیں کرتے دس گنا حسنات (نیکیاں) عطا فرمائے گا۔"

* (تفسیر مجمع البیان - تفسیر نور الثقلین جلد ۵ ص ۳۲۰) *

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"ہمارے شیعوں (دوستوں) پر لازم ہے کہ ہر شبِ جمعہ سورۂ جمعہ اور سورۃ الاعلیٰ ^(پارہ ۳۰، ۸۹)^ پڑھیں، اور جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں بھی سورۂ جمعہ ^(۶۲)^ اور سورۂ منافقون ^(۶۳)^ پڑھیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو گویا اُنھوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عمل انجام دیا، اور ایسے عمل کا ثواب خداوندِ کریم کے ہاں جنّت ہوتا ہے۔"

* (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

★ احادیث میں اِس بات کی بڑی تاکید ہے کہ نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھیں اور حتی الامکان اِس کو ترک نہ کریں۔ (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) * اگرچہ نمازوں میں سورۃ الاخلاص اور سورۂ کافرون کو چھوڑنا جائز نہیں مگر نمازِ جمعہ اور جمعہ کے دن نمازِ ظہر میں سورۂ جمعہ کی تاکید ہے۔ اِس سے اِس سورۃ کی بیحد اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

آیاتها ١١

سورة الجمعة

مدنيّة

رکوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

① ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔ (یعنی) اللہ کی پاکیزگی اور انتہائی باکمال ہونے کی گواہی دے رہی ہے، جو (پوری کائنات کی)

www.drhasanrizvi.com

سلطنت کا مالک ہے، اور ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے، زبردست طاقت، غلبہ اور عزّت والا ہے (یعنی) اپنے زور کے بل پر اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور گہری مصلحتوں اور حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے۔ ﴿١﴾

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جُمُعہ کے دن کا نام جُمعہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن ساری مخلوق کو جمع کرکے میری رسالت اور علیؑ کی وصایت کا عہد لیا تھا۔

نیز یہ کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ۳۵ نمازیں واجب کی گئیں، ان میں ایک نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے اور وہ جمعہ کی نماز ہے۔

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"نمازِ جُمُعہ ۹ قسم کے آدمیوں پر معاف ہے:

(۱) نابالغ (۲) بہت بوڑھا (۳) دیوانہ (۴) مسافر (۵) غلام (۶) عورت (۷) بیمار (۸) اندھا (۹) اور وہ شخص جو نمازِ جمعہ کی جگہ سے ۶ میل شرعی سے زیادہ دور رہتا ہو۔

* (الکافی) *

* نمازِ جمعہ اُمّتِ مسلمہ کی شان و شوکت کا اظہار ہے۔ آخرت کے اعتبار سے نمازِ جمعہ کا نفع دنیا کی ہر ہر چیز سے کہیں زیادہ ہے، غریبوں کے لیے نمازِ جمعہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔

* (الحدیث) *

www.drhasanrizvi.com

★ سورۂ جمعہ سے کاروبارِ تجارت کی فضیلت بھی ثابت ہے۔
اِس سورۃ میں خاص طور پر خدا پر توکّل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

★ (مؤلف) ★

★ " ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔" یعنی پوری کی پوری کائنات اِس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اللہ اِن تمام نقائص سے پاک اور بلند ہے جو مشرکین، یہودی اور عیسائی اُس کے لیے بیان کرتے ہیں۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ خدا نے ہماری نسل کو برتری عطا کی ہے۔ جبکہ خدا عادل ہے۔ کوئی خاص نسل اُس کی چہیتی نہیں ہے۔ خدا کو کسی قوم یا نسل سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ کیوں کہ خدا ہر قوم ہر چیز کا بادشاہ ہے۔ اور
" قُدُّوسُ " ہر عیب سے پاک ہے، اِس لیے وہ کسی قوم یا نسل کی بے جا طرفداری نہیں کرتا۔
وہ "حکیم" بھی ہے۔ اور حکیم کے لیے تعصب، عصبیت مناسب نہیں۔ پھر وہ ہر چیز کا مالک ہے، اِس لیے سب اُس کے مملوک ہیں، اِس لیے وہ کسی کی بے جا طرفداری نہیں کرتا۔

★ (تفسیر کبیر، مجمع البیان۔ تفہیم) ★

★ جنابِ رسولِ خدا جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھا کرتے تھے۔

★ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ) ★

★ " یُسَبِّحُ لِلّٰہِ " مقصد یہ ہے کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوق ذی روح یا غیر ذی روح تکوینی طور پر اپنے خالق کی تسبیح کرتی ہیں اور اللہ کی حکمتِ شاملہ اور صنعتِ کاملہ پر کائنات کا ہر ذرّہ بے چون و چرا اپنے زبانِ حال سے تنزیہ پروردگار میں رطب اللسان ہے

★ (تفسیر انوار النجف) ★

www.drhasanrizvi.com

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾

وہی ہے جس نے اُمیوں (یعنی مکہ کے رہنے والوں) میں ایک رسول انھی میں سے بھیجا، جو انھیں خدا کی آیتیں (پڑھ پڑھ کر) سُناتا ہے، اور ان کی زندگی کو ہر طرح سے بناتا اور سنوارتا ہے اور انھیں کتاب "قرآن" اور حکمت (یعنی) گہری حقیقتوں اور دانائی کی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اُس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے (زندگی گذار رہے) تھے۔

"اُمّیّین"

(۱) فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
خداوندِ عالم نے عربوں کو "اُمّیّین" اس لیے فرمایا کہ اُن کے پاس خدا کے پاس سے نہ کوئی کتاب آئی تھی، نہ کوئی رسول۔
* (تفسیر صافی - تفسیر نمونہ) *

(۲) "اُمّیّین" اُمّی کی جمع ہے۔ یہ لفظ "اُم" سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں "ماں"۔ اُمّی اُس کو کہتے ہیں جس نے ماں کی گود کے علاوہ کوئی مدرسہ نہ دیکھا ہو۔ یہودی عام عربوں کو اُمّیّین اس لیے کہتے تھے کہ وہ اَن پڑھ تھے۔ وہ خود کو اہلِ کتاب اور عام عربوں کو اُمّیّین یعنی بے علم کہتے تھے۔
* (مفردات امام راغب، تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

★ کتنی عجیب بات ہے کہ پیغمبر اسلام ؐ امی ان پڑھ گروہ میں مبعوث ہوئے اور قرآن جیسی عمیق کتاب کی تعلیم دی، اور دنیا کی تاریخ کا رُخ موڑ دیا جبکہ آپؐ نے کسی انسان سے تعلیم حاصل نہیں فرمائی تھی۔ یہ پیغمبرِ اسلام ؐ کا معجزہ بھی ہے اور آپؐ کی حقانیت کی دلیل بھی ہے۔

٭ (تفسیر نمونہ) ٭

❁ **کتاب و حکمت میں فرق** ❁ (۱) کتاب سے مراد قرآن۔ اور حکمت سے مراد پیغمبر اکرمؐ کے ارشادات (۲) کتاب سے مراد خدا کے اصل احکامات اور حکمت سے مراد اُن کا فلسفہ اور اسرار (۳) حکمت کے ایک معنی روکنے کے ہوتے ہیں۔ اسی لیے گھوڑے کی لگام کو عربی میں حکمت کہتے ہیں۔ کہ لگام سے گھوڑے کو روکا جاتا ہے اور صحیح راستے پر ڈالا جاتا ہے۔ اس لیے حکمت سے مراد وہ عقلی دلائل ہیں جو انسان کو برائی سے روکتے ہیں۔

(۴) کتاب سے مراد قرآن یا وحیِ الٰہی ہے اور حکمت سے مراد عقل و منطق و دانش ہے۔

٭ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ) ٭

رسولِ خدا کو اُمّی کہنے کا مطلب وہ نہیں ہوتا جو عربوں کو اُمّی کہنے کا مطلب ہوتا ہے۔

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جناب رسولِ خداؐ کو اُمّی کیوں کہا گیا ہے؟

٭ آپؑ نے فرمایا: "عام لوگ کیا سمجھتے ہیں؟"

٭ لوگوں نے عرض کی: لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ رسولِ خداؐ میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نہ تھی۔

٭ امامؑ نے فرمایا: "یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ حالانکہ خدا تو فرما رہا ہے کہ: "اس نے اُن اُمیوں میں رسولؐ بھیجا جو اُن پر خدا کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور اُن کو پاک صاف کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔" (القرآن) . . . . پس رسولِ خداؐ کتاب و حکمت کی تعلیم کیسے دیتے اگر

www.drhasanrizvi.com

آپ پڑھنے لکھنے کی صلاحیت ہی نہ رکھتے تھے ؟ خدا کی قسم جناب رسولِ خداؐ بہتر (یعنی لاتعداد بیشمار) زبانوں میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپؐ کو اُمّی اِس لیے کہا گیا کہ آپؐ مکّہ کے رہنے والے تھے اور مکّہ "اُم القریٰ" (یعنی قریوں کی ماں down town تھا۔ جس سے مضافات کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں)

★ (علل الشرائع) ★

"اُمّی" کا لفظ اُم سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں "ماں"۔

★ "اُم" کسی چیز کی جڑ، بنیاد، یا مرکز ہوتا ہے۔ مکّہ، آس پاس کی تمام بستیوں کی ماں یعنی ضرورتیں پوری کرنے والی بستی، اور مرکز تھا' اِس لیے مکّہ کو "اُم القریٰ" کہتے تھے۔

★ (بیان اللسان صـ ۶۳، منتخب اللغات صـ ۶) ★

★ اِس لیے جب رسولِ خداؐ کے لیے اُمّی کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب دین وایمان کا مرکز ہے۔

امام کا لفظ بھی "اُم" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں تمام مخلوقات کا مرکز۔

"اُم القریٰ" کے معنی وہ بستی جو اطراف کی بستیوں کا مرکز ہو۔

"اُم الکتاب" کے معنی ایسی کتاب جو تمام آسمانی کتابوں کی جڑ بنیاد اور مرکز ہو۔

جنابِ رسولِ خداؐ کو بھی اُمّی کہا گیا کہ آپؐ تمام انبیاءِ کرامؑ اور تمام رحمتوں اور ہدایتوں کا سرچشمہ اور مرکز ہیں۔

★ (القرآن المبین، مولنا امداد حسین کاظمی) ★

★ رسولؐ کو اُمّی کہنے کا مطلب جاہل' ان پڑھ" اِس لیے بھی نہیں ہوسکتا کہ قرآن نے خود ہی فرمایا ہے: "اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ" (سورۃ العلق ۹۶ آیت ۴ پارہ ۳۰)

(جس نے قلم سے لکھنا سکھایا) ★ اب جسے خدا سکھائے اُس کو ان پڑھ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

www.drhasanrizvi.com

البتہ یہ بات درست ہے کہ آپؐ نے کسی آدمی، جنّ یا فرشتے سے نہیں سیکھا۔ جو سیکھا خدا سے سیکھا (مؤلف)

"اُمّی یا اُمّیّین" کا لفظ: جب عربوں کے لیے بولا جائے تو اُس کا مطلب (۱) وہ لوگ جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں آئی تھی۔ جیسا کہ خود قرآن نے فرمایا:

"وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ" (سورۃ البقرہ آیت ۷۸ پارہ ۱)

(اور اُن میں کچھ اُمّی ہیں جو (آسمانی) کتاب نہیں جانتے۔)

یہودی عام طور پر عربوں کو اُمّیّین کہتے تھے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا:

"قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ" (سورۃ آل عمران آیت ۷۵ پارہ ۳)

وہ کہتے ہیں کہ اُمیوں کا مال کھانے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں۔

★ یہودی عام عربوں کو اُمّی کہتے تھے جس کا مطلب جاہل، ناشائستہ، لامذہب، ذلیل وحشی تھا۔ یہودی علماء عام عربوں کو گوئیمؔ کہتے تھے جس کا مطلب قابلِ نفرت، غیر مہذب لوگ جن کے ساتھ سفر تک نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اُن میں سے کوئی ڈوب رہا ہو تو بچایا جانا بھی جائز نہ تھا۔ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ آنے والا مسیح تمام گوئیم کو ہلاک کر دے گا۔

★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) ★

★ غرض اُمّیّین سے مراد عام عرب ہیں جن کی اکثریت اَن پڑھ تھی۔ کیوں کہ وہ اوّلین مخاطب تھے، اس لیے اللہ کا اُن پر زیادہ احسان تھا۔ اسی لیے اُن کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

مگر اِس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی رسالت صرف عربوں کے لیے تھی، دوسروں کے لیے نہیں تھی۔ اس کا ثبوت اگلی آیت ہے۔ ★ (متفق علیہ) ★

لہ "گوئیم" کا لفظ فارسی زبان کا تو ہو سکتا ہے مگر عربی کا نہیں ہے۔ کیوں کہ عربی میں "گ" نہیں ہوتا۔

www.drhasanrizvi.com

وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا (۲) اور "وہ رسولؐ" دوسرے اُن لوگوں کے
یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ لیے بھی ہے جو ابھی اُن سے نہیں ملے ہیں
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۳) (یعنی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں ،

اور ایسے رسولؐ کا بھیجنا اُس خدا کی مہربانی ہے) ، جو زبردست طاقت والا ، عزّت والا ، ہر چیز پر غالب آنے والا ، اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے (۳)

حضورِ اکرمؐ کی نبوّت تمام عالمین کے لیے حجّت ہے

اِس آیت سے ثابت ہوگیا کہ محمدؐ تمام عالمِ انسانیت کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے ۔

★ (تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان ۔ تفہیم) ★

★ ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور پھر مجمع نے عرض کی :
یارسول اللہ ! : یہ "آخرین" یعنی "بعد والے" کون ہیں ؟ "

آں حضرتؐ نے جناب سلمان فارسیؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا : " اگر ایمان ثریا (جیسے بہت بلندی والے ستارے) پر بھی ہوگا تو اِس کا گروہ (یعنی ایران) میں سے کچھ لوگ ایمان کو وہاں سے بھی حاصل کرلیں گے ۔ "

★ (تفسیر مجمع البیان ، المیزان ، تفسیر درمنثور ، تفسیر کشاف زمخشری ، تفسیر قرطبی
تفسیر فی ظلال سید قطب ، صحیح بخاری ۔) ★

www.drhasanrizvi.com

" وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ ..." یعنی : وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول م بھیجا ، اور دوسروں کے لیے بھی بھیجا انہی میں سے ، جو اَب تک اُن سے نہیں ملے یعنی وہ سب لوگ جو بعد میں جنابِ رسولِ خدا م پر ایمان لائے ، وہ سب کے سب " منہم " کا مصداق ہیں کیوں کہ تمام مسلمان اُمتِ واحدہ ہیں۔

* (فتح الباری) *

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ ④ یہ (یعنی ایسے عظیم رسول م کا بھیجا جانا)
مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ اللہ کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے
الْعَظِيْمِ ④ عطا کرتا ہے (کیوں کہ) وہ بڑے
فضل و کرم والا ہے۔

" ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ " یعنی : " یہ اللہ کا فضل ہے " " یہ " سے مراد نبوتِ محمدی م بھی ہے اور نبوتِ محمدی م پر ایمان لانا بھی ہے۔

* (مؤلف) *

* اسلام کی تعلیمات اور جنابِ رسولِ خدا م کے تشریف لانے کو خداوندِ عالم اپنا فضل و کرم فرما رہا ہے کہ یہ تعلیم خداوندِ عالم کا فضل و کرم ہے ، وہ جسے چاہتا ہے اُس کو سمجھنے ، ماننے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ یہ تعلیم اور رسولِ اکرم م کا آنا اِس لیے خدا کا سب سے بڑا فضل ہے کہ اس پر عمل کر کے ہم دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیاں اور سرفرازیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "اُمّتِ مسلمہ پر خدا کی نعمتوں کو دیکھو کہ اس عظیم نعمت (اسلام) نے اُن کو عزت بخشی، اپنی کرامت اُن پر پھیلادی، اپنی نعمتوں کی نہریں اُن پر بہادیں۔ دینِ حق نے اپنی تمام برکتوں کے ساتھ اُن کو گھیر لیا۔ وہ خدا کی اُن نعمتوں میں غرق ہیں اور اپنی خوش خرم زندگی سے شادمان ہیں۔"

★ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۲ (خطبۂ قاصعہ) ★

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اُمّت کے فقراء حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے "یارسول اللہ! ہمارے پاس مال نہیں ہے کہ ہم حج کرسکیں، غلام آزاد کرسکیں۔"

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "جو شخص سَو مرتبہ "اللہ اکبر" دل سے کہے وہ ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر و افضل ہے، اور جو شخص سَو دفعہ خدا کی تسبیح "سُبحَانَ اللہ" کہے اُس کا یہ عمل سَو گھوڑوں پر زین لگا کر جہاد پر بھیجنے سے افضل ہے۔ اور جو شخص سَو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ دل سے کہے تو اُس کا یہ عمل تمام لوگوں کے اُس دن کے عمل سے افضل ہے، سوا یہ کہ جو کوئی اِس سے بھی زیادہ مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے۔

جب یہ بات دولتمندوں نے سُنی تو وہ بھی خدا کا ذکر اُسی طرح کرنے لگے۔

فقراء نے آکر حضورِ اکرمؐ سے شکایت کی، کہ آپؐ کی بات دولتمندوں نے بھی سن لی اور وہ بھی خدا کے اِس ذکر میں مشغول ہوگئے؟

اِس پر جنابِ رسولِ خداؐ نے یہی آیت پڑھی ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ ..... الخ۔ یعنی: "یہ خدا کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔" ★ (تفسیرِ نمونہ۔ تفسیر مجمع البیان) ★

★ جب زمین پر چند آدمی محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے آسمان پر اُن کو دیکھ کر یہی آیت پڑھتے ہیں

★ (تفسیر برہان از امام صادقؑ) انوار النجف۔

www.drhasanrizvi.com

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ﴿۵﴾ جن لوگوں پر تورات کے اُٹھانے
ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ کی ذمّے داری کا بوجھ ڈالا گیا تھا،
الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (یعنی جن لوگوں کو تورات کی تعلیم دینے
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اور اُس پر عمل کرنے کا ذمہ دار بنایا
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ گیا تھا) مگر وہ اُسے اُٹھا نہ سکے (یعنی
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ تورات کی تعلیمات پر عمل نہ کر سکے اِس لیے)

اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں، اِس سے بھی بُری مثال اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کی باتوں، دلیلوں، نشانیوں اور آیتوں کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت دے کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا (معلوم ہوا کہ خدا کے ہدایت دینے کا دار و مدار ہمارے اپنے طرزِ عمل پر موقوف ہوتا ہے) ﴿۵﴾

"اَسْفَار" "سفر" کی جمع ہے۔ کیوں کہ جو کتاب پڑھی جاتی ہے، انسان اُس کے معنوں میں سفر کرتا ہے۔ اِس لیے کتاب کو بھی "سفر" اور کتابوں کو اَسفار کہتے ہیں۔ (فتح القدیر)

★ اصل میں اِس آیت میں بے عمل یہودی علماء کی مثال بیان کی گئی ہے کہ جس طرح گدھے کو

www.drhasanrizvi.com

یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اُس کی کمر پر کتابیں لدی ہوئی ہیں یا لکڑیاں وغیرہ ؟ اگر کتابیں لدی ہوئی ہیں تو گدھے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اِن میں کیا لکھا ہے ؟ بالکل اسی طرح یہ عام یہودی اور خاص طور اُن کے علماء تورات جیسی عظیم الشّان کتاب اُٹھائے اُٹھائے تو ضرور پھرتے ہیں، بظاہر اُس کو رٹتے، پڑھتے، گاتے بھی ہیں، مگر نہ تو اُس کی آیتوں پر غور و فکر کرتے ہیں، نہ اُن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اور نہ اُن پر عمل کرتے ہیں۔ (ہمارے مُلّا بھی اُن سے کم جاہل نہیں)

اِس لیے درحقیقت یہ گدھے سے بھی بدتر ہیں۔ کیوں کہ گدھا تو پیدائشی طور پر عقل و شعور نہیں رکھتا، جبکہ اِن کو خدا نے عقل عطا فرمائی ہے، لیکن یہ اپنی عقل کو خدا کی کتاب کو سمجھنے کے لیے استعمال نہیں کرتے۔ اسی لیے قرآن میں ایسے تمام لوگوں کے لیے فرمایا: اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ" (یعنی) یہ چوپاؤں کی طرح ہیں، بلکہ اُن سے بھی کہیں زیادہ گمراہ۔"

(سورۃ الاعراف آیت ۱۷۹ پارہ ۹)

مسلمانوں اور اُن کے اکثر علماء پر یہی مثال صادق آتی ہے:

یہی مثال تمام اُن مسلمانوں اور خاصکر اُن علماء، قاریوں پر بھی صادق آتی ہے جو قرآن کو گاتے تو بہت اچھا ہیں، مگر نہ سمجھتے ہیں، نہ غور و فکر کرتے ہیں، نہ اُس پر عمل کرتے ہیں۔

(مؤلف)

★ یہودی علماء کو اِس لیے گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے کہ:

(۱) وہ حق بات کو سُننے، سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ جس طرح گدھے پر کتابیں لدی ہوں، مگر گدھا نہ اُن کو پڑھ سکتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے، اسی طرح یہودی علماء پر کتابیں تو لدی ہوئی ہیں، مگر وہ لوگ نہ توراۃ کو دل سے سمجھ کر پڑھتے ہیں، اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ اِس لیے اُن کو گدھے سے تشبیہ

www.drhasanrizvi.com

دی گئی ہے جو عرب کی مشہور ضرب المثل ہے جہالت اور حماقت کے اظہار کے لیے۔

* (تفسیر ماجدی) *

* یہاں ظالموں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کے دین سے دشمنی رکھتے ہیں اور اسی دشمنی کی وجہ سے دین کے دلائل پر کبھی سنجیدگی سے غور تک نہیں کرتے، ان کو بتلایا جارہا ہے کہ جب تک وہ لوگ حق سے اپنی دشمنی ترک نہ کریں گے اُن کو خدا کی طرف سے ہدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں ملے گی۔

* (تفسیر کبیر) *

* مطلب یہ ہے کہ ہم نے جن لوگوں پر توراۃ کے علم کو عام کرنے کا بار رکھا تھا، اُنھوں نے اپنی ذمے داریوں کو پورا نہ کیا۔ اُنھوں نے نہ تو توراۃ کی تعلیمات کو عام کیا اور نہ اُن پر خود عمل کیا۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ وہ خود توراۃ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے رسولِ خداؐ کو مان لیتے، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ وہ رسولؐ آنے والا ہے، جب کہ اُنھوں نے آگے بڑھ کر ماننے کے بجائے سب سے آگے بڑھ کر رسولِ خداؐ کی مخالفت کی۔ گویا جس طرح گدھا کتابیں لاد لیتا ہے مگر نہ کتابوں کو سمجھ سکتا ہے اور اُن پر عمل کرسکتا ہے، اسی طرح یہودی علماء نے توراۃ اپنے اوپر لاد رکھی ہے، مگر نہ اُس کو سمجھتے ہیں اور نہ اُس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ لوگ ان باتوں کو نہیں مان رہے ہیں جو توراۃ کے مطابق سراسر حق ہیں گویا جان بوجھ کر اللہ کی آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

گدھوں کی مثال کے مصداق۔ (۱) عالمِ بےعمل کی یہ بہترین مثال ہے کہ کتابیں تو گدھوں کی طرح اپنی پیٹھ پہ اُٹھائے ہوئے ہے، مگر اُن کی برکتوں سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔

(۲) اسی طرح وہ لوگ بھی گدھوں سے بدتر ہیں جو قرآن کے الفاظ کو تو پڑھتے ہیں مگر اُن کے مطالب

www.drhasanrizvi.com

اور اُن کے عملی تقاضوں سے بے خبر رہتے ہیں۔

(۳) اور اس کے مصداق وہ لوگ بھی ہیں جن کے گھروں میں قرآن خوبصورت غلافوں میں سجا کر رکھ چھوڑے ہیں، مگر پڑھنے، سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں فرماتے۔

(۴) اور اس کے مصداق وہ لوگ بھی ہیں جو لہک لہک کر قرآن کو خوش الحانی سے پڑھتے ہیں مگر قرآن کو سمجھنے کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتے۔

* (تفسیر نمونہ) *

* اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ علم حاصل کرنا سخت محنت طلب کام ہے۔ اب اگر کوئی شخص علم حاصل کرنے کی تمام زحمتیں برداشت کرلے مگر اُس کی برکتوں سے فائدہ نہ اُٹھائے تو اُس کی مثال ایک ایسے پیاسے کی سی ہوگی جو بے حد مشکل سے دریا تک پہنچے، مگر دریا کا پانی نہ پی سکے۔ یا اُس کی مثال ایک شجرِ بے ثمر، اور ابرِ بے مطر (یعنی ایسے بادل جو نہ برسیں۔) کی طرح ہوگی۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کا علم زیادہ ہو لیکن اُس کی ہدایت میں اضافہ نہ ہو تو ایسا علم اُسے خدا سے دوری کے سوا کچھ نہیں دیتا۔"

* (محجۃ البیضا رجلد ۱) *

یعنی اگر علم حاصل کرنے کے بعد بھی انسان ہدایت حاصل نہ کرے اور اللہ کی ہدایتوں پر عمل نہ کرے تو وہ اور زیادہ خدا سے دور ہو جاتا ہے، کیوں کہ خدا نے اُس کو علم کی نعمت دی مگر اُس نے اُس نعمتِ علم سے اصل فائدہ حاصل نہ کیا۔ اِس طرح اُس نے کفرانِ نعمت کا جرم کیا۔ اور ہر کفرِ نعمت انسان کے لیے خدا سے دوری کا سبب بنتا ہے۔ * (مؤلف) *

* حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "علم، عمل کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جو شخص

www.drhasanrizvi.com

جو بات جانتا ہے اُس پر اُس کو عمل کرنا چاہیئے علم عمل کو بلاتا ہے اور عمل کی دعوت دیتا ہے، اگر عالم اس کا جواب نہیں دیتا تو علم اُس کے پاس سے روانہ ہو جاتا ہے۔"

* (نہج البلاغۃ کلمات قصار جملہ ۳۶۶) *

★ نیز آپ نے فرمایا: "اے لوگو! جب کچھ جان لو تو اُس پر عمل کرو، تاکہ ہدایت پاؤ۔ کیوں کہ وہ عالم جو اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے، وہ اُس سرگرداں جاہل کی طرح ہے جو اپنی جہالت سے کبھی ہوش میں نہیں آتا میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ اِس قسم کے عالم کے خلاف حجت بہت بھاری اور اُس کی حسرت دائمی ہے۔"

* (اصول کافی جلد ا) *

★ ایک عرب شاعر نے خوب کہا: "چرواہا بکریوں کو بچاتا ہے، مگر اُن بکریوں کی حالت پر افسوس ہے جن کے چرواہے (علماء) بھیڑیے بن جائیں۔"

* (تفسیر نمونہ) *

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب میری اُمت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

* (اصول کافی جلد ا صـ۵۴) *

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا ﴿۶﴾ اِن سے کہو "اے لوگو! جو یہودی بن

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ گئے ہو، اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمام لوگوں کو

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ چھوڑ کر فقط تم ہی اللہ کے چہیتے اور پسندیدہ

www.drhasanrizvi.com

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ دوست ہو، تو موت کی تمنا کرکے دکھاؤ، اگر تم سچے ہو ﴿۶﴾

دوست، دوست کی ملاقات کا بہت شوقین ہوا کرتا ہے

یہ مسلّم اصول ہے کہ دوست دوست کی ملاقات کا شوقین ہوا کرتا ہے۔ اِس لیے یہودیوں سے کہا جا رہا ہے کہ جب تم یہ دعوے کرتے ہو کہ بس تم ہی خدا کے دوست ہو، اور کوئی خدا کا دوست نہیں ہے، تو پھر تم موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے؟ اِس لیے کہ موت ملاقاتِ ربّ کا نام ہے۔ جب تم واقعی خدا کے سچے دوست ہو تو پھر دنیا سے اسقدر کیوں چمٹے ہوئے ہو؟ پھر موت کے نام سے کیوں کانپ اُٹھتے ہو؟

؎ مرگِ مومن چیست؟ ہجرت سوئے دوست ؛؛ ترکِ دنیا، اختیارِ کوئے دوست

* (اقبال) *

یعنی: مومن کی موت کیا ہے؟ دوست کی طرف ہجرت کرنا۔ دنیا کو چھوڑ کر دوست کے پاس جاکر آباد ہونا۔

* لیکن یہ موت کا اسقدر خوف جو تمہارے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے، دلیل ہے اس بات کی کہ تمہارے خدا سے دوستی کے دعوے جھوٹے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

* یہودیوں کو تو دنیوی زندگی سے اسقدر شدید محبت ہے کہ: خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ:
"وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾" (سورۃ البقرۃ آیت ۹۶ پارہ ۱) یعنی: "تم انھیں اِس دنیا کی زندگی کا

www.drhasanrizvi.com

سب سے زیادہ حریص پاؤ گے ، مشرکین سے بھی کہیں زیادہ حریص ۔ اُن میں کا تو ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ہزار سال تک زندہ رہے ۔ حالاں کہ اتنی لمبی زندگی بھی اُن کو خدا کے عذاب اور سزا سے نہیں بچا سکتی (کیوں کہ) خدا اُن کی حرکتوں کو دیکھ رہا ہے ۔" (سورۃ البقرۃ آیت ۹٦ پارہ ۱)

★ مگر موت کی تمنا کرنے سے مراد وہ تمنا نہیں کہ انسان زندگی سے تنگ آکر خودکشی کی آرزو کرنے لگتا ہے ، بلکہ یہ ایسی موت کی تمنا کرنا ہے جو شوقِ جنّت یا ملاقاتِ ربّ کے شوق کی وجہ سے ہو۔ مومن کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ موت کی ایسی آرزو کرتا ہے جو صرف عقلی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں وہ خودکشی نہیں کرتا ، بلکہ اچھی موت ، ملاقاتِ رب اور جنّت کے ملنے کا شوق سے انتظار کرتا ہے ۔

★ (مرشد تھانوی) ★

نشانِ مردِ مومن با تو گویم ✲ چوں مرگ آید تبسّم بر لبِ اوست ★ (اقبالؔ) ★

(یعنی : مومن کی ایک نشانی میں تم کو بتاتا ہوں کہ جب اُس کو موت (کا فرشتہ لینے کے لیے) آئے تو اُس کے لبوں پر (ملاقاتِ دوست کی وجہ سے) مسکراہٹ پھیل رہی ہوتی ہے ۔)

★ یہودیوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم یہ دعوے کرتے ہو کہ خدا صرف تم سے محبت کرتا ہے ، تو پھر تم خدا سے ملاقات کرنے کی تمنا کیوں نہیں کرتے ؟ تم دنیا کی محبت میں اسقدر جکڑے ہوئے کیوں رہتے ہو ؟

★ (تفسیر ماجدی) ★

★ یہودیوں کو " اے یہودیو ! " نہیں فرمایا ، بلکہ فرمایا : " اے وہ لوگو ! جو یہودی بن گئے ہو ۔" یہ اس لیے فرمایا کہ ہر نبیؑ اسلام لایا ہے ، کوئی نبیؑ یہودی یا عیسائی نہ تھا ۔ یہ سب بعد کی پیداوار ہیں ۔ بجائے خدا کی طرف اور خدا کی اطاعت کی طرف نسبت دینے کے یہودیوں نے اپنی نسبت "یہوداہ" کی طرف دی ، جو حضرت یعقوبؑ کے چوتھے بیٹے تھے ۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد جب سلطنت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی تو

www.drhasanrizvi.com

یہوداہ" کا خاندان جس حکومت کا مالک بنا اُس کا نام "یہودیہ" رکھا گیا۔ پھر یہوداہ کے نسل کے غلبے کی وجہ سے صدیوں سال بعد انھوں نے اپنے مذہب کا نام "یہودیت" رکھا۔ یہ نام چوتھی صدی قبلِ مسیح بنا، اِس میں خدائی تعلیمات بہت کم تھیں۔ انبیاء کی تعلیمات کا حلیہ خوب بگاڑا گیا۔ اور اپنے مطلب کی باتیں بڑھائی گئیں۔

اِنہی گھڑی ہوئی تعلیمات میں سے یہ تعلیم بھی تھی کہ یہودی کہتے تھے کہ "یہودیوں کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔" (سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۱ پارہ ۱)

* "ہمیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی، اگر چھوئے گی بھی تو بس گنتی کے چند دن۔"
(سورۃ البقرہ آیت ۸۰ - آل عمران آیت ۲۴ پارہ ۳)

* "ہم اللہ میاں کے بیٹے ہیں، وہ بھی اُس کے چہیتے۔" (سورۃ المائدہ آیت ۱۸ پارہ ۶)

اِسی بناء پر خدا اِن سے فرما رہا ہے کہ "اگر آخرت کا گھر صرف تمھارے ہی لیے ہے تو پھر موت کی تمنا کرو، اگر تم سچے ہو۔"

مگر تاریخ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ یہودی موت کے نام سے بھاگتے ہیں۔ مثلاً: خیبر کے یہودی مسلمانوں سے تعداد اور اسلحے کے اعتبار سے بہت طاقتور تھے، مالدار بھی تھے، قلعے والے بھی تھے۔ پھر سارے مشرک ان کے ساتھ تھے، مگر یہودی مغلوب ہوئے۔ اِس کی وجہ صرف یہ تھی کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے تھے، کیوں کہ اُن کو یقین تھا کہ وہ خدا کی راہ میں لڑ رہے ہیں، زندہ بچیں گے مجاہد یا غازی ہوں گے، مر جائیں گے تو شہید ہوں گے۔ جبکہ یہودی موت کے نام سے کانپ کانپ جاتے تھے، اُن کو بس زندگی درکار تھی، چاہے کیسی ہی ہو۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

* حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: کیا وجہ ہے کہ جو بھی آپؑ کے مقابلے پر

www.drhasanrizvi.com

آتا ہے شکست کھا جاتا ہے (قتل ہو جاتا ہے)
آپؑ نے فرمایا: "وجہ یہ ہے کہ مجھے یقینِ کامل ہوتا ہے کہ وہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا' اور اُس کو یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ میں علیؑ کے مقابلے پر قتل ہو جاؤں گا بس ہم دونوں کا یہی یقین اس کو مقتول اور مجھے فاتح بنا دیتا ہے۔

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرِ کرّار بھی ہے؟
* (اقبال) *

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُۥٓ أَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌۢ بِٱلظَّٰلِمِينَ ۝٧

لیکن یہ لوگ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے' اپنے اُن (برے) کاموں کی وجہ سے جو وہ پہلے کرتے رہے ہیں' اور اللہ' ظالموں (کی حقیقت اور ذہنیت) کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

موت سے ڈرنے کی وجوہات اور اُس کا علاج

انسان موت سے اِس لیے ڈرتا ہے کہ فطرتاً فنا اور نیستی کو پسند نہیں کرتا۔ مگر جو شخص موت کو فنا نہیں سمجھتا وہ اس سبب سے موت سے نہیں ڈرتا اب کیوں کہ یہودی حیات بعد الموت کے قائل تھے اِس لیے وہ موت سے اس لیے نہیں ڈرتے تھے کہ موت فنا ہے۔ بلکہ وہ اپنے گناہوں اور ظلم کی وجہ سے موت سے ڈرتے تھے۔ کیوں کہ اُن کو معلوم تھا کہ

www.drhasanrizvi.com

موت خدا سے ملاقات کا نام ہے اور خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ہمارے تمام اعمال اور حرکتوں کو جانتا ہے۔

★ اِس لئے موت کے خوف سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

(۱) ہم یہ سمجھ لیں کہ موت فنا نہیں۔ بلکہ موت دوسری زندگی میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔

ے فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا ※ تری حیات کے مرکز سے دور رہتا ہے۔

★ (اقبال) ★

(۲) دوسرے یہ کہ ہم گناہوں سے بچیں، لوگوں کا حق نہ ماریں، پاکیزہ زندگی اختیار کریں، اگر ہمارا حساب کتاب صاف ستھرا ہے تو موت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

★ جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "ابوطالبؑ کا بیٹا موت سے اس سے بھی زیادہ اُنس اور لگاؤ رکھتا ہے جتنا ایک بچہ اپنی ماں کے پستان سے لگاؤ رکھتا ہے"۔

★ (نہج البلاغۃ خطبہ ۵) ★

★ حدیثِ عاشورا میں ہے کہ: "امام حسین علیہ السلام اور اُن کے انصار پر دشمن کا محاصرہ اور گھیرا جتنا جتنا تنگ ہوتا، اُتنے ہی اُن کے چہرے چمکتے، کھلتے اور ہشاش بشاش ہوتے چلے جاتے۔ بعض بزرگ اصحاب مسکرا رہے تھے۔ جب اُن سے وجہِ مسکراہٹ دریافت کی تو اُنھوں نے فرمایا: "ہم چند لمحوں کے بعد شربتِ شہادت نوش کرنے والے ہیں، پھر حورانِ بہشت سے ہم آغوش ہوں گے"۔

★ (مقتلِ حسینؑ مقرم) ★

★ ایک شخص نے جناب رسولِ خداؐ کے پاس آکر عرض کی: "یا رسول اللہ! میں موت کو پسند کیوں نہیں کرتا"؟ آپؐ نے دریافت فرمایا: "تمھارے پاس کچھ مال ہے"؟ عرض کی: "جی ہاں"۔

www.drhasanrizvi.com

آپؐ نے دریافت فرمایا: "کیا تم نے اُس مال میں سے کچھ آگے بھیجا ہے"؟ (آخرت کی زندگی کے لیے)

اُس نے عرض کی: "جی نہیں"

آپؐ نے فرمایا: "بس یہی وجہ ہے کہ تم موت کو پسند نہیں کرتے۔ کیوں کہ تمھارا نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی ہے"۔

* (محجۃ البیضاء جلد ۸) *

* ایک شخص حضرت ابوذرؓ کے پاس آیا اور اُن سے دریافت کیا کہ "میں موت کو پسند کیوں نہیں کرتا"؟

* حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: "اِس لیے کہ تم نے اپنی دنیا کو خوب آباد کر رکھا ہے، اور اپنی آخرت کو ویران بنا رکھا ہے۔ (یعنی آخرت کے لیے کوئی نیک کام نہیں کیا) اِس لیے یہ بات طبعی اور فطری ہے کہ تم آباد جگہ کو چھوڑ کر ویران اور برباد جگہ کی طرف جانا پسند نہیں کرتے"۔

* (تفسیرِ نمونہ) *

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ ع ۱

﴿۸﴾ اُن سے کہہ دیجیے کہ یہ موت جس سے تم بھاگتے ہو، وہ تو بہر حال تم تک پہنچ کر ہی رہے گی، پھر تم اُس ذات کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو ہر دیکھی اور اَن دیکھی، چھپی ہوئی اور ظاہری تمام باتوں کا خوب جاننے والا ہے۔ تو وہ تمھیں وہ سب کچھ بتائے گا جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ۹ | اے لوگو! جو خدا اور رسول کو دل
نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ | سے مانتے ہو، جب تمہیں جمعہ کے دن
الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى | والی نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ
ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ | کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو، اور خریدنا
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ | بیچنا چھوڑ دو، اگر تم جان لو تو یہی
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۹ | تمھارے لیے بہتر ہے۔

★ سوال یہ ہے کہ خداوند عالم یہاں پر نماز جمعہ کی اذان دینے کا ذکر تو فرما رہا ہے، مگر یہ نہیں بتلا رہا کہ وہ اذان کس طرح دی جائے۔؟ اس سے ثابت ہو گیا کہ حدیث کے قرآن کافی نہیں ہو سکتا۔ اب جبکہ حدیث پر دین کا انحصار ہو گیا تو رسولؐ کا فرض ہو گیا کہ وہ بتلائیں کہ احادیث کس سے لی جائیں؟ اس لیے رسولؐ کے زمانے میں جھوٹی حدیثیں گھڑی جانے لگی تھیں۔

★ (بخاری شریف) ★

★ اسی لیے خدا نے ائمۂ اہل بیتؑ کے لیے آیۂ تطہیر نازل فرمائی، تاکہ اُن کی طہارتِ کامل کا اعلان ہو جائے اور مسلمان پورے اطمینان کے ساتھ اُن سے احادیثِ رسولؐ حاصل کریں۔

★ (مؤلف) ★

جمعہ کی وجہِ تسمیہ

★ جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن اللہ تمام مخلوقات کی پیدائش سے فارغ ہوا اور اس طرح

www.drhasanrizvi.com

جمعہ کے دن ساری مخلوقات کا اجتماع ہو گیا۔

★ دوسری وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کو جمع کیا جاتا ہے نمازِ جمعہ کے لیے۔ اِس لیے اِس کو جمعہ کا دن کہتے ہیں۔

* (فتح القدیر) *

★ ہر نماز کے لیے سکون و اطمینان سے آنے کی تاکید ہے۔ * (صحیح مسلم) * مگر نمازِ جمعہ کے لیے دوڑ کر جلدی آنے کا حکم ہے۔ اِس سے نمازِ جمعہ کی اہمیّت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

* (مؤلف) *

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:

"جمعہ کے دن کا نام اِس لیے جمعہ رکھا گیا کہ اِس دن اللہ نے اپنی تمام مخلوقات کو جمع کر کے حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت اور حضرت علی مرتضیٰؑ کی ولایت کا سب سے عہد لیا تھا۔"

★ امام علیہ السّلام نے مزید فرمایا کہ جمعہ کے دن سے اگلے جمعہ تک لوگوں کے ذمّے ۳۵ نمازیں فرض ہیں۔ اُن میں سے ایک نمازِ جمعہ کا جماعت سے پڑھنا فرض ہے۔ اور نو ۹ آدمیوں سے اِس کا وجوب ساقط ہے۔ (۱) بچّہ نابالغ، (۲) بہت بوڑھا (۳) دیوانہ (۴) مسافر (۵) غلام (۶) عورت (۷) بیمار (۸) نابینا (۹) وہ آدمی جو جمعہ کی نماز کے مقام سے چھ میل شرعی (دو فرسخ) سے دور رہتا ہو۔

* (کافی) *

★ نمازِ جمعہ پڑھنے کا حکم مکّہ میں آچکا تھا، مگر اُس وقت آپؐ اِس پر عمل نہیں کر سکتے تھے۔ کیوں کہ مکّہ میں کوئی اجتماعی عبادت کرنا مسلمانوں کے لیے ممکن نہ تھا۔ اِس لیے حضورِ اکرمؐ نے مدینے والوں کو لکھ بھیجا کہ وہاں وہ لوگ جمعہ قائم کریں۔ اِس طرح مدینے میں بارہ ۱۲ آدمیوں نے پہلا جمعہ پڑھا۔

* (طبرانی - دار قطنی) *

★ جب رسولِ خداؐ ہجرت فرما کر قبا پہنچے تو چار دن وہاں قیام فرمایا۔ پانچویں دن جمعہ تھا۔ پھر:

www.drhasanrizvi.com

آپؐ قبا سے مدینے روانہ ہوئے۔ راستے میں بنی سالم بن عوف کے مقام پر نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔

★ (سیرت ابنِ ہشام) ★

★ حضورِ اکرمؐ نے مدینے والوں کو لکھا تھا کہ "جب جمعہ کے دن سورج نصف النہار سے ڈھل جائے تو دو رکعت نماز کے ذریعہ اللہ کے حضور تقرّب حاصل کرو۔"

★ (مسند احمد، بخاری، مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی، ترمذی) ★

★ جمعہ کے دن ظہر کی چار رکعت کے بجائے جمعہ کی نماز دو رکعت اس لیے کی گئی، تاکہ لوگ خطبہ سُنیں۔ ★ (احکام القرآن للجصّاص) ★

★ حضورؐ پہلے خطبہ دیتے تھے، پھر نمازِ جمعہ ادا فرماتے تھے۔

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "

" جمعہ کے دن ملائکہ نمازِ جمعہ میں ہر آنے والے کا نام لکھتے ہیں، مگر جب امامِ جمعہ خطبہ دینے کے لیے نکلتے ہیں تو وہ فرشتے نام لکھنا بند کر دیتے ہیں، اور ذکر (یعنی خطبہ) سننے لگتے ہیں"۔

★ (مسند احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔ نسائی) ★

★ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت میں جو ذکر کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد جمعہ کا خطبہ ہے۔

★ (تفہیم، مودودی) ★

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " جب نماز کھڑی ہو تو اس کی طرف سکون و وقار کے ساتھ چل کر آؤ، بھاگتے ہوئے نہ آؤ۔ پھر جتنی نماز مل جائے اُس میں شامل ہو جاؤ، اور جتنی چھوٹ جائے اُسے بعد میں پورا کرو۔"

★ (بخاری۔ مسلم) ★

★ " خرید و فروخت چھوڑ دو " سے مراد سوائے نماز کی تیاری کے ہر کام چھوڑ دو۔ یہ حکم اِس بات

www.drhasanrizvi.com

کی دلیل ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھنا اتنی واجب ہے کہ حلال چیز کو نمازِ جمعہ کی خاطر حرام کر دیا گیا۔

★ جمعہ کی نماز واجب ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اس کی خاطر ظہر جیسی اہم ترین واجب نماز کو ساقط کر دیا گیا۔

تیسری دلیل جمعہ کی نماز کے واجب ہونے کی یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "میرا دل چاہتا ہے کہ کسی کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دوں اور جا کر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آئے۔"

★ (بخاری ۔ مسند احمد) ★

★ حضور اکرم ص نے فرمایا: "لوگوں کو چاہیئے جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ اُن کے دلوں پر ٹھپہ لگا دے گا۔ پھر وہ خدا سے غافل ہو کر رہ جائیں گے۔" (الامان)

★ (مسند احمد، مسلم، نسائی) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بلا کسی معقول عذر کے صرف بے پروائی کی وجہ سے تین جمعے ناغہ کر دیتا ہے تو خدا اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔" (الامان)

★ (مسند احمد ۔ ابوداؤد) ★

★ دوسری روایت میں ہے کہ: "خدا اُس کے دل کو منافق کا دل بنا دیا کرتا ہے۔" (الامان)

★ (ترمذی، نسائی، مسند احمد ۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، حاکم، طبرانی) ★

★ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رض سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "آج سے لے کر قیامت تک جمعہ کی نماز تم لوگوں پر فرض ہے، جو شخص اس کو معمولی سمجھے یا اس کا حق جان کر چھوڑ دے، خدا اُس کا حال درست نہ کرے۔"

★ (ابنِ ماجہ ۔ بزاز ۔ طبرانی) ★

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جان لو کہ اللہ نے تم پر نمازِ جمعہ فرض کی ہے۔"

★ (بیہقی) ★

★ نیز آپؐ نے فرمایا: "جمعہ کی نماز پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے سوائے غلام، عورت، بچے اور مریض کے۔" ★ (ابوداؤد، حاکم) ★

★ حضرت جابر ابنِ عبداللہ انصاری رض نے فرمایا کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ اور رسولؐ اللہ کو دل سے مانتا ہے، اُس پر نمازِ جمعہ فرض ہے، سوا اُس کے جو عورت ہو، مسافر ہو، غلام یا مریض ہو۔"

★ (دارقطنی، بیہقی) ★

★ اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ نمازِ جمعہ فرض ہے۔ ★ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) ★

نوٹ: عام نمازوں کے لیے حکم ہے کہ آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ نمازِ جماعت میں شریک ہوں مگر نمازِ جمعہ کے لیے حکم ہے کہ دوڑ کر جاؤ۔ اِس سے نمازِ جمعہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

جنابِ رسولِ خداؐ کی پہلی نمازِ جمعہ

جب حضورِ اکرمؐ مدینہ وارد ہوئے تو پیر کا دن تھا اور ۱۲ ربیع الاول تھی۔ آپؐ نے چار دن قبا کے مقام پر قیام فرمایا۔ پھر جمعہ کے دن مدینہ روانہ ہوئے نمازِ جمعہ کے وقت آپؐ بنی سالم کے ڈیرے پر وارد ہوئے پس وہیں آپؐ نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور یہ پہلی نمازِ جمعہ تھی جو حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کو پڑھائی، اِس کے بعد اُنھوں نے اُسی جگہ کو مسجد کے لیے وقف کردیا اور مسجد تعمیر کرلی۔ اور نمازِ جمعہ سے پہلے آپؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں خوفِ خدا اور تقویٰ اور دیگر اسلامی بنیادی مسائل کو جامع انداز سے واضح فرمایا۔ ★ (تفسیر مجمع البیان) ★

www.drhasanrizvi.com

۵۶۵۸

نمازِ جمعہ کی اہمیت

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خداوندِ عالم نے نمازِ جمعہ تم پر فرض کی ہے۔ اگر کوئی شخص میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد نمازِ جمعہ کو ہلکا سمجھ کر یا انکار کے طور پر ترک کرے گا تو خداوندِ عالم اُس کو پریشان حال کردے گا، اُس کے کسی کام میں برکت نہیں دے گا۔

جان لو! کہ اُس کی نماز قبول نہیں ہے، اُس زکوٰۃ قبول نہیں ہے، اُس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں ہے جب تک اپنے عمل سے توبہ نہ کرے۔"

* (وسائل الشیعہ جلد ۵ حدیث ۲۸) *

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"نمازِ جمعہ ایک فریضہ ہے، اِس کا اجتماع امام (معصوم) کے ساتھ واجب ہے۔ جب کوئی شخص تین جمعے بغیر کسی عذر کے ترک کردے تو اُس نے تین فریضے ترک کیے۔ اور تین فرائض کوئی بلا عذر ترک نہیں کرتا، مگر منافق۔"

* (وسائل الشیعہ جلد ۵ حدیث ۸) *

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص از روئے ایمان خداوندِ عالم کی خوشی حاصل کرنے کے لیے نمازِ جمعہ میں شرکت کرے تو اُس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور وہ اپنا عمل نئے سرے سے شروع کرے گا۔"

* (وسائل الشیعہ جلد ۵) *

★ ایک شخص نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی، کہ "میں نے کئی مرتبہ حج پر جانے کا ارادہ کیا، لیکن مجھے توفیق نہ ہوئی (نہ جاسکا)"، آپ نے فرمایا: "عَلَيْكَ بِالْجُمُعَةِ فَإِنَّهَا حَجُّ الْمَسَاكِينِ"

www.drhasanrizvi.com

یعنی : " تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم نمازِ جمعہ پڑھا کرو، کیوں کہ یہ مساکین کا حج ہے "۔

* (وسائل الشیعہ جلد ۵ حدیث ۱۷) *

نمازِ جمعہ شیعہ علماء

شیعہ علماء نمازِ جمعہ کو امامِ معصوم ؑ کا حق اور فرض سمجھتے ہیں کہ :

نمازِ جمعہ امامِ معصوم ؑ پڑھا سکتے ہیں، یا امام ؑ کا مقرر کیا ہوا نائب پڑھا سکتا ہے۔

زمانۂ غیبتِ امام علیہ السلام عج میں نمازِ جمعہ واجبِ عینی نہیں بلکہ واجبِ تخییری ہے۔ یعنی چاہے نمازِ جمعہ پڑھیے یا نمازِ ظہر پڑھیے، بشرطیکہ جمعہ کی نماز کو ہلکا سمجھ کر ترک نہ کیا جائے۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا :

"خداوندا ! یہ مقام (نمازِ جمعہ اور عیدین کی نمازیں) آپ کے خلفاء چُنے ہوئے بلند مرتبہ امینوں کے لیے مخصوص ہے، آپ ہی نے اِس کو اُن کے لیے مخصوص فرمایا ہے، لیکن سلاطینِ جور نے زبردستی اسے اولیاءِ حق سے چھین کر غصب کر لیا ہے "۔

* (صحیفۂ سجّادیہ دعاء ۴۸) *

★ بہر حال، اگر جابر ظالم حکمراں نہ ہوں اور وہ نمازِ جمعہ کو اپنے مفاد میں استعمال نہ کریں، یا حکومت اسلامی ہو، تو نمازِ جمعہ پڑھنا یقیناً افضل عمل ہے۔ اِس سے دین کی شان و شوکت بھی ہوتی ہے، تبلیغ بھی ہوتی ہے، شکوک و اشتباہات کا ازالہ بھی ہوتا ہے۔ مومنین دور دراز (دو فرسخ۔ چھ میلِ شرعی کے حدود) سے ایک دوسرے سے ملتے، اور ایک دوسرے کے کام آتے ہیں، دین میں نئی روح پھونک دی جاتی ہے۔ دین و ایمان کے لیے زندگی ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : " جمعہ کے دن خطبہ اس لیے دیا جاتا ہے،

www.drhasanrizvi.com

کہ نماز جمعہ ایک عمومی اجتماع ہے۔ خداوند عالم یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے امیر کو یہ موقع فراہم کرے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے۔ خدا و رسول ؐ کی اطاعت کی ترغیب دے، خدا کی نافرمانی سے ڈرائے، انھیں وہ چیزیں بتائے جن میں دین و دنیا کی بہتری ہے ۔ ۔ ۔

خدا نے جمعہ کے دن دو خطبے اس لیے قرار دیے ہیں، تاکہ ایک خطبے میں خدا کی حمد و ثنا بیان کی جائے اور دوسرے خطبے میں احتیاجات، ضروری باتیں، تنبیہیں اور دعائیں کی جائیں، لوگوں کے سامنے ایسے احکامات، اوامر و نواہی کا اعلان کیا جائے جو اسلامی معاشرے کی اصلاح کرے اور فساد کو دور کرے۔

* (وسائل الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۳۹) *

نمازِ جمعہ کے وجوب کی شرائط تمام مسلمانوں کے نزدیک جمعہ کی نماز واجبِ عینی ہے۔

لیکن فقہ جعفری میں ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ امامِ معصوم ؑ یا اُن کے نمائندۂ خاص کو جسے خود امامِ معصوم ؑ نے مقرر کیا ہو جمعہ کی نماز قائم کرنے کا حق ہے۔ وہ اگر جمعہ قائم کریں تو جمعہ کی نماز واجب ہے۔

مگر زیادہ تر فقہاء کا خیال یہ ہے کہ یہ مذکورہ شرط پوری ہوجائے تو نمازِ جمعہ واجبِ عینی ہوجاتی ہے، لیکن وجوبِ تخییری کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ اِس لیے امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں نمازِ جمعہ قائم کی جاسکتی ہے، اور وہ نمازِ ظہر کی جگہ پڑھی جاسکتی ہے جب کسی اسلامی حکومت میں جمعہ قائم ہو تو اُس کو پڑھنا چاہیئے۔

* (بحار الانوار جلد ۸۹ ـ ۹۰) *

غلط استدلال

★ یہ استدلال بالکل غلط ہے کہ کیوں کہ اِس آیت میں جمعہ کی نماز کے وقت کاروبار بند کرنے کا

www.drhasanrizvi.com

حکم ہے، اس لیے نمازِ جمعہ شہریوں پر فرض ہے۔ کیوں کہ کاروبار شہروں میں ہوتا ہے، دیہاتوں میں نہیں ہوتا۔ اس لیے نمازِ جمعہ دیہاتیوں پر فرض نہیں۔ خرید و فروخت دیہاتوں میں بھی ہوتی ہے اور یہاں خرید و فروخت سے مراد صرف خرید و فروخت نہیں، بلکہ ہر دنیاوی کام مراد ہے۔

* (مؤلف) *

* یہاں "ذکر اللہ" سے مراد نمازِ جمعہ ہے۔
* نمازِ جمعہ کا خطبہ حضورؐ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ کو خطبہ دینے کے دوران کبھی بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب جو شخص یہ کہے کہ رسول خداؐ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو اُسے جھوٹا سمجھو۔

* (مجمع البیان جلد ۱۰) *

* سب سے پہلے جس نے بیٹھ کر خطبۂ نمازِ جمعہ دیا وہ معاویہ صاحب تھے۔

* (تفسیر درمنثور جلد ٦۔ تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی) *

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ ﴿۱۰﴾ پھر جب نماز ختم ہو جائے، تو
فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فضل و کرم (روزی یا کوئی نیک کام)
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو
تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ تاکہ تم ہر طرح کی بہتری حاصل کرو۔

www.drhasanrizvi.com

★ آیت میں "ذکر" سے مراد قرآن پڑھنا اور سمجھنا ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا ہے۔ خدا کے احکامات کی عملاً اطاعت کرنا ہے۔ آیات الٰہی پر غور و فکر کرنا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: "ایک ساعت خدا کے کاموں پر غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

★ (مجمع البیان جلد ۱۰۔ اصولِ کافی) ★

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

۱۱ (مگر) جب انھوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اُس کی طرف دوڑ پڑے اور آپؐ کو (منبر پر) کھڑا چھوڑ دیا۔ اُن سے کہدیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ اِس باجے گاجے، کھیل تماشے اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

ع ۲ ۱۲

شانِ نزول | ایک دفعہ جنابِ رسولِ خدا جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تجارتی قافلہ آگیا۔ لوگ خطبہ چھوڑ چھوڑ کر خرید و فروخت کے لیے چلے گئے کہ کہیں سامان ختم نہ ہو جائے، اُدھر

www.drhasanrizvi.com

بارہ۱۲ آدمی مسجد میں رہ گئے۔ جس پر یہ آیت اُتری۔

* (صحیح بخاری، صحیح مسلم) *

* ایک سال مدینے میں خشک سالی تھی، اناج بہت مہنگا تھا۔ حضورؐ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ شام سے ایک تجارتی قافلہ غذائی اشیاء لے کر آپہنچا۔ قافلے والوں نے طبل بجائے، طبل کی آواز سن کر لوگ خطبہ چھوڑ چھاڑ کر بازار جا پہنچے۔ صرف بارہ آدمی اور ایک عورت مسجد میں رہ گئے۔ اُس موقع پر یہ آیت اُتری۔

* (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر کبیر) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر یہ چھوٹا سا گروہ بھی چلا جاتا تو سارے لوگوں پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوتی۔"

* (تفسیر نور الثقلین) *

* تفسیر برہان میں بروایت ابن شہر آشوب حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے کہ: جب وحیہ کلبی شام سے مالِ تجارت لایا تو اُس نے طبل بجا بجا کر لوگوں کو اپنے آنے کی اطلاع دی تو حضورؐ کو بحالتِ خطبہ چھوڑ کر لوگ دوڑ پڑے، اور صرف آٹھ آدمی باقی رہ گئے۔ حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسینؑ جناب فاطمۃ الزہراؑ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد۔ حضورؐ نے فرمایا: اگر مسجد میں یہ آٹھ آدمی بھی نہ ہوتے تو پورے مدینے پر آگ برستی۔ اور قومِ لوط کی طرح اُن لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جاتے۔ پس اُن لوگوں کے لیے یہ آیت اُتری: "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ ..... الخ

(تفسیر انوار النجف)

* آخر میں خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: آپؐ فرما دیجیے کہ اللہ کے پاس جو ہے (اجر و ثواب) وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔ اس لیے تم اپنی روزی کو تجارت کرنے پر منحصر نہ سمجھو، بلکہ یہ سمجھ لو کہ اصل رازق خدا ہے۔ اُسی سے روزی طلب کرو۔ اسی پر بھروسہ رکھو۔ اُس کی اطاعت پر تم کو دنیا و آخرت کا رزق وسیع ملے گا۔ کشادہ روزی کا یہی طریقہ معصومینؑ نے بتایا ہے۔ * (مولف)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ ۶۳ مدنی

روحانی خصوصیات

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

" جو شخص سورۃ منافقون کو سمجھ کر پڑھتا ہے وہ ہر قسم کے نفاق سے پاک ہو جاتا ہے۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

اِس لیے کہ منافقت کی حقیقت اور نقصانات معلوم ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ منافقت کو بہت بری چیز سمجھتا ہے، اِس لیے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اُس کی اِس کوشش کی وجہ سے خداوندِ کریم اُسے منافقت سے بچنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

اِس لیے کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے: "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" (سورۃ ۵۳ آیت ۳۹ پارہ ۲۷)

یعنی: " انسان کے لیے کچھ نہیں ہے سوا اس کے کہ وہ جس کے لیے کوشش کرے۔"

سورۃ منافقون پڑھنے والا یہ سورۃ اس لیے پڑھتا ہے کہ منافقت سے بچ سکے۔

کیوں کہ منافقت، خداوندِ یکتا کو سخت ناپسند ہے۔ قرآن میں فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (سورۃ ۴ النساء آیت ۱۴۵ پارہ ۵)

" یقینًا منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔"

(مؤلف) *

* فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: " ہمارے دوستوں پیروکاروں

www.drhasanrizvi.com

ماننے والوں میں سے ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر شب جمعہ میں سورۃ الجمعۃ ۶۲، سورۃ الاعلیٰ ۸۷ (پارہ ۳۰) پڑھیں اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورۂ جمعہ ۶۲ اور دوسری رکعت سورۂ منافقون پڑھیں۔"

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "جب وہ ایسا عمل کرے گا تو گویا اُس نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کو انجام دیا۔ پھر اس عمل کی جزاء اور اس کا ثواب اللہ کی بارگاہ میں جنت ہے۔"

* (کتاب ثواب الاعمال۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

یہ حکم شاید اس لیے بھی دیا گیا ہے تاکہ مومنین جمعہ کے دن کی عظمت اور مقصد کو سورۂ جمعہ سے سمجھیں اور منافقت سے بچنے کے لیے سورۂ منافقون ہر روز جمعہ پڑھتے رہیں۔

* (مؤلف) *

ان سورتوں کا پڑھنا جب ہی کار آمد ہو سکتا ہے جب ان کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ بے سمجھے طوطے کی طرح پڑھنا فعلِ عبث ہے کیوں کہ سورۂ منافقون کو بے سمجھے پڑھنے سے کبھی کوئی پڑھنے والا منافقت کے عیب سے پاک نہیں ہو سکتا۔

* (تفسیر نمونہ) *

***

آیاتہا — رکوعاتہا ۲

سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ

مَدَنِیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وقف لازم
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ①

① جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: "ہم گواہی
دیتے ہیں کہ حقیقتاً آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔" اور اللہ خوب جانتا ہے،
کہ آپؐ واقعتاً اُس کے بھیجے ہوئے رسولؐ ہیں۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق بالکل
جھوٹے ہیں۔ ①

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے طاؤسِ یمانی نے دریافت کیا:
"یا ابن رسول اللہ! وہ کون سی قوم ہے جس نے جو گواہی دی وہ بات تو سچی تھی، مگر پھر بھی خداوندِ عالم نے اُن کو جھوٹا قرار دیا"؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: "وہ منافقین ہیں، جب وہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔
(حالاں کہ وہ دل سے اس کی نفی کرتے ہیں، اِس لیے جھوٹے ہیں)۔"

★ (تفسیر صافی ص۰۵ بحوالہ احتجاج طبرسی) ★

★ یہاں پر جھوٹے ہونے کا تعلق خبر سے نہیں ہے بلکہ خبر دینے والے سے ہے۔
منافق جس بات کی گواہی دے رہے ہیں وہ سو فیصد سچ ہے، مگر منافق اُس کو سچ سمجھ کر نہیں کہہ رہے ہیں، یا یہ کہ وہ صرف زُبان سے سچ کہہ رہے ہیں، مگر دل کیوں کہ معترف نہیں ہے اس لیے دل سے جھوٹے ہیں۔

★ (تفسیر کبیر) ★

محققین نے نتیجے نکالے:

(۱) گواہی صرف وہی معتبر ہوتی ہے، جب گواہی دینے والا اپنی گواہی کو دل سے سچا سمجھے۔ ★ (تفسیر ماجدی) ★

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ ایمان دل سے گواہی دینے کو کہتے ہیں اور نفاق صرف زبان سے گواہی دینے کو کہتے ہیں، جبکہ دل قائل نہ ہو۔

★ (مؤلف) ★

(۳) بات اگر بجائے خود سچی بھی ہو، مگر کہنے والا اُسے سچ جان کر نہ کہے، تو وہ بھی جھوٹا قرار پائے گا

★ (ماجدی) ★

(۴) منافق کا شعار جھوٹ بولنا ہوا کرتا ہے۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

www.drhasanrizvi.com

(۵) منافقین کا خطرہ ہر معاشرے کے لیے ہوتا ہے۔ کیوں کہ اُن کو پہچاننا آسان نہیں ہوا کرتا۔ وہ داخلی دشمن ہوتے ہیں۔ اِس لیے وہ معاشرے کے تانے بانے کو اُدھیڑ کر رکھ دیتے ہیں۔

* (تفسیر نمونہ) *

منافقت کی اصل :

بہت سے جانور جیسے صحرائی چوہے، لومڑی، سوسمار اپنے اپنے بلوں میں دُو سوراخ بناتے ہیں۔ ایک ظاہری راستہ اور دوسرا پوشیدہ راستہ۔ جب کوئی خطرہ ہوتا ہے تو پوشیدہ راستے سے نکل بھاگتے ہیں۔ اِسی خفیہ راستے کو عربی میں نافقار کہتے ہیں۔

* (تفسیر روح البیان جلد۹) *

★ اور منافق اُسی آدمی کو کہتے ہیں کہ جس نے اپنے لیے بچنے کا کوئی خفیہ راستہ بنا رکھا ہو تاکہ خفیہ طریقے سے نقصان پہنچا کر خطرے کے وقت بھاگ سکے۔

* (تفسیر نمونہ) *

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً ﴿۲﴾ اُنھوں نے اپنی قسموں کو اپنے لیے ڈھال بنا رکھا ہے (یعنی) اپنے بچنے کا سامان بنا رکھا ہے، اور اسی طرح

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾

یہ اللہ کے راستے سے خود بھی رُکے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکے رکھتے ہیں

حقیقتاً بہت ہی بُری حرکتیں ہیں جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ ﴿۲﴾

★ مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو دیکھو کہ یہ کیسے کیسے بُرے کام کر رہے ہیں؟ اس میں تعجب کا اظہار بھی ہے

www.drhasanrizvi.com

اور اُن کے بُرے کام کی شدّت کو بتانا بھی مقصود ہے۔

* (مدارک) *

★ منافق جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، اور اس طرح وہ مومنین کو اپنے مومن ہونے کا یقین دلاتے ہیں۔ اکثر وہ یہ قسمیں اپنی کسی منافقانہ چال پر پکڑے جانے پر کھاتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں کو یقین دلائیں کہ وہ واقعی سچے مومن ہیں، منافق نہیں ہیں، جیسا کہ عبداللہ ابنِ اُبَی منافق نے رسولِ خدا کو ذلیل کہا۔ پھر جب جناب زید ابنِ ارقم صحابیٔ رسولؐ نے رسولِ خداؐ کو یہ بتایا تو عبداللہ ابنِ اُبَی نے خوب خوب قسمیں کھائیں کہ میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا تھا۔

* (تفہیم۔ مجمع البیان۔ تفسیر کبیر) *

★ اصل منافق جھوٹی قسموں کی آڑ میں شکار کھیلتے تھے۔ اِس طرح کہ مسلمان بن کر مسلمانوں کو آپس میں لڑواتے، اُن کے دلوں میں شبہات پیدا کرتے، دشمنوں کو مسلمانوں کی کمزوریاں بتاتے یہ اِتنے بُرے کام تھے کہ جو کافروں کے عمل سے بھی زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

ع "ہیچ کافر نہ کرد آں کہ مسلمان کرد"

ایسے ہی منافقوں کے لیے کسی شاعر نے کہا ہے کہ: "کوئی کافر بھی ایسے کام نہیں کرتا، جو مسلمان (منافق) کرتے ہیں"۔

* (مؤلف) *

★ اِسی لیے قرآن میں فرمایا: "منافق یقیناً جہنم کے سب سے نچلے حصے میں جھونکے جائیں گے۔"

★ منافقین جھوٹی قسمیں کھا کھا کر مسلمانوں کی سزا سے بچ بچ جایا کرتے تھے۔ اِس طرح وہ اپنی قسموں کی آڑ میں شکار کیا کرتے تھے۔ جہاں کوئی بدمعاشی کی اور پکڑے گئے تو لگے جھوٹی قسمیں کھانے

www.drhasanrizvi.com

کہ ہم نے یہ نہیں کیا۔

اصل میں منافقین، مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے کے لیے طرح طرح کی بکواس کرتے رہتے تھے، تاکہ لوگ اسلام کے دائرے میں داخل نہ ہوں، اور نو مسلم اسلام سے یا مسلمانوں سے بیزار ہو جائیں۔ اب کیوں کہ اُن کی جھوٹی قسموں کی وجہ سے (۱) خود اسلام کو نقصان پہنچ رہا تھا، (۲) دوسرے گمراہ ہو رہے تھے، اِس لیے اُن قسموں سے بُرا کام اور کیا ہو سکتا تھا، اسی لیے آخر میں خداوندِ عالم نے فرمایا: "سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" (یہ لوگ کتنے بُرے کام کر رہے ہیں۔)

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

ہر قدم پر اک نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ ـــــــــــ
دیکھتے ہی دیکھتے کیسے بدل جاتے ہیں لوگ ـــــــــــ
ایک چہرے پر کئی چہرے چڑھا لیتے ہیں لوگ ـــــــــــ

۰ ۰ ۰

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۳

یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ وہ (پہلے) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے (یعنی) پھر خدا و رسولؐ کا انکار کر دیا۔ پس اِس لیے اُن کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی۔ اب یہ کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ ۳

---

* مطلب یہ ہے کہ منافقوں نے سب سے پہلے تو مومنین کے سامنے اپنے ایمان کا اعتراف کیا۔ پھر

www.drhasanrizvi.com

اپنے خاص دوستوں کی محفلوں میں بیٹھ کر خوب کفر و انکار کی باتیں کیں۔ اِس طرح وہ پہلے بظاہر ایمان لائے اور پھر از خود پورے پورے کافر ہو گئے۔

* (مدارک) *

* اصل بات یہ ہے کہ منافق جھوٹی قسمیں کھا کر مطمئن ہو جاتا ہے کہ اُسے اب مسلمانوں سے کوئی مادّی نقصان نہ پہنچے گا لیکن حقیقتاً وہ اپنی اصلی نجات سے اور زیادہ دور اور گمراہ ہو جاتا ہے۔

* (تفسیر کبیر) *

شانِ نزول آیت کے اُترنے کا سبب یہ ہوا کہ مدینے کے مشہور منافق عبداللہ ابنِ اُبَیّ نے جناب رسولِ خدا کو "ذلیل آدمی" کہا تھا۔ "معاذاللہ" اب اُس منافق سے کہا جا رہا ہے کہ جا کر جناب رسولِ خدا سے معافی مانگ لے۔" اِس پر اُس کمبخت نے کہا: "تم لوگوں نے مجھ سے پہلے یہ کہا کہ اسلام لے آؤ، میں تمھارے کہنے پر اسلام لے آیا۔ پھر تم نے کہا، زکوٰۃ دو۔" میں زکوٰۃ دینے لگا۔ اب کیا میں رسولِ خدا کے قدموں پر سجدے کرنے لگوں۔"

* (فصل الخطاب) *

دلوں پر مہر کیوں لگی؟ جب منافقوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ نہ تو واقعی ایمان کا راستہ اختیار کریں گے اور نہ کھلے ہوئے کفر کی زندگی گذاریں گے، بلکہ مسلمانوں سے فائدے حاصل کرنے کے لیے اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچانے کے لیے منافقت کی راہ اختیار کریں، تو اُن کے اِس طرزِ عمل کی وجہ سے خداوندِ عالم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اب اِن کے دلوں پر مُہر لگا دی جائے ـــ یعنی ـــ اُن سے ایمان لانے کی توفیق ہی سلب کر لی جائے ـــ یعنی ـــ اُن سے سوچنے سمجھنے غور کرنے کی صلاحیت ہی چھین لی جائے ـــ یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے خود اپنی اخلاقی حس کو مار ڈالا ـــ خدا نے اُن کی عقل کو ختم کر دیا۔ "جیسی کرنی ویسی بھرنی۔"

www.drhasanrizvi.com

★ اِس آیت میں "دلوں پر مہر لگانے" کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے مُہر لگانے کی وجہ سے وہ منافق نہیں بنے ، بلکہ اُن کی منافقانہ چالوں کی وجہ سے خدا نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ــــ لیعنی اُن کی منافقت کی وجہ سے خدا نے اُن سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی کیوں کہ اُنھوں نے خود اُس صلاحیت سے کام نہ لیا ، اور اُس کی قدر نہ کی ۔

★ (تفہیم ، مجمع البیان ، تفسیر کبیر) ★

★ دل پر مہر لگنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر انسان کا ذہن ، دین کے حقائق کو سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہتا ۔ واضح دلائل بھی اُس کی عقل میں نہیں اُتر پاتے ۔ یہ سزا ہوتی ہے عقل سے کام نہ لینے کی ۔

★ (مؤلف) ★

۵ "اِس طرح تو ہوتا ہے اِس طرح کے کاموں میں"

:: :: ::

وَاِذَا رَاَيۡتَهُمۡ تُعۡجِبُكَ اَجۡسَامُهُمۡ‌ ؕ وَاِنۡ يَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ‌ ؕ كَاَنَّهُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ‌ ؕ يَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَيۡحَةٍ عَلَيۡهِمۡ‌ ؕ

(۴) جب آپ اُنھیں دیکھیے گا تو اُن کی جسمانی شکلیں اور صورتیں آپ کو بہت ہی خوبصورت اور شاندار دکھائی دیں گی ، اور جب وہ بات کریں گے تو آپ اُن کی باتیں سُنتے ہی رہ جائیں گے ۔ (یا) آپ کو اُن کی باتیں سُننے کے قابل

www.drhasanrizvi.com

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴

محسوس ہوں گی۔ مگر (اندر سے یہ لوگ ایسے ہیں) جیسے لکڑی کے ٹکڑے، جو دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیے گئے ہوں (یعنی بے حس اور بے عقل)۔ (نیز یہ کہ یہ لوگ) ہر زور دار آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ (تمہارے) پکے دشمن ہیں۔ ان سے بچ کر رہیئے گا۔ ان پر اللہ کی مار ہو۔ (یا) اللہ انھیں غارت کرے۔ یہ کدھر بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ (۴)

★ حضرت عبداللہ ابنِ عباس کا بیان ہے کہ عبداللہ ابنِ اُبَیُّ مدینے کے منافقوں کا سردار (چودھری) تھا۔ وہ بڑا ڈیل ڈول والا، تندرست، خوش شکل اور بڑا چرب زبان (بہت بولنے والا) تھا اُس کے ساتھی بھی سب لمبے چوڑے، خوبصورت تھے۔ یہ سب لوگ بڑے دولتمند تھے۔

جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اُن کی شان بان دیکھ کر کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عملاً یہ لوگ اسقدر ذلیل حرکتیں کرنے والے لوگ ہو سکتے ہیں۔

★ (تفسیر ابنِ عباس) ★

★ خداوندِ عالم نے اِن منافقوں کو لکڑی کے کندے اِس لیے فرمایا کہ یہ لوگ دیواروں سے تکیہ لگا کر بیٹھا کرتے تھے۔ "دیواروں سے لگی ہوئی لکڑیاں" اِس لیے فرمایا کہ ایسی لکڑیاں جو دیواروں سے لگا کر کھڑی کر دی جائیں، کسی کام کی نہیں ہوا کرتیں (سوائے جلانے کے) کام کی لکڑیاں تو چھتوں، دروازوں وغیرہ میں استعمال ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لمبے چوڑے منافق جو دیواروں سے تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں کسی کام کے

www.drhasanrizvi.com

آدمی نہیں ہوتے ۔بس بکواس کر سکتے ہیں، جھوٹی قسمیں کھا کھا کر جھوٹے وعدے کر سکتے ہیں ۔ یہ ایسی لکڑیوں کے مانند ہیں جن کو جلانے کے کام میں لیا جا سکتا ہے ۔ یعنی جہنم میں جلانے کے لائق ہیں ۔

* (مجمع البیان ۔ تفہیم ۔ تفسیر کبیر) *

★ اِن منافقوں کو ہر وقت یہ خوف اور دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کہیں اُن کے جرائم فاش نہ ہو جائیں، اِس لیے ہر آواز پر سہم سہم جاتے تھے ۔ یہ خیال کرتے تھے کہ اب ہماری شامت آئی اور مسلمان ہماری پٹائی نہ کر دیں ۔

* (تفسیر کبیر ۔ تفہیم) *

؎ " اِس طرح تو ہوتا ہے ' اِس طرح کے کاموں میں "

★ آخر میں خدا کا فرمانا کہ : " یہ (منافق) کدھر بھٹکتے پھر رہے ہیں ۔ "
یہ نہیں بتایا کہ اِن کو کون اُلٹا پھرا رہا ہے ۔

مطلب یہ ہوا کہ ایک دو نہیں، کتنی کئی محرکات ہیں جو اُن کو اُلٹے سلٹے کام کرا رہے ہیں ۔ مثلاً اُن کے شیاطین اُن کے دوست ، اُن کے فاسد مفادات ، خود غرضی ، اُن کی اپنی بیویاں' شریر لوگ ، اُن کا اپنا حسد ، بغض ، تکبر ، یہ سب وہ محرکات ہیں جو اُن اُلٹا گھما رہے ہیں ۔ اور اِن ہی کی وجہ سے منافقانہ چالیں چل رہے ہیں ۔

* (مجمع البیان) *

★ خداوندِ عالم کا رسولِ اکرمؐ سے یہ فرمانا کہ : تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ (یعنی) آپؐ اِن منافقوں کی باتیں سنتے ہیں ۔ " یعنی ۔ اے رسولؐ ! آپؐ اِن منافقوں کی باتیں کان لگا کر اس لئے سنتے ہیں کہ وہ بڑے چرب زبان ، اور شیریں کلام ہیں ۔

پھر فرمایا : " خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ " وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیوں کی طرح ہیں ۔ یعنی بظاہر

www.drhasanrizvi.com

بے معرفت، علم و عقل سے خالی، مورتیوں جیسے لوگ ہیں
اور آخر میں فرمایا۔ "وہ کہاں بہکے پھرتے ہیں" یعنی وہ حق سے پھرے ہوئے لوگ ہیں۔

* (تفسیر صافی) *

* "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ" اللہ اُن کو قتل کرے۔ یعنی۔ اللہ اُن کو غارت کرے، برباد کرے عربی ادب میں یہ ایک بددعا ہے۔ گویا یہاں پر خداوندِ عالم نے مومنین کے دل کی ترجمانی فرمائی ہے۔ کیوں کہ مومن جب منافقوں کی حرکتیں سُنتا ہے تو اُس کا دل غصے اور نفرت سے بھر جاتا ہے اِس لیے اُس کی زبان پر از خود بددعا کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

* (مرشد تھانوی) *

* مطلب یہ ہے کہ ان منافقوں کے دل تو مسخ ہو چکے ہیں، مگر جسم دیکھو تو لمبے چوڑے ڈیل ڈول والے خوبصورت ہیں۔ پھر زبان اتنی چٹخے دار ہے کہ سننے والا سننے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اُن کی بات ماننی ہی پڑ جاتی ہے۔ بقولِ شاعر۔

از بروں چوں گورِ کافر پُر نظر
و اندروں قہرِ خدائے عزّ وجل

یعنی: بظاہر وہ منافق کافر کی قبر کی طرح عالی شان دکھائی دیتے ہیں۔
جبکہ قبر کے اندر خدائے عزت و بزرگی والے کا عذاب اُتر رہا ہوتا ہے

از بروں طعنہ زنی بر بایزید
وز درونت ننگ میدارد یزید

یعنی: بظاہر تو یہ لوگ بایزید جیسے مقدس آدمی پر طعنے کستے ہیں۔
جبکہ اُن کا باطن یزید جیسے بدترین آدمی جیسا خراب ہے۔ * (شیخ الاسلام عثمانی) *

www.drhasanrizvi.com

★ منافقین کا سرغنہ عبداللہ ابن اُبی موٹا تازہ، لمبا چوڑا، خوبصورت، فصیح و بلیغ، چکنی چپڑی باتیں بنانے والا، مکار انسان تھا۔ جب وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آتا، تو لوگ اُس کی شان بان شکل و صورت پر تعجب کرتے، اور اُس کی بات کان دھر کے سنتے، وہ اپنے تکبر کی وجہ سے دیوار سے لگ کر بیٹھتا، اور لوگوں کو اپنی باتوں سے مرعوب کرلیتا۔

★ (تفسیر کشاف جلد۴) ★

آخر میں خداوندِ عالم، رسولِ اکرمؐ کو خبردار فرما رہا ہے کہ منافقین تمھارے سخت دشمن ہیں، ان سے بچتے رہنا، خدا ان کو غارت کرے گا۔

★ (تفسیر نمونہ) ★

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا ﴿۵﴾ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ تاکہ اللہ کا رسول تمھارے لیے گناہوں
لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ کی معافی کی دعا کرے، تو وہ اپنے
يَصُدُّوْنَ وَهُمْ سر تکبر سے جھٹک کر گھما لیتے ہیں
مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑے تکبر کے
ساتھ (تمھارے پاس) آنے سے رُک جاتے ہیں۔ ﴿۵﴾

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: جب انسان کے اندر (۱) منافقت کا مرض سرایت کرجائے، اور پھر

www.drhasanrizvi.com

ساتھ ساتھ (۲) تکبّر بھی ہو کہ ہم بڑے دولتمند، امیر اور عقلمند ہیں، پھر انسان کی عقل بالکل ماری جاتی ہے۔ پھر انسان خود کو بالکل درست سمجھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس نہیں کر پاتا۔ اِس لیے خدا سے معذرت اور معافی۔ یعنی توبہ، استغفار کا تصوّر ہی اُس میں باقی نہیں رہتا۔

پھر خدا اُس کے بارے میں رسولِ اکرمؐ کی سفارش بھی قبول نہیں فرماتا۔ یہ اِس لیے کہ اُس نے اپنی اصلاح کے راستے خود ہی بند کر لیے ہوتے ہیں۔ رسولِ اکرمؐ کا کسی کے لیے معافی طلب کرنا بھی صرف اُس وقت کام آتا ہے جب انسان واقعًا (۱) دل سے خدا، رسولؐ اور آخرت کو مانتا ہو (۲)۔ اور اپنی غلطیوں کا بھی معترف ہو۔ کیوں کہ رسولِ اکرمؐ ممکن ہے اُن کے ظاہری الفاظ کی بناء پر اُن کے لیے خدا سے معافی طلب کرلیں، مگر خدا کیوں کہ اُن کے دلی نفاق اور تکبّر کو جانتا ہے اِس لیے خدا اُن کو ہرگز معاف نہ فرمائے گا۔ "مریضِ کبر پر لعنت خدا کی"

* (تفسیرِ کبیر۔ ماجدی) *

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾

(تو اے نبیؐ!) اب برابر ہے چاہے آپؐ اِن کے لیے اِن کے گناہوں کی معافی کی دعا کریں یا نہ کریں، اللہ اِنھیں ہرگز معاف نہ کرے گا (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ بدکردار لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا (یا)، ایسے بدمعاش لوگوں کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿۶﴾

www.drhasanrizvi.com

* آیتؔ سے معلوم ہوا کہ خدا کے ہاں گناہوں کی معافی کی شرط "ایمان" ہے۔ اگر کوئی شخص دل سے خدا و رسولؐ کو نہیں مانتا اور اپنی اسی منافقت پر ڈٹا رہتا ہے، پھر اگر رسولؐ بھی اُس کے لیے معافی مانگیں، تو رسولؐ کی دعاءِ استغفار بھی قبول نہ ہوگی۔

اسی سے معلوم ہوا کہ منافقت، خداوندِ عالم کو کسقدر ناپسند ہے۔ شاید اس کا سبب یہ ہے کہ منافق خدا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اور مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور خود کو خدا سے بھی زیادہ ہوشیار اور عقلمند سمجھتا ہے۔

* (مؤلف) *

* جب منافقوں کی کوئی حرکت فاش ہو جاتی تھی تو لوگ اُن کو بُرا بھلا کہنے کے بعد سمجھاتے تھے کہ اب بھی وقت ہے کہ اپنی اصلاح کرلو، اور خدا کے ابدی، دائمی و سرمدی عذاب سے بچ جاؤ۔ چلو رسولؐ کی خدمت میں جاکر اللہ سے اپنا قصور معاف کرالو۔ حضور اکرمؐ کی شفاعت پر تمہارے قصور خدا معاف کردے گا۔" تو اُن کا غرور اور تکبر، خدا سے بے پروائی، آخرت پر ایمان نہ ہونا، اُن کو رسولؐ کے پاس جانے سے روک دیتا تھا۔ وہ لوگ گردن ہلا کر، سر مٹکا کر رہ جاتے اور کہتے ہیں رسولؐ کے استغفار اور شفاعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ ﴿٧﴾ یہ وہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اُن

لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ لوگوں کو روپیہ پیسہ نہ دو جو رسولِ خدا

رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا کے پاس ہیں تاکہ یہ (لوگ رسولؐ کے پاس سے) اِدھر اُدھر منتشر ہو جائیں،

www.drhasanrizvi.com

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۞

حالاں کہ آسمانوں اور زمین کے (تمام) خزانوں کا مالک اللہ ہی تو ہے۔ مگر یہ بات منافق سمجھتے ہی نہیں۔

شانِ نزول

غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر انصار و مہاجرین میں کچھ اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ اس پر منافقوں کو سنہری موقع ہاتھ آگیا۔ فوراً انصار کے ہمدرد بن کر اُن سے کہنے لگے کہ تم لوگوں نے مکّہ سے آئے ہوئے مہاجروں کو بھائی بنا کر اُن کا دماغ خراب کر دیا ہے، تم اُن کو خرچ دینا بند کر دو، تو یہ سارے کا سارا مجمع رسولِ خداؐ کے پاس سے بھاگ کھڑا ہو گا۔

اصل بات یہ ہے کہ منافق یہ بات نہیں جانتے کہ اصل دینے والا خدا ہے۔ حقیقی قوّت و طاقت، غلبہ، رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے وسیلہ بنا کر فائدے پہنچاتا ہے۔

* (تفسیر کبیر) *

★ منافقین احمق اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے تھے کہ تمام آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا اصل مالک تو خداوندِ عالم ہے۔ کیا ایسا خدا اپنے رسولؐ اور اپنے ماننے والوں کو بھوکا مار دے سکتا ہے۔؟

اگر لوگ اُن کی مدد نہیں کریں گے تو خدا اور لاکھوں اسباب فراہم کر دے گا۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

"دشمن اگر قوی است، نگہباں قوی تر است" یعنی اگر دشمن طاقتور ہے تو بچانے والا خدا اُس سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ * (مؤلف) *

www.drhasanrizvi.com

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى ⑧	وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب مدینہ
الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ	واپس ہوں گے، تو جو ہم میں عزت والا
مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ	ہے وہ انتہائی ذلت والے کو نکال
وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ	باہر کرے گا۔ حالاں کہ عزت تو اللہ
وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ	اُس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے
لَا يَعْلَمُونَ ⑧ ع	مگر منافق یہ بات نہیں جانتے۔

ع ۸/۱۳

عزت خدا، رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن عزت والا ہوتا ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ کیوں کہ مومن (اپنے ایمان میں) پہاڑ سے بھی زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے۔ کیوں کہ پہاڑوں میں کھدال سے سوراخ کرنا ممکن ہوتا ہے لیکن مومن کے ایمان کو ہرگز ہلایا نہیں جاسکتا۔

★ (الکافی۔ تفسیر نور الثقلین) ★

ہو محفلِ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ※ رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

★ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "یہ مناسب بات نہیں ہے کہ مومن اپنے آپ کو ذلیل یعنی کسی ایسے کام کے پیچھے پڑجائے جو اُس سے نہیں ہوسکتا۔" (الکافی۔ نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے مومن کے تمام کام خود اپنے ذمّے لے لیے ہیں، مگر خدا نے مومن کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل و خوار کرے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ " (حالاں کہ عزّت تو اللہ، اُس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے۔"

اِس لیے مومن کے لیے مناسب ہے کہ وہ ہمیشہ باعزّت رہے، خود کو ذلیل و خوار نہ ہونے دے۔"

* (الکافی - تفسیر نور الثقلین) *

★ مدینے کے منافقوں کے چودھری عبداللہ ابن اُبَی نے کہا کہ "جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزّت والا آدمی) ذلیل آدمی (رسولؐ - معاذ اللہ) کو مدینے سے نکال دے گا۔"

جب عبداللہ ابنِ اُبَی کے بیٹے نے یہ بات سُنی تو وہ تلوار لے کر باپ کے مقابلے پر کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ سے کہا کہ تو جب تک یہ نہ کہے گا کہ "جناب رسولِ خداؐ عزّت والے ہیں اور میں خود ہی ذلیل ہوں" تو میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔" آخر کار موت سے ڈر کر عبداللہ ابنِ اُبَی نے اپنے منھ سے خود کو ذلیل کہا اور جناب رسولِ خداؐ کو عزّت والا کہا۔

* (فیوض القرآن - تفسیر کبیر - مجمع البیان) *

★ صحابیٔ رسولؐ زید ابنِ ارقم کہتے ہیں کہ جب میں نے جناب رسولِ خداؐ سے عرض کی کہ عبداللہ ابنِ اُبَی نے آپؐ کو "ذلیل آدمی" - معاذ اللہ - کہا ہے۔ جب حضورِ اکرمؐ نے عبداللہ ابنِ اُبَی کو بلا کر میرا سامنا کرایا تو وہ صاف مُکر گیا اور قسموں پر قسمیں کھا گیا۔ اِس پر انصار کے بوڑھوں نے حتّٰی کہ خود میرے چچا نے بھی میری خوب خوب خبر لی۔ مجھے سخت صدمہ پہنچا۔ لیکن جب یہ آیت اُتری تو جناب رسولِ خداؐ نے مجھے بلایا اور ہنستے ہوئے میرا کان پکڑا اور فرمایا: "اِس لڑکے کا کان سچا تھا۔ خود اللہ نے اِس کی تصدیق فرما دی۔"

* (ابنِ جریر - ترمذی)

www.drhasanrizvi.com

* مدینے کے منافقوں کا خیال یہ تھا کہ ہم دولتمند عزت والے، بڑے لوگ ہیں۔ اس لیے ہم مدینے جا کر غریب نادار مسلمانوں کو شہر سے باہر نکال دیں گے۔ یہ بات وہ لوگ مدینے کے باہر غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر کر رہے تھے۔ اُن کو جواب دیا جا رہا ہے کہ اصل طاقت، غلبہ، اقتدار، عزت، قوت، صرف اور صرف خدا کے لیے ہے، وہ امتحاناً یا انعاماً جس کو چاہتا ہے اُس میں سے کچھ دے دیا کرتا ہے۔ خدا کے بعد اگر کسی کو عزت، طاقت، غلبہ، اقتدار حاصل ہے تو وہ رسولِ خداؐ کو حاصل ہے کیوں کہ وہ خدا کے سفیر، وکیل اور رسولؐ ہیں۔ اور رسولؐ کے بعد عزت اور غلبہ مومنین کے لیے ہے۔ کیوں کہ وہ رسولِ خداؐ کے پیروکار ہیں۔

"عزت" کے معنی غلبہ و اقتدار کے ہیں۔ جو خدا ہی کے لیے ہے، اور جس کو ملتا ہے، خدا کی دین سے ملتا ہے۔ اور اصل عزت خدا کے بعد رسولؐ اور پھر مومنین کے لیے ہے، اس لیے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں باعزت اور غالب رہیں گے۔

* (تفسیر کبیر۔ ماجدی۔ مجمع البیان) *

قرآن میں منافقوں کی دس نشانیاں بیان ہوئی ہیں

(۱) صریح جھوٹ (۲) جھوٹی قسمیں کھانا (۳) بے عقل ہوتے ہیں (۴) بظاہر لمبے چوڑے خوبصورت، چکنی چپڑی باتیں کرنے والے (۵) مگر لکڑی کے خشک ٹکڑوں کی طرح بے فائدہ اور بے حس (۶) خائن، بدگمان، ڈرپوک (۷) حق کا مذاق اُڑانے والے (۸) فاسق و فاجر (۹) متکبر اور خود کو ہر چیز کا مالک سمجھنے والے اور دوسروں کو دنیاوی محتاج سمجھنے والے۔ (۱۰) اپنے آپ کو عزت والے اور دوسروں کو ذلیل سمجھنے والے۔

* (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا :

(۱) منافق ہر روز ایک نئے رنگ ڈھنگ میں آتے ہیں۔

ایک چہرے پر کئی چہرے چڑھا لیتے ہیں لوگ ______
ہر قدم پر اک نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ ______

(۲) ہر طرح سے تمھیں دھوکہ دیتے ہیں اور ہر کمین گاہ میں تمھاری گھات میں رہتے ہیں۔

(۳) وہ بدباطن اور خوش ظاہر اور ہمیشہ چھپ کر لوگوں کو دھوکے دینے والے ہوتے ہیں۔

(۴) اُن کی باتیں بظاہر شفا بخش، لیکن کردار میں سخت مریض ہوتے ہیں۔

(۵) لوگوں کی خوشی پر حسد کرتے ہیں اور کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

(۶) ہر اُمیدوار کو مایوس کرتے ہیں اور ہر شخص کو نااُمید کرتے ہیں۔

(۷) ہر راستے پر اُن کا کوئی نہ کوئی مارا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں ______
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں ______

(۸) ہر مصیبت پر بناوٹی آنسو بہاتے ہیں۔ (مگر کے آنسو بہاتے ہیں) (مراد مگرمچھ کے آنسو)

(۹) آپس میں ایک دوسرے کی بڑھ چڑھ کر تعریف کرتے ہیں۔

"مَن تُرا حاجی بگویم، تو مُرا قاضی بگو" ______

(۱۰) لوگوں کی ملامت کر کے ان کے راز فاش کرتے ہیں۔

(۱۱) جب کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو حد سے تجاوز کرتے ہیں۔

(۱۲) اُنھوں نے ہر حق کے مقابلے پر ایک باطل گھڑ رکھا ہوتا ہے۔ ہر دلیل کے مقابلے پر ایک شبہ کھڑا کر رکھا ہے

(۱۳) لوگوں کے اندر مایوسیاں پھیلاتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

(۱۴) اپنے باطل کو حق ظاہر کرتے ہیں۔

(۱۵) اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیئے اپنے راستے کو آسان بتاتے ہیں۔

(۱۶) وہ شیطان کا لشکر اور جہنم کی آگ کے شرارے ہیں۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے فرمایا:

"وہ شیطان کا گروہ ہیں۔ جان لو کہ شیطان خسارے میں ہے۔"

* (نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۹۴) * ملخص

جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا

"میں اپنی اُمت کے لیے نہ مومنین سے ڈرتا ہوں، نہ مشرکین سے۔ مومن کو اُس کا ایمان نقصان سے بچائے گا، اور مشرک کو خدا اُس کے شرک کی وجہ سے رسوا کرے گا مگر میں تم سے اُن منافقوں سے ڈرتا ہوں جن کی زبان سے علم ٹپکتا ہو (جبکہ اُس کے دل میں کفر و جہالت ہو) وہ ایسی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہو کہ دل جیت لے، مگر چھپ کر ایسے بُرے کام کرے جو سخت قبیح ہوں۔"

* (سفینۃ البحار جلد ۲) *

نیز آں حضرت صلعم نے فرمایا: "مومن اُن شاخوں کی طرح ہوتے ہیں جنھیں ہوائیں جھکا اور گرا دیا کرتی ہیں، مگر وہ پھر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اِس طرح سخت حوادث کو برداشت کرتی رہتی ہیں۔ مگر منافق صنوبر کے درخت کی طرح نرمی دکھاتے بغیر ہواؤں کے مقابلے پر کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ مصائب کی ہوائیں اُسے جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔

* (صحیح مسلم جلد ۴۔ تفسیر روح البیان) *

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ ﴿۹﴾ اے اللہ اور رسول کو دل سے مان کر ایمان لانے والو! تمہارے

www.drhasanrizvi.com

اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ	مال اور تمہاری اولاد کہیں تم کو
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ	خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ	جو ایسا کریں گے، وہی سخت نقصان
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑨	اُٹھانے والے ہیں۔ (گھاٹے میں رہیں گے)

نتیجہ : محققین نے یہاں پر "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" یعنی: "اے صاحبانِ ایمان" فرمانے سے یہ نتیجہ نکالا کہ خداوندِ عالم کبھی تو سچے مومنین سے خطاب فرماتا ہے لیکن کبھی جھوٹے مومنین یعنی منافقوں کو بھی "اے مومنو!" کہہ کر خطاب فرماتا ہے۔ کیوں کہ بہرحال وہ زبانی، کلامی طور پر تو ایمان کا اقرار کرتے ہی ہیں۔ کلام کا موقع و محل بتا دیتا ہے کہ سچے مومنین مراد ہیں یا جھوٹے۔

مال اور اولاد کا ذکر : اِس لئے خاص طور پر کیا گیا ہے کہ انسان مال اور اولاد ہی کی محبت کی وجہ سے (۱) منافقت کی زندگی اختیار کرتا ہے (۲) خدا سے غافل ہو جاتا ہے (۳) بے ایمانی فسق و فجور، ظلم اور رشوت تک پر اُتر آتا ہے۔

آیت کا پیغام : یہ ہے کہ خدا سے غفلت ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

چیست دنیا؟ از خدا غافل شدن ٭ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی: دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہو جانا۔ سونے چاندی، بیوی بچے دنیا داری نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب انسان مال اور اولاد کی محبت میں اسقدر محو ہو جاتا ہے کہ خدا کو بھول جائے

www.drhasanrizvi.com

پھر ہر قسم کی برائی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اگر انسان اِس بات کو اچھی طرح یاد رکھے کہ (۱) اُسے امتحان کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (۲) اُس کو ایک دن خدا کو منھ دکھانا ہے، تو اگر اُس کا قدم پھسلے گا' پھر بھی سنبھل سنبھل جائے گا۔

٭ (تفہیم ۔تفسیر کبیر۔ مجمع البیان) ٭

٭ مال اور اولاد بہر حال ایک دن ختم ہوجانے والے ہیں۔ لیکن جو حقوق العباد یا حقوق اللہ تم نے غصب کیے ہیں' اُن کے گناہ ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اِس لیے تم کو چاہیئے کہ تم کبھی خدا سے غافل نہ ہوجانا۔ یعنی یہ جانے رہو کہ یہ سب مال و اولاد خدا ہی نے امتحاناً عطا فرمائے ہیں اِس لیے اُن کے متعلق جتنے حقوق و فرائض ہیں اُن کو ادا کرنا ضروری ہے۔ اِسی پر ہماری تکمیل کا دارو مدار ہے اور اِنہی کے ادا کرنے سے ہم روحانی ترقی اور قربِ الٰہی کو حاصل کرسکتے ہیں۔ اصل چیز خدا کی اطاعت ہے مال و اولاد نہیں۔ اگر کہیں تم نے مال و اولاد ہی کو اصل مقصود و مطلوب بنالیا' تو یہ عین گمراہی اور سب سے بڑی ناکامی ہوگی۔

٭ (تفسیر ماجدی) ٭

؎ کھویا نہ جا صنم کدۂ کائینات میں ٭٭ محفل گداز، گرمیِ محفل نہ کر قبول

٭ (اقبالؔ) ٭

آخری مطلب یہ ہے کہ آدمی کے لیے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات یہ ہے کہ وہ ابدیٗ دائمی، سرمدی اور حقیقی کامیابیوں کو چھوڑ کر دنیا کے ادنیٰ و معولی، فانی فوائد میں پھنس کر رہ جائے یعنی: مال و اولاد کی وجہ سے خدا سے غافل ہوجائے اور اس طرح اپنی عاقبت' آخرت' قلبی سکون و اطمینان کھو بیٹھے۔ قرآن میں خدا نے فرمایا: "وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۝" (سورۃ طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۲۴ پارہ ۱۶)

یعنی: "اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا (روگردانی کی) تو اُس کے لیے سخت تنگ زندگی ہوگی (وہ

www.drhasanrizvi.com

تنگی میں زندگی بسر کرے گا) اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے۔" (القرآن)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مال اور جاہ طلبی کے بارے میں فرمایا:

"دو درندے، بھیڑیے اگر بھیڑوں کے گلّے میں گھس آئیں تو وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا مال اور جاہ طلبی مومن کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔"

* (اصولِ کافی جلد ۲ باب حبِّ دنیا) *

اولاد کی محبت کا علاج

عالم بزرگ شیخ عبداللہ شوستریؒ، علامہ مجلسیؒ کے ہم عصر تھے۔ اُن کا ایک ہی بیٹا تھا جو بیمار تھا۔ شیخ عبداللہ جب نماز پڑھانے آئے اور اس آیت پر پہنچے کہ:

"اے ایمان لانے والو! تمھارا مال اور اولاد تمھیں خدا کی یاد سے غافل نہ کردیں۔"

تو اس آیت کو کئی کئی دفعہ پڑھتے رہے۔ (نماز میں آیاتِ قرآنی کی تکرار جائز ہے) بعد میں لوگوں نے اُن سے اِس آیت کی تکرار کا سبب پوچھا تو فرمایا: "جب میں نے اِس آیت کو پڑھا تو مجھے اپنا بیٹا یاد آگیا اِس لیے میں اپنے نفس سے جھگڑنے لگا۔ آخرِ کار میں نے فرض کرلیا کہ میرا بیٹا مر گیا۔ اب اُس کا جنازہ میرے سامنے رکھا ہے، مگر میں خدا سے غافل نہیں ہوں۔ جب یہ سمجھ چکا تب آیت کی تکرار کو ترک کیا۔

* (سفینۃ البحار جلد ۲۔ تفسیر نمونہ) *

نفاق کے وسیع معنی

نفاقِ اعتقادی ۔ نفاقِ عملی۔

اعتقاد کا نفاق یہ ہے کہ دل میں کفر ہو اور زبان پر اسلام اور ایمان کا دعویٰ ہو۔

عمل کا نفاق یہ ہے کہ قول اسلام اور ایمان کا ہو اور عمل میں نہ اسلام کی جھلک ہو نہ ایمان کی۔ ——————— اسی عملی نفاق کے بارے میں

(مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں بھی پائی جائیں وہ منافق ہے، چاہے وہ نمازی ہو اور روزے بھی رکھتا ہو، اور خود کو مسلمان بھی سمجھتا ہو۔

(۱) اوّل یہ کہ وہ امانت میں خیانت کرتا ہو

(۲) جو بات کہے تو جھوٹ بولتا ہو۔

(۳) جب وعدہ کرتا ہو تو وعدہ خلافی کرتا ہو۔"

* (سفینۃ البحار جلد ۲) *

نیز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا :

" انسان کے دل میں جسقدر خدا کا خوف اور احترام ہو اُس سے زیادہ خضوع و خشوع دکھانا بھی نفاق ہے۔"

* (اصولِ کافی جلد ۲ باب صفت النفاق) *

ایسے لوگ خود کو متقی ظاہر کرتے ہیں جبکہ دل میں خوفِ خدا یا تو ہوتا ہی نہیں، یا اگر ہوتا بھی ہے تو برائے نام۔ بقولِ شاعر :

رُخِ پُر نور پہ داڑھی کے اضافے کو نہ دیکھ
خط کے مضمون کو پڑھ، خط کے لفافے کو نہ دیکھ

* فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا :

" منافق وہ بھی ہے جو دوسروں کو برائیوں سے روکے، لیکن خود نہ رُکے، دوسروں کو اچھی باتوں کی طرف رغبت دلائے اور خود اچھے کام نہ کرے۔"

* (اصول کافی جلد ۲) *

www.drhasanrizvi.com

وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ (۱۰) اس لیے، جو رزق ہم نے تمھیں
مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ دیا ہے اُس میں سے کچھ خیرات بھی
الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ کیا کرو، اِس سے پہلے کہ تم میں سے
اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ کسی کی موت (کا وقت) آجائے
فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنۡ مِّنَ اور اُس وقت وہ یہ کہے کہ: "اے
الصّٰلِحِیۡنَ (۱۰) میرے پالنے والے مالک! کیوں نہ
تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی ہوتی کہ میں صدقہ و خیرات دے دیتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔"

---

* منافقوں کی بدمعاشیاں بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ منافق جو بکتے ہیں بکنے دو۔ تم اپنی زندگی کے اوقات کو خدا کی بڑی نعمت سمجھو، اس لیے اپنی نعمتوں اور دولتوں میں سے جسقدر ممکن ہو خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ کیوں کہ اگر یہ عمر کی مدت ختم ہوگئی اور نیک کام نہ کیے، تو پھر سوا ہاتھ ملنے کے اور کچھ نہ کر سکو گے۔ * (فصل الخطاب) *

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "اُس کا یہ کہنا کہ: میں صدقہ خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔" اس کے معنی یہ ہیں کہ: مالک! اگر تو مجھے تھوڑی سی مہلت دیدے تو میں صدقہ دے کر اور حج وغیرہ کر کے نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔" * (تفسیر صافی بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ) *

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہاں "صلاح" سے مراد حج کرنا بھی ہے۔

★ (تفسیر مجمع البیان) ★

؎ تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا ✲ ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

★ (اقبالؔ) ★

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١١﴾

لیکن اللہ ہرگز کسی کو (اس وقت) مہلت نہیں دے گا جب اس کی عمر پوری ہوجائے (یا) جب کسی کی مدّتِ ﴿۱۱﴾

عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے، تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا، اور جو بھی کہ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

موت کے وقت مرنے والا برزخ کے عالم کو دیکھنے لگتا ہے۔ غفلت کے پردے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ صاف صاف دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ مال و اولاد چھوڑے جا رہے ہیں اور آخرت کے مقام کے لیے زادِ راہ کچھ پاس نہیں۔ اس لیے سخت حیران و پریشان اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے دنیا کی طرف لوٹنے کی التجائیں کرتے ہیں، مگر اُن کی درخواستوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے، کیوں کہ خدا کا قانون یہی ہے کہ

؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

★ (تفسیر نمونہ) ★

www.drhasanrizvi.com

آخر میں خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ : " اللہ تمہارے کاموں کی پوری خبر رکھتا ہے " ۔
لعنی " وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ " ___ اس سے
محققین نے نتیجہ نکالا کہ : خداوندِ عالم عینِ عدل ہے ، اُس کے ہاں جزاء و سزا میں کسی قسم کی غلطی ، بھول چوک ، کمی زیادتی کا ذرہ برابر بھی امکان نہیں ۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ : موت کے وقت نیک عمل کے انجام دینے کی تمنا کبھی پوری نہیں ہوتی ، اس لیے کہ موت کے آجانے کا مطلب یہ ہے کہ اب امتحان کا وقت ختم ہوگیا ۔

* (تفسیر ماجدی) *

ے " بس ہو چکی نماز مصلّے اُٹھائیے " ___

ے " ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد " ___

ہر کام کا ایک وقت ہوا کرتا ہے ۔ عملِ صالح کے انجام دینے کا وقت دنیا کی زندگی ہے جب دنیوی زندگی کا معیّنہ وقت ختم ہوگیا ، تو اب نیک عمل کرنے کا وقت بھی ختم ہوگیا ۔

" اب پچھتاوت کیا ہووت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت "

* (مؤلف) *

عبرت و نصیحت

* جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : " اَلنَّاسُ نِيَامٌ اِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوْا "
" لوگ گویا کہ خوابِ غفلت میں ہیں ، جب اُن پر موت وارد ہوگی تب بیدار ہوں گے " ۔

* قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت اسی خوابِ غفلت سے جاگنے کی دعوتِ عامہ دیتی ہے اور راہِ خدا میں اپنی مطلق فالتو آمدنی کو صرف کرنے کی پیشکش کرتی ہے ۔ کیونکہ ہر رقم بچا کر موت سے ہم آغوش ہونے والا دمِ مرگ یہی افسوس کرے گا کہ کاش مجھے تھوڑی سی مزید زندگی حاصل ہو جاتی تاکہ اپنی بچت کی رقم کو راہِ خدا میں خرچ کر کے زمرۂ صالحین میں میرا شمار ہو جاتا ۔ * (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

سورۃ التغابن مدنی

فضائل و خصوصیات

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

" جو شخص سورۂ تغابن پڑھے گا اُس سے ناگہانی (بُری) موت دور کردی جائے گی۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا " جو شخص سورۂ تغابن کو اپنی فرض نمازوں میں پڑھے گا، قیامت کے دن یہ سورۃ اُس کی شفاعت کرے گی۔ اِس سورۃ کو خدا شاہدِ عادل قرار دے گا اور اِس کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ پھر یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے سے الگ نہ ہوگی یہاں تک کہ اُس کو جنّت میں داخل کردے گی۔

* (تفسیر مجمع البیان) *

* مگر یاد رہے کہ سورتوں کے پڑھنے سے صرف الفاظ کو طوطے کی طرح بے سمجھے پڑھنا مراد نہیں ہوا کرتا، بلکہ سورۃ کے مضامین کو سمجھنا، اُس پر غور و فکر کرنا اور اُس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا مراد ہوا کرتا ہے

* (تفسیر نمونہ) *

زُباں سے کہہ بھی دیا لَا اِلٰہ تو کیا حاصل ٭ دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

* (اقبالؔ) *

∴ ∴ ∴ ∴

www.drhasanrizvi.com

آیاتُھا ۱۸ | رُکوعاتُھا ۲

سُورَۃُ التَّغَابُنِ
مَدَنِیَّۃٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ
لَہُ الۡمُلۡکُ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ
شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ①

① ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے
(یعنی اللہ کی پاکی اور بے عیب ہونے کو اُس کے انتہائی جمال و کمال کا اظہار
کر رہی ہے) اللہ ہی کے لیے ہے پوری پوری بادشاہی اقتدار،

www.drhasanrizvi.com

اور سلطنت، اور اُسی کے لیے حمد، پوری پوری تعریف ہے کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر یہ کہ اُس کے سر پر سورۂ تغابُن کی (آخری) پانچ آیتیں لکھی ہوتی ہیں۔"

* (تفسیر روح البیان) *

★ ممکن ہے اس سے مراد سورۂ تغابن کی آخری آیات ہوں کہ جن میں مال واولاد کے بارے میں ذکر ہے اور اُن کا ہر بچے کے سر پر لکھے جانے کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اُن آیات کا تعلق ہر انسان سے ہے کیوں کہ ہر شخص کا لازمی طور پر مال واولاد سے امتحان لیا جائے گا جس پر اُس کی نجات کا دارومدار ہوگا۔

* (تفسیر نمونہ) *

خاص طور اِس سورۃ کی آخری پانچ آیات ۱۴ تا ۱۸ کا غور سے مطالعہ فرمائیں۔

* (مؤلف) *

تسبیحِ الٰہی کا ذکر جب آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خدا کے بے عیب ہونے کو ظاہر کررہی ہے، تو یہ بات ازخود ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ بے عیب ذات ہے وہ کبھی کوئی کام عبث یا بے مقصد نہیں کرتا۔ اِس لیے کہ بے مقصد کام کرنے سے بڑا کونسا عیب ہوسکتا ہے؟
اِس لیے ہر صاحبِ عقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ اِس ساری کائنات کی تخلیق بے مقصد اور بے حکمت نہیں ہے۔ یعنی انسان کو دنیا میں غیر ذمے دار بنا کر نہیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ جو کچھ چاہے کرتا پھرے، کوئی بازپرس نہ ہوگی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تم کائنات میں جس طرف نظر ڈالو گے

www.drhasanrizvi.com

ہر طرف خدا کے وجود، قدرت اور حکمت کی بے انتہا نشانیاں اور دلیلیں نظر آئیں گی، تم خود سمجھ لوگے کہ ان کا خالق بے عیب اور انتہائی باکمال اور حکمت والا ہے، اُس کی ذات و صفات میں کوئی نقص عیب یا کمزوری نہیں ہے۔ اُس کی تخلیقات اور اُس کا حکیمانہ نظام اُس کے بے عیب ہونے اور باحکمت ہونے کی خبر دے رہا ہے۔

★ خدا کی معرفت کے باب میں دوسری بات یہ بتائی جارہی ہے کہ "لَهُ الْمُلْكُ" یعنی پوری کائنات پر تنہا، خدا کی حکومت ہے۔ خدا کی حکومت اور اقتدار میں کسی کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اگر کسی کو عارضی طور پر کچھ اقتدار حاصل ہے تو وہ اُس کا ذاتی اختیار نہیں ہے۔

★ تیسری بات یہ بتائی گئی کہ خدا اکیلا ہر تعریف کا مستحق ہے۔ کیوں کہ جس میں بھی کوئی قابلِ تعریف بات پائی جاتی ہے، وہ خدا ہی کی عطا سے ہے۔ اسی لیے تمام تعریفیں اور شکر کا اصل مستحق خدا کی ذات والاصفات ہے۔ کیوں کہ ساری خوبیاں اور نعمتیں خدا کی ہی پیدا کی ہوئی، اور دی ہوئی ہیں، اِس لیے خدا کے سوا ہمارا اصل محسن اور کوئی نہیں، دوسروں کا اگر احسان ہے تو بس یہ ہے کہ خدا نے اُس کے ذریعے سے اپنی نعمات ہم کو عطا کی ہیں، ورنہ وہ خود نہ تو کسی نعمت کا خالق ہے، نہ مالک اور اللہ کی توفیق کے بغیر وہ ہمیں کچھ فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتا۔

ع "جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے تیرے ٭ جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا۔"

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) *

اِسی لیے محققین نے اسی آیت سے خدا کے عادلِ مطلق ہونے کو ثابت کیا ہے کیوں کہ جب خدا ہر عیب سے پاک ہے تو ظلم کرنے جیسے عیب سے بھی پاک ہے خدا جو کرتا ہے اچھا ہی کرتا ہے۔

★ رہا یہ سوال کہ خدا کو کون عدل کرنے پر مجبور کرسکتا ہے، جبکہ وہ یہیں فرما رہا ہے کہ: "وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کو کوئی دوسرا عدل کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا، مگر خود اُس کا

www.drhasanrizvi.com

اپنا کمال اور ہر عیب سے پاک ہونے اور ہر تعریف کے مستحق ہونے کا منطقی تقاضا ہے کہ وہ ہر غلط کام اور ظلم سے پاک اور پاکیزہ رہے۔ اور " كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ " (سورۃ آیت پارہ) ۔الانعام
(۲) دوسرے یہ کہ خدا نے تو خود اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دے لیا ہے۔ (القرآن)
اسی لیے وہ اپنی لامحدود قدرت کے باوجود وہی کچھ کرتا ہے جو اُس کی رحمت، حکمت اور عدالت کا تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز اُس کی پاکی کو بیان کرتی ہے۔

* (فصل الخطاب، مجمع البیان) *

* خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ "لَهُ الْحَمْدُ" تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں "
یعنی: ہر قسم کی تعریف خواہ وہ قولی ہو، فعلی ہو یا حالی ہو، اللہ ہی کے لیے ہے۔

* اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ " ہر چیز خدا کی پاکی اور لامحدود کمال کو بیان کرتی ہے۔"
اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مخلوق اپنے خالق کی خوبیوں اور کمال کو ظاہر کرتی ہے۔

* (تفسیر ماجدی۔ تفسیر کبیر) *

ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا ✻ جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے۔

* (انیسؔ) *

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ (۲) وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اب
كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ تم میں سے کوئی تو اُس کا انکاری "کافر" ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۲) اور کوئی اُس کو دل سے ماننے والا "مومن" ہے
اور اللہ وہ سب کچھ خوب اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو۔

www.drhasanrizvi.com

تخلیق کے ذکر کے بعد خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ " تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن ہے "

یعنی : تم میں سے کوئی یہ مانتا ہے کہ کائنات کو خدا نے پیدا کیا ہے ، اور کوئی اِس بات کا انکاری ہے۔ وہ کائنات کو اتفاقات یا حادثہ سمجھتا ہے یا اِس پر غور ہی نہیں کرتا کہ کس نے پیدا کیا ہے اور کیوں پیدا کیا ہے۔

* (ابنِ جریر ۔ مجمع البیان) *

لیکن جو مومن ہے وہ خدا کی اِس بات کو مانتا جانتا ہے کہ خداوندِ عالم نے فرمایا :

" اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝
اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝ " (سورۃ الدھر ۷۶ آیت ۲-۳ پارہ ۲۹)

یعنی : ہم نے انسان کو ملے جلے ہوئے نطفے سے پیدا کیا " تاکہ ہم اُس کا امتحان لیں ۔ اِس لیے ہم نے اُس کو سننے والا اور دیکھنے سمجھنے والا بنایا ۔ پھر ہم نے اُس کو (اپنا) راستہ دکھا دیا ۔ اب (اُس کی مرضی ہے) چاہے وہ شکر ادا کرے یا ناشکرا بن کر کافر ، حق کا انکاری بن جائے "

∴ ∴ ∴

★ مطلب یہ ہے کہ خدا نے انسان کو صحیح راستہ دکھا کر اختیار دے دیا کہ اب چاہے وہ صحیح راستے پر چلے (اور مومن بن جائے) ، چاہے تو وہ اپنی خواہشات کے راستے پر چلے (اور کافر بن جائے) اللہ تمہارے ہر کام کو دیکھ رہا ہے ، اُسی کے مطابق تمہیں جزا ، یا سزا دے گا ۔

* (فصل الخطاب) *

★ خداوندِ عالم کا فرمانا : " پھر تم میں سے کوئی کافر ہے ، کوئی مومن ۔ "

(۱) یعنی اصل میں خدا ہی تمہارا خالق و مالک ہے ۔ اب کوئی تو اُس کو اپنا خالق و مالک مانتا ہے اور کوئی اپنے اختیارات کو غلط استعمال کر کے خدا کے خالق و مالک ہونے کا انکاری ہے ۔

(۲) دوسرے معنی یہ ہیں کہ خدا نے تم کو اِس طرح پیدا کیا ہے اور ایسے اختیارات دیے ہیں کہ تم چاہو تو اُس کو

www.drhasanrizvi.com

مان لو، اور چاہو تو اُس کا انکار کردو۔ خدا تمھیں ماننے پر مجبور نہیں کرتا، کیوں کہ وہ تمھاری عقل اور اختیارات کا امتحان لینا چاہتا ہے، تم خود اپنے اعمال کے ذمّے دار ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ:

اللہ وہ سب کچھ دیکھتا ہے جو تم کر رہے ہو۔"

(۳) تیسرا مطلب یہ ہے کہ خدا نے تو تمھیں فطرتِ سلیم، عقلِ سلیم کے ساتھ پیدا کیا تھا جس کا تقاضا یہ تھا کہ تم اپنے خالق و مالک و محسن کا احسان مانتے لیکن کچھ لوگوں نے تو فطرت اور عقلِ سلیم سے کام لے کر ایمان و عملِ صالح کا راستہ اختیار کیا، مگر کچھ لوگوں نے کفر و انکار کا راستہ اختیار کیا۔

★ اسی لیے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر شخص فطرتِ اسلام (یعنی) خدا کی اطاعت کرنے کے فطری تقاضوں پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اُس کے ماں باپ (ماحول) اُس کو یہودی، یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔" (الحدیث)

★ رہا عیسائیوں کا یہ کہنا کہ: "انسان پیدائشی گنہگار ہے۔" بالکل غلط ہے۔

★ (تفہیم۔ تفسیر کبیر) ★

★ آج کیتھولک علماء خود لکھ رہے ہیں کہ: اِس عقیدے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ بائیبل میں یہ تصور نہیں پیش کیا گیا ہے"۔ بائیبل کے ایک مشہور جرمن عالم ہربرٹ ہاگ Haag اپنی کتاب Original sin in Scripture میں لکھتا ہے کہ: "تیسری صدی تک اِس عقیدے کا کوئی وجود نہ تھا کہ" انسان پیدائشی گنہگار ہے۔" عیسائی علماء شروع میں اس عقیدے کی نفی کرتے تھے مگر آخرِ کار پانچویں صدی میں سینٹ آگسٹائن نے اپنی منطق کے زور پر اس کو عیسائیت کا بنیادی عقیدہ بنا دیا کہ" انسان نے حضرت آدمؑ کے گناہ کا وبال وراثت میں پایا ہے۔ اور مسیحؑ نے اپنی جان دے کر اُس کا کفّارہ ادا کیا ہے۔ اور اس طرح اس کفّارے کو ماننے پر انسان کی نجات کا دار و مدار ہے۔"

★ (اوریجنل سن اِن اسکرپچر)

www.drhasanrizvi.com

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۲) اُس نے آسمانوں اور زمین کو برحق
بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ (یا، حقّانیّت کے ساتھ پیدا کیا ہے
صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (۳) (یعنی بامقصد اور بالکل ٹھیک
پیدا کیا ہے) اور اُسی نے تمھاری شکل وصورت بنائی اور بہت ہی
اچھی اور خوبصورت بنائی۔ اور تمھیں آخر کار اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "خدا نے آسمانوں اور زمین کو حقّانیّت کے ساتھ پیدا کیا" یعنی، بے فائدہ، بے مقصد غلط طور پر، کھیل تماشے کے طور پر نہیں پیدا کیا، کیوں کہ ایسا کرنا خدا کی حکمت کے تقاضوں کے خلاف ہوتا۔ حکیم کارِ عبث نہیں کیا کرتا۔ اس لیے خدا نے ہر چیز کو عدل و انصاف کے طور پر پیدا کیا ہے۔

★ (ابنِ جریر، فصل الخطاب) ★ (سورۂ ص آیت ۲۷ پارہ ۲۳ ۲۸)

"اور ہم نے آسمان اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزوں کو باطل طور پر نہیں پیدا کیا"۔

اور اس کا ثبوت آخر میں یہ دیا کہ: "وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ" تمھیں خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" پھر اگلی آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ: "خدا اُسے بھی جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور اُسے بھی جسے تم ظاہر کرتے ہو۔ بلکہ اللہ تو تمھارے سینوں کے اندر کے رازوں تک کو جانتا ہے۔ گویا تمھارے پیدا کرنے کا اصل مقصد تمھارے اعمال کی جزا و سزا دینا ہے۔

★ (فصل الخطاب) ★

★ جناب فاطمہ زہرا ؑ نے اپنے خطبے میں فرمایا: "تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے نعمتوں

www.drhasanrizvi.com

سے نوازا۔ اُسی کے لیے شکر ہے کہ جس نے ہمیں اچھائی بُرائی کا الہام کیا ۔۔۔ اُسی نے ساری کائینات کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا، اور اُس کو اپنی مشیّت (مرضی) سے جاری و ساری کیا اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں، بلکہ صرف اپنی حکمت کی وجہ سے۔ اُس کو اِن چیزوں کی تصویر کشی سے کوئی فائدہ نہ تھا، سوا اِس کے کہ اپنی حکمت کو ثابت کرے۔۔۔ اور اِس طرح لوگوں کو اپنے اطاعت پر آمادہ کرے۔ پھر اُس نے اپنی اطاعت پر ثواب رکھا اور اپنی نافرمانی پر سزا رکھی۔

* (خطبۂ لمہ از جناب فاطمہ زہرا ؑ از بحار الانوار۔ ملخّص) *

★ غرض اِس آیت میں تین باتیں علی الترتیب بیان کی گئی ہیں۔

(۱) پہلی بات تو یہ بتائی گئی کہ اللہ نے اِس کائینات کو برحق پیدا کیا ہے۔ یعنی درست اور بامقصد پیدا کیا ہے یعنی کوئی کھیل تماشا نہیں بنایا۔ انسان کی ساری سائنٹیفک ترقیاں اِس بات کی شاہد ہیں کہ ہر چیز بامقصد پیدا کی گئی ہے۔

(۲) دوسری بات یہ بتائی گئی کہ: اللہ نے اِس کائینات کو اور انسان کو بہترین صورت عطا کی ہے۔ یعنی انسان کو بہترین جسمانی ساخت بھی دی ہے اور بہترین صلاحیتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ اِسی لیے انسان اُس کی بہترین مخلوق ہے اور ساری کائینات پر حکمراں ہے۔ انسان کو خدا نے ہر چیز مناسب اور اعلیٰ عطا فرمائی ہے۔ اُس کو عقل، اخلاقی حس، قوّتِ تمیز، قوّتِ فیصلہ، اختیارات عطا فرمائے، کہ چاہے وہ اپنے خالق کو مانے، چاہے تو نہ مانے۔ چاہے تو خود خدا بن بیٹھے، اور خدا کا باغی بن جائے۔ تصرّف اور اقتدار بھی عطا کیا ہے۔

(۳) اِن دونوں باتوں سے منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسی بااختیار اور باعقل مخلوق کو خواہ مخواہ پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ اِسی لیے فرمایا: وَاِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ "خدا ہی کی طرف تمھیں پلٹنا ہے۔" یعنی تم ذمّے دار مخلوق بنائے گئے ہو۔ تم کو اپنے ہر عمل کا جواب خدا کے پاس پلٹ کر دینا ہے۔ تم کو جزاء و سزا دی جائے گی۔ (تفسیر کبیر، تفہیم، مجمع البیان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ ﴿۴﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے
الْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا وہ اُسے بھی جانتا ہے اور وہ تو ہر اُس
تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ط بات کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴﴾ اور وہ بھی کہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو
کیوں کہ اللہ سینوں کے اندر دلوں کے حال کا جاننے والا ہے۔

خداوندِ عالم انسان کے ظاہری و باطنی اعمال ہی کو نہیں بلکہ اُس کی نیتوں اور ارادوں تک کو جانتا ہے۔ اِس لیے وہی خود عدل کرے گا' وہی مالکِ یوم الدین ہے، اب اگر کوئی شخص آخرت کا' جزاء و سزا کا' عدلِ الٰہی کا انکار کرتا ہے' تو وہ کوئی ترقی پسند' یا عقلیت پسند نہیں ہے بلکہ انتہائی بے عقل انسان ہے۔ کیوں کہ خدا کی تمام تخلیقات عدل پر پیدا کی گئی ہیں۔ دنیا میں پوری جزاء یا سزا کسی کو نہیں ملتی۔ اصل اور پوری سزا آخرت میں ملے گی۔ دنیا کی سزائیں صرف ٹیلر ہیں، تاکہ انسان سبق سیکھ لے۔

* (تفہیم) *

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ ﴿۵﴾ کیا تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی
كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ز جنھوں نے اِس سے پیشتر کفر اختیار کیا تھا

www.drhasanrizvi.com

فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾	یعنی ابدی حقیقتوں کا انکار کیا تو پھر اُنھوں نے اپنی اِس حرکت کی سزا بھگتی

دیا)، اپنے اُس کام (کفر) کا مزہ چکّھا، اور آگے اُن کے لیے (جہنّم کی) بہت ہی سخت تکلیف دینے والی سزا بھی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۶﴾	یہ اِس وجہ سے ہوا کہ اُن کے پاس اُن کے رسول کُھلی ہوئی واضح دلیلیں، حقیقتیں، نشانیاں اور آیتیں لے کر آئے تھے، مگر اُنھوں نے کہا: "بھلا کیا کوئی انسان ہماری ہدایت کر سکے گا؟"

غرض اُنھوں نے کفر کیا (یعنی) ماننے سے انکار کر دیا۔ اور منھ پھیر لیا۔ تب اللہ بھی اُن سے بے پرواہ ہو گیا۔ اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز۔ (یعنی) جس کو کسی چیز کی کوئی حاجت نہیں، اور وہ از خود لائقِ حمد و تعریف ہے۔

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اُنھوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ تب اللہ بھی اُن سے بے پرواہ ہو گیا۔"

www.drhasanrizvi.com

اِس سے معلوم ہوا کہ خدا صرف اُنہی لوگوں سے بے پرواہ اور لاتعلق ہوجاتا ہے جو خدا کے احکامات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ کے بیان کو سننا سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ اُن کے اِسی عمل سے خدا بھی اُن سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے۔ یہ اتنی بُری سزا ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

* خدا کے رسولؐ کے لیے یہ کہنا کہ "بھلا کیا کوئی انسان ہماری ہدایت کرسکتا ہے"؟
یہ خدا کے رسولؐ کا انکار کرنا بھی ہے، اور بلا کا تکبّر، اور بے عقلی بھی ہے۔

* (تفسیر صافی) *

* اور خدا کا اُن سے بے پرواہ ہوجانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا اپنی رحمت اور توفیقات کو اُن سے ہٹا لیا کرتا ہے۔

* (تفسیر روح البیان) *

* مشرکین کا یہ کہنا کہ "بھلا انسان ہماری ہدایت کیسے کرسکتا ہے"۔ انسانیت کی تذلیل ہے کفار انسان کو اسقدر پست و حقیر چیز سمجھتے ہیں کہ اُن کے خیال میں خدا انسان جیسی حقیر مخلوق سے نہ تو خطاب کرتا ہے، اور اُن کو ھادی جیسا عظیم مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

* دوسرے یہ کہ کافروں کا یہ کہنا کہ "بھلا انسان ہماری ہدایت کیسے کرسکتا ہے" صرف حق کو نہ ماننے کا ایک بہانہ تھا۔ "خوئے بدرا بہانۂ بسیار"
اِسی لیے خداوندِ عالم نے جواب میں فرمایا کہ:
"اچھا تو پھر تم شوق سے حقیقتوں کا انکار کیے چلے جاؤ"

* نتیجتاً تم خود اِس کی سزا بھگتو گے، اِس طرح کہ خدا تم سے لاتعلق ہوکر عذاب کے فرشتوں اور تمہارے شیاطین کو تم پر مسلّط کردے گا۔ کیوں کہ اگر تم کو خدا کی پرواہ نہیں ہے تو خدا کو بھی تمہاری کو ضرورت نہیں ہے۔ (خدا بھی تم سے بے پرواہ غنی ہے۔)

* (فصل الخطاب) *

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "اُن کے پاس اُن کے رسولؑ کھلی کھلی واضح دلیلیں، اور نشانیاں لے کر آئے۔"

"بیّنات" سے مراد ایسی واضح اور صریح علامات، دلیلیں اور نشانیاں جو اُن کی نبوت، رسالت اور توحید کے دعوؤں کو ثابت کرتی تھیں۔ یعنی انبیاءِ کرامؑ کی تعلیمات میں کوئی ابہام یا پیچیدگی نہ تھی۔ اُنھوں نے (انبیاءِ کرامؑ نے) صاف صاف واضح طور پر بتا دیا کہ حق کیا ہے، اور باطل کیا ہے۔ جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے۔ کس راہ پر انسان کو چلنا چاہیئے اور کس راہ پر نہ چلنا چاہیئے۔

خداوندِ عالم نے یہ تمام تعلیمات انبیاءِ کرامؑ کے ذریعہ اُن کو دیں تاکہ لوگ حقیقتوں کو سمجھ سکیں۔ مگر وہ ایسے احمق نکلے کہ اُنھوں نے سرے سے یہ بات تک ماننے سے انکار کر دیا کہ انسان، خدا کا پیغمبرؑ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب اُن کے لیے ہدایت پانے کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہی جس طرح اگر کوئی انسان دریا ہی کو ماننے سے انکار کر دے تو پھر کس طرح سیراب ہو سکتا ہے؟

کیسے احمق لوگ تھے کہ پتھروں، لکڑیوں کو خدا مانتے تھے، مگر انسان کا خدا کا رسول بن جانا اُن کے لیے قابلِ قبول نہ تھا۔ اِس کو کہتے ہیں عقل کا مارا جانا یا پھر یہ اُن کی انتہائی چالاکی، عیّاری تھی، تاکہ اُن کی چودھراہٹ باقی رہے، اور بتوں کے اوپر چڑھاوے، نذرانے ہضم کرتے رہیں۔

★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) ★

★ (محمدؐ و آلِ محمدؑ کے ساتھ بھی یہی سب کچھ کیا گیا۔ آج کتنے آدمی ہیں جو اُن کو ہادیانِ برحق مانتے ہیں)

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ ﴿۷﴾ غرض، جو کافر ہیں (خدا اور آخرت کا انکار کرتے ہیں)، اُن کا خیال ہے کہ:

www.drhasanrizvi.com

لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے

وَرَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ کہہ دیجیے کہ ہاں، میرے پالنے والے

لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ مالک کی قسم، تم لوگ ضرور بالضرور

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦ دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جاؤ گے

پھر تمھیں بتایا جائے گا جو کچھ کہ تم نے (دنیا میں) کیا ہے۔ اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ (۷)

---

* اگر یہ بات ذہن میں تازہ رہے اور انسان سمجھ لے کہ:

خداوندِ عالم کی قدرت لامحدود اور بے انتہا، زبردست ہے، ایسی کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، تو پھر قیامت کے برپا ہونے، اور مردوں کے زندہ ہونے، اور جزا، سزا پانے پر ذرا تعجب نہ ہوگا۔

* (تفسیر ماجدی) *

سوال یا اعتراض کیا جاتا ہے: کہ: جو آخرت کے منکر ہیں اُن کے سامنے رسولؐ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ دوسری زندگی ضرور بالضرور ہوگی"۔ اِس سے اُن کی صحت پر کیا فرق پڑے گا؟

* جواب یہ ہے کہ جو لوگ (۱) رسولؐ کے مخاطبِ اوّل تھے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ شخص کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اِسی لیے حضورؐ کو اپنے منہ سے صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے، وہ خوب سمجھ سکتے تھے کہ ایسا سچا انسان جب اپنے مالک کی قسم کھا کر کوئی بات کہے گا تو وہ کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتی۔

www.drhasanrizvi.com

دوسرے یہ کہ نبی کوئی فلسفی نہیں ہوتا کہ صرف استدلال کی بنا پر کوئی بات کہے۔ نبیؑ کا مقام فلسفی سے بلند ہوتا ہے۔ نبیؑ اپنے علم اور یقین کی بنیاد پر قسم کھا کر حقیقتوں کو بتا سکتا ہے جبکہ ایک فلسفی قسمیں کھا کر نہیں، بلکہ صرف دلائل کی بنیاد پر بات کر سکتا ہے، کیوں کہ فلسفی کے علم کا سرچشمہ صرف دلائل ہوتے ہیں، وجدان اور وحی، کشف و علمِ وہبی سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

آخر میں خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "آخرت برپا کرنا، جزاء، سزا دینا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔" یہ دوبارہ زندہ ہونے پر دوسری دلیل ہے۔ ظاہر ہے کہ جس خدا کے لیے اتنی لمبی چوڑی کائنات بنا دینا اور اُس کا بندوبست کر دینا کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ اُس کے لیے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دینا کیسے دشوار ہو سکتا ہے؟ ان کا حساب کتاب لینا اور ٹھیک ٹھیک جزاء و سزا دینا کیوں دشوار ہوگا۔؟

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ انوار النجف۔ تفہیم) *

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ⑧

(اس لیے) اللہ اور اُس کے رسول کو دل سے مان لو اور اُس نور (روشنی) کو بھی مانو جسے ہم نے اُتارا ہے، اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اللہ اُسے خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

نور سے مراد

نور سے مراد قرآن بھی ہے اور حضرت رسولِ خداؐ اور حضرت امام علیؑ کی ذات بھی ہے۔ * (تفسیر صافی، تفسیر قمی) *

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نور سے مراد امامت اور امام ہے۔"

★ (الکافی) ★

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"نور سے مراد تمام ائمۂ اہلِ بیتؑ ہیں۔ امامؑ کا نور مومنین کے دلوں کو آفتاب سے بھی کہیں زیادہ روشنی عطا فرماتا ہے، مومنین کے دلوں کو ائمۂ اہلِ بیتؑ (اپنے اقوال و اعمال/سیرت سے) روشن کرتے ہیں۔ (یعنی اُن کو صحیح اور سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔) مگر جن کے لیے خدا چاہتا ہے، اُن کے لیے ائمۂ اہلِ بیتؑ کے نور پر پردے ڈال دیا کرتا ہے، جس سے اُن کے دل اندھیرے ہو جایا کرتے ہیں۔"

★ (تفسیر قمی۔ بحوالہ الکافی) ★

ے جنھیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

ے بغیرِ آلِ نبیؐ لکھ رہے ہیں تفسیریں
کتاب کیسے پڑھی جائے گی چراغ بغیر؟ (قمر جلالوی)

★ سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہاں نور، روشنی سے مراد قرآن بھی ہے اور رسولؐ بھی۔ جس طرح روشنی خود نمایاں اور ظاہر ہوتی ہے، اور تمام اُن چیزوں کو نمایاں اور واضح کر دیا کرتی ہے جس پر وہ پڑتی ہے، بالکل اسی طرح قرآن، رسولؐ (اور ائمۂ اہلِ بیتؑ کا کردار) بجائے خود بھی روشن ہے اور اُن کے اقوال و اسوال کی روشنی میں انسان ہر مشکل سے مشکل مسئلے کو سمجھ سکتا ہے۔ قرآن، رسولؐ (اور ائمۂ اہلِ بیتؑ) کے ارشادات و ہدایت وہ چراغِ ہدایت ہیں جن کی روشنی

www.drhasanrizvi.com

میں انسان نجات کے سیدھے راستے پر زندگی بھر چل سکتا ہے۔ ہر قدم پر اُس کو از خود معلوم ہوتا چلا جائے گا کہ گمراہی کی پگڈنڈیاں کدھر کدھر جا رہی ہیں اور ہلاکت کے گڑھے کہاں کہاں ہیں ؟

* (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

* تفسیر اہلِ بیتؑ میں نور سے مراد قرآن بھی ہے اور امام معصومؑ بھی۔ کیوں کہ امامؑ قرآن کی مجسّم تصویر اور تجسیم ہوتا ہے۔ وہ قرآنِ ناطق ہوتا ہے۔ اِسی لیے فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا: "ائمہؑ (اہلِ بیت) مومنین کے دلوں کو نور (روشنی) سے منوّر کرتے ہیں۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ ص ۳۴۱) *

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨

⑨ یہ بات تمھیں اُس دن معلوم ہو جائے گی جس دن اکٹھا کرنے کے دن وہ تمھیں جمع کرے گا۔ وہ دن ہوگا ایک دوسرے کے مقابلے میں نقصان برداشت کرنے کا (یا) ہار جیت کا۔ جو دنیا میں اللہ کو دل سے مانتا ہے اور اچھے اچھے کام بھی کرتا ہے، اللہ

www.drhasanrizvi.com

اُس کی غلطیوں کو جھاڑ کر نظر انداز کر دے گا اور اُسے ایسے جنّت کے سر سبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں، جن میں وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت ہی بڑی یا عظیم الشّان کامیابی ہے۔ (۹)

"یوم التغابُن" کے معنی، وہ دن جس دن معلوم ہوگا کہ گھاٹے میں کون رہا؟

قیامت کے دن غابن (کافر کو نقصان پہنچانے والا مومن) اور "مغبون" یعنی ہار جانے والا کافر بدکار پہچانے جائیں گے۔ یعنی اُس دن معلوم ہو جائے گا کہ دنیا کی زندگی کی تجارت میں کون گھاٹے میں رہا اور کس نے گھاٹا دیا۔ اُس دن جب جہنّم والے جنّت میں اپنے گھر دیکھیں گے جو جنّتی لوگوں کے قبضے میں ہوں گے تو وہ کفِ افسوس ملیں گے۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"

"ہر انسان کے لیے ایک گھر جنّت میں ہے اور ایک جہنّم میں۔ اگر وہ جنّت میں چلا گیا تو اُس کی جہنّم والی جگہ جہنّمیوں کو دے دی جائے گی، اور اگر وہ جہنّم میں گیا تو اُس کا جنّت والا گھر یا محلّات دوسرے جنّتیوں کو دے دیے جائیں گے۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

★ اِس طرح قیامت میں کچھ لوگ نقصان اٹھائیں گے اور کچھ لوگ نقصان پہنچائیں گے۔

تغابن کا لفظ بابِ تفاعُل سے ہے۔ یہاں اِس کے معنی نقصان کے ظاہر ہوتے ہیں۔

* (مفردات امام راغب) *

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "اللہ اُن کی غلطیوں کو جھاڑ کر نظر انداز کر دے گا۔" اِس آیت سے معتزلہ کا یہ عقیدہ باطل ہوگیا کہ گناہ کرنا ایمان کے منافی ہے۔ اگر مومن سے کبھی گناہ نہیں ہوتا تو پھر خدا نے کیوں فرمایا کہ: "خدا اُن کی غلطیوں کو جھاڑ کر نظر انداز کر دے گا۔"

* (تفسیر کبیر) *

یومُ التّغابُن تَغابُن کا لفظ غَبَن سے بنا ہے جس کے معنی تجارت میں نقصان اُٹھانے کے ہوتے ہیں۔ اِس لیے۔ عرب لوگ نقصان اُٹھانے والے کو مَغبُون کہتے ہیں، اور فائدہ اُٹھانے والے کو "غَابُن" کہتے ہیں۔ جب یہی لفظ بابِ تَفاعُل میں بولا جاتا ہے تو اس کے معنی "ایک دوسرے کے مقابلے پر نقصان اُٹھانے" کے ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایکدوسرے کو نقصان پہنچانے کا مقابلہ۔ اگرچہ نیک آدمی نیکی اس لیے نہیں کرتا کہ بُرے آدمی کو نقصان پہنچے، مگر نتیجہ بہر حال یہی ہوتا ہے کہ نیک کام کرنے والے نعمتوں بھری جنّتوں کے مالک بن جاتے ہیں، اور بُرے کام کرنے والے جہنّم واصل ہوتے ہیں۔

اِسی لیے قیامت کے دن کو "تغابُن" یعنی ایکدوسرے کے مقابلے پر نقصان اُٹھانے والا دن کہا گیا ہے۔ یہ بات آخری نتیجے کے طور پر ہے۔

* (تفسیر ماجدی) *

★ "تَغابُن" کے لفظ میں اسقدر وسعت ہے کہ کسی زبان میں اس کی پوری وضاحت ممکن نہیں۔ "غَبَن" کے معنی گھاٹا دینے کے ہیں۔ عرب، غَبَن اُس کو کہتے ہیں جس کی ذہانت کم اور رائے کمزور ہو۔

مَغبُون" یعنی: "دھوکہ کھایا ہوا شخص۔" اِس طرح "غَبَن" کے اصل معنی: غفلت، بھول چوک، اپنے حصّے سے محروم رہ جانا، چوٹ کھا جانا، ہوتا ہے۔ غَبَن سے تغابُن بنا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

جس کے معنی، ایک شخص کا دوسرے کو نقصان پہنچانا، اور نقصان اُٹھانا ہوتا ہے۔ اصل تغابُن قیامت میں ہوگا۔ کیوں کہ وہاں سب کو معلوم ہوجائے گا کہ کس نے چوٹ کھائی ؟ اصل میں گھاٹے میں کون رہا ؟ کس نے زندگی سے واقعتاً نفع اُٹھایا، کون اصل فائدے سے محروم رہا، کون ہوشیار نکلا، اور کون بیوقوف ثابت ہوا۔ ؟

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم۔ انوار النجف) *

* جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :

"جو شخص جنّت میں جائے گا، اُسے وہ مقام بھی دکھایا جائے گا جو اُسے دوزخ میں مل سکتا تھا، اگر وہ بُرے کام کرتا۔ اِس طرح وہ شخص دل سے اللہ کا شکرادا کرے گا۔

اور جو شخص دوزخ میں جائے گا، اُسے بھی وہ محلات یا مقامات دکھائے جائیں گے جو اُسے جنّت میں ملتے، اگر وہ نیک کام انجام دیتا، یہ اِس لیے تاکہ اُسے سخت حسرت اور افسوس ہو۔"

* (صحیح بخاری) *

* اِس حدیث سے مفسّرین نے نتیجہ نکالا کہ جنّتی، دوزخیوں کی جنّت کے حصّوں (مقامات) پر قبضہ کریں گے، اور اِس طرح دوزخیوں کو خسارے پر خسارہ اُٹھانا پڑے گا۔"

* (تفسیر کبیر) *

* یہ قبضہ جبراً نہیں کیا جائے گا جیسے دنیا میں کیا جاتا ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے عطا ہوگا

* قیامت کو "تغابُن" اِس لیے بھی کہا گیا ہے کہ خدا ظالموں پر مظلوموں کے گناہ لاد دے گا۔ اور ظالموں کی نیکیاں مظلوموں کو عطا کردے گا۔ اِس طرح ظالم سخت چوٹ کھائیں گے۔

* جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اپنے بھائی کا حق مارا ہے، اُس کو

www.drhasanrizvi.com

چاہیئے کہ دنیا ہی میں ادا کر دے۔ کیوں کہ آخرت میں درہم و دینار نہیں چلیں گے، وہاں اُس کی نیکیوں میں سے لے کر مظلوم (حقدار) کو دے دی جائیں گی۔ اگر اُس کے پاس نیکیاں کافی نہ ہوں گی، تو مظلوم کے گناہ اُس پر لاد دیے جائیں گے۔"

* (مُسند احمد) *

★ نیز آں حضرت صؐ نے فرمایا: "کوئی جنتی جنت میں، اور کوئی دوزخی دوزخ میں اُس وقت تک نہ جا سکے گا جب تک اُس کے ظلم کا بدلہ نہ چکا دیا جائے جو اُس نے کسی پر کیا ہوگا۔ اگر اُس نے ایک تھپڑ بھی کسی کو بے جا مارا ہوگا تو اُس کا بھی بدلہ ضرور دینا ہوگا۔"

* (مُسند احمد) *

★ ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ: "مفلس کون ہے؟" پھر فرمایا: "میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوا، مگر اُس نے کسی کو گالی دی تھی، کسی پر جھوٹے الزام لگائے تھے، کسی کا مال کھایا تھا، کسی کا خون بہایا تھا، کسی کو مارا پیٹا تھا، اُس کی نیکیاں مظلوموں میں بٹ گئیں، جب اُس کے پاس نیکیاں نہ بچیں تو مظلوموں کے گناہ اُس پر لاد دیے گئے اور اُس کو دوزخ میں پھینک دیا گیا۔"

* (مسلم ۔ مسند احمد) *

★ **تغابن کی دوسری تفسیر** یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے قرآن میں دنیا کی زندگی کو تجارت سے تشبیہ دی ہے۔ اب جو شخص خدا کی اطاعت والی زندگی اختیار کرتا ہے، وہ اپنی جان، مال، اولاد، محنتوں کا سرمایہ خدا کی اطاعت میں صرف کرتا ہے۔ اس طرح وہ ہر قسم کے گھاٹے کے سودے سے نکل کر ایسی تجارت کرتا ہے جس میں سراسر نفع ہی نفع ہے، مگر جو شخص خدا کی نافرمانی والی زندگی اختیار کرتا ہے، اور خدا کی نافرمانی میں اپنا مال، اولاد، جان، وقت اور محنتیں صرف کرتا ہے، تو گویا اُس احمق نے

www.drhasanrizvi.com

اطاعتِ الٰہی کے نفع بخش سودے کو چھوڑ کر گمراہی خرید لی، اور اُس کی تجارت سراسر گھاٹے میں رہی، مگر ان دونوں کا نفع و نقصان قیامت کے دن کھلے گا۔ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں خدا کی اطاعت والی زندگی اختیار کرنے والا مومن گھاٹے میں دکھائی دے۔ اور ۔ خدا کا نافرمان یا کافر بڑے فائدے میں دکھائی دے، مگر آخرت میں صاف صاف معلوم ہو جائے گا کہ کون فائدے میں رہا، اور کس نے سخت چوٹ کھائی اور زبردست نقصان اُٹھایا۔ ؟ ؟

قرآن مجید میں یہی مضمون سورۃ البقرۃ[2] کی آیات ۱۶ - ۱۷۵ - ۲۰۷ پارہ[2] (پارہ۱ - پارہ۲) اور سورۃ آلِ عمران[3] کی آیات ۷۷ - ۱۷۷ - (پارہ۳ - پارہ۴)

* سورۃ النساء[4] آیت ۴۷ پارہ[5]، سورۃ التوبۃ[9] آیت ۱۱۱ پارہ[11]،

* سورۃ النحل[16] آیت ۹۵ پارہ ۱۴، سورۃ فاطر[35] آیت ۲۶ پارہ ۲۲،

اور سورۃ الصف[61] آیت ۱۰ پارہ ۲۸ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

* (تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان ۔ تفہیم) *

تغابُن کی تیسری تفسیر

دنیا میں جو لوگ بُرے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنا خاص دوست، مددگار اور ہمدرد سمجھتے ہیں، قیامت کے دن سمجھ جائیں گے کہ جو ہمارے دوست تھے ۔ اصل میں وہ ہمیں بُرائیوں میں مبتلا کر کے ہمیں سخت نقصان پہنچا گئے، اس لیے وہاں وہ اُن کو اپنا بدترین دشمن سمجھیں گے ۔ اِس قسم کی ہر رشتہ داری، دوستی، عقیدت محبت، سخت عداوت اور نفرت میں تبدیل ہو جائے گی۔ سب ایکدوسرے کو گالیاں دے رہے ہوں گے۔ اپنے جرائم کی ذمہ داری ایکدوسرے پر ڈال رہے ہوں گے، ایکدوسرے کو سخت سے سخت ترین سزا دلوانے کی کوششیں کر رہے ہوں گے۔ قرآن میں یہ مضمون بھی کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔

* (تفسیر کبیر ۔ تفہیم) *

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا ﴿۱۰﴾ (لیکن) جنھوں نے ابدی حقیقتوں کا

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ انکار کیا ہے اور ہماری باتوں، دلیلوں

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَبِئْسَ حقیقتوں، نشانیوں یا آیتوں کو جھٹلایا ہے

الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ وہ جہنم کی آگ والے ہوں گے، جس

میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہ جگہ بدترین ٹھکانا ہے۔

۱۰۔ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں، نشانیوں، دلیلوں کو جھٹلایا" ان الفاظ نے کفر کے معنی بتلائے کہ کفر کے معنی خدا کی آیتوں، نشانیوں دلیلوں اور احکامات کو جھٹلانا یا جھوٹا قرار دینا ہیں۔ اسی کو کفر کہتے ہیں، اور اس عمل کا انجام یہ ہوگا کہ "وہ دوزخ کے رہنے والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

* (تفسیر کبیر، تفہیم۔ مجمع البیان) *

"اس طرح تو ہوتا ہے، اس طرح کے کاموں میں"

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ ﴿۱۱﴾ کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ کی اجازت سے، اور جو اللہ کو دل سے

يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ مانتا ہے، تو اللہ اس کے دل کو صحیح راستہ دکھا دیتا ہے

www.drhasanrizvi.com

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ⑪ اور اللہ ہر چیز کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

☆ خداوندِ عالم کا صحیح راستہ دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ہدایت حاصل کرنے کی کوششیں کیں، خدا اُن کی ہدایت اور توفیقات میں اضافے کرتا چلا جاتا ہے۔

* (تفسیر صافی ۔ تفسیر قمی) *

☆ قرآن مجید نے دوسری جگہ اسی عمل کو اصول (فارمولے) کی شکل میں بیان فرمادیا ہے۔

" لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ٥ " (سورۃ النجم ۵۳ آیت ۳۹ ۔ پارہ ۲۷)

یعنی: " انسان کے لیے کچھ نہیں ہے سوا اُس کے جس کے لیے وہ کوشش کرے "

اب جو اپنی کوششوں سے خدا کو دل سے مانتا ہے، اللہ خود اُس کی ہدایت اور توفیقات میں اضافے فرماتا ہے۔

* (تفسیر صافی ۔ تفسیر قمی) *

☆ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: " انسان کا دل سینے اور حلق کے درمیان اُچھلتا رہتا ہے، جب تک کہ وہ ایمان پر قائم نہ ہوجائے، مگر جب دل ایمان پر قائم ہوجاتا ہے تو وہ قرار پکڑ لیتا ہے۔ " اِس آیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں، خدا اُن کو سیدھا راستہ دکھا دیا کرتا ہے۔

* (الکافی) *

☆ اللہ پر ایمان میں وہ قوّت ہے جو انسان کو مصائب کے ہجوم میں حق پر جمائے رکھتا ہے
اگر خدا پر حقیقی بھروسہ اور اعتماد نہیں ہوتا تو مصیبتوں میں انسان کم ظرف اور خوشامدی بن جاتا ہے،

www.drhasanrizvi.com

غیرِ خدا کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے، ہر آستانے پر جھکنے لگتا ہے، ہر غلط کام کرنے پر اتر آتا ہے خدا و رسولؐ کو گالیاں دینے لگتا ہے، مگر جو مومن یہ بات دل سے مانتا ہے کہ اِس پوری کائنات کا ایک مالکِ حقیقی ہے جس کی سب پر حکومت ہے، اُسی کی اجازت سے مصیبتیں آتی ہیں، اور چلی جاتی ہیں، وہ خدا سے گڑگڑا گڑگڑا کر صبر کی قوت ملنے اور مصائب کے ٹلنے کی دعا مانگتا رہتا ہے، اور عزم و ہمت کے ساتھ ہر بلاء کا مقابلہ کرتا رہتا ہے، تاریک سے تاریک حالات میں اللہ سے اُمیدیں باندھے رہتا ہے، باطل کے آگے سر نہیں جھکاتا، ہر دروازہ کو نہیں کھٹکھٹاتا۔ آخرِکار خدا کی مدد آپہنچتی ہے۔ پھر خدا کی طرف سے اُس کو اِس صبر پر بے حساب اجر ملتا ہے۔ خدا سے خاص تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اِسی لیے

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اللہ اُس کے بارے میں جو فیصلہ بھی کرتا ہے، وہ اُس کے لیے اچھا ہی ہوتا ہے، اور مومن وہ ہوتا ہے کہ جب مصیبت پڑے تو وہ صبر کرتا ہے، اور وہ صبر کرنا مومن کے لیے بہت فائدہ مند ہوتا ہے، جب مومن کو خدا خوشحال کرتا ہے تو مومن شکر ادا کرتا ہے، شکر ادا کرنا بھی اُس کے لیے بہت مفید ہوتا ہے۔ یہ بات مومن کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔"

★ (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم) ★

★ آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "جو مصیبتوں میں صبر کرتا ہے یَهْدِ قَلْبَهُ خدا اُس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔ یعنی خدا صبر کرنے والے اور خدا پر بھروسہ کرنے والے کا دل مصائب میں ڈگمگانے نہیں دیتا، بلکہ اُس کے دل کو سہارا دے کر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اُس کو یہ سمجھا دیتا ہے کہ تجھے اِس صبر کا عظیم اجر ملنے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

تُندیِٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب !
یہ جو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے
* (اقبال) *

☆ اور آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اللہ کو ہر چیز کا علم ہے"
یہ بتانے کے لیے ہے کہ: ہر مومن جان لے کہ خدا اُن سے بے خبر نہیں۔ جب وہ مصیبت بھیجتا ہے تو مومن کا اتنا ہی خیال بھی رکھتا ہے۔ کیوں کہ خدا مومن کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ اُس کو اُس کی مصیبتوں میں بھلا نہیں دیا کرتا، بلکہ اور زیادہ یاد رکھتا ہے۔

☆ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا پر جب اُن کے مصائب ختم ہو گئے اور وہ آرام و آسائش کی زندگی گذارنے لگے تو ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام آئے اور اُن سے پوچھا: "اے ایوبؑ! اب تمہارا کیا حال ہے؟
حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: "میں اب سمجھا ہوں کہ جب میں مصائب میں گرفتار تھا تو کہیں بہتر حالات میں تھا، اِس لیے کہ اُس زمانے میں تم دن میں دو مرتبہ میرے پاس خدا کی طرف سے میرا حال دریافت کرنے آیا کرتے تھے، اب جبکہ میں خوشحال ہوں، تم آج ایک سال کے بعد میرا حال دریافت کرنے کے لیے آئے ہو۔" * (الحدیث) *

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا (۱۲) (اِس لیے) اللہ کی اطاعت کرو اور
الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اب اگر تم
فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا نے اِس اطاعت سے منہ موڑا تو ہمارے

www.drhasanrizvi.com

الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۲﴾ رسولؐ کی ذمے داری تو بس واضح طور پر حق کو پہنچا دینا ہے۔

نوٹ: سیاق و سباق سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ "اے مسلمانو! اچھے حالات ہوں تب بھی، اور بُرے حالات ہوں تب بھی خدا و رسولؐ کی اطاعت پر قائم رہو۔ اگر مصیبتوں کے ہجوم میں گھبرا کر تم نے خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے منھ موڑ لیا تو تم خود اپنا نقصان کر بیٹھو گے۔ کیوں کہ ہمارے رسولؐ کی ذمّے داری تو صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ تمھیں سیدھے راستے کی نشاندہی اور واضح طور پر راستہ دکھا دیں، سو وہ کام وہ انجام دے چکے۔ اب اگر تم نے وہ راستہ چھوڑ دیا تو تم خود ہی اس کا زبردست نقصان اُٹھاؤ گے۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم) *

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ ﴿۱۳﴾ (کہ) اللہ وہ ہے جس کے سوا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ کوئی خدا (معبود) نہیں، اور ایمان لانے الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے

"مومنین کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہتے" خدا پر بھروسہ رکھنا اتنی بڑی طاقت ہے کہ:

خداوندِ عالم نے فرمایا: "وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ" (سورۃ ۶۵ (الطلاق) آیت ۳ - پارہ ۲۸)

یعنی: "جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے، خدا خود اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔" "القرآن"

www.drhasanrizvi.com

★ خدا پر بھروسہ وہی کر سکتا ہے جو اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لے کہ خدائی کے سارے کے سارے اختیارات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، کوئی دوسرا سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں رکھتا۔ ہر نفع نقصان کا مالک صرف اور صرف خدا ہے۔ یہ بات ماننے والا انسان حقیقی مومن ہوتا ہے۔ وہ صرف خدا کی طاقت اور امداد پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور اسی بھروسہ کی وجہ سے ہر مشکل کے مقام پر ڈٹ جاتا ہے۔

ے ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اَڑ جاتے تھے   پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اُکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے   تیغ کیا چیز ہے، ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

ے تو ہی کہدے درِ خیبر کو اُکھاڑا کس نے ؟
کاٹ کر رکھدیے کفّار کے لشکر کس نے ؟

★ (اقبالؒ۔ در شکوہ) ★

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ (۱۴) اے ایمان لانے والو! تمھاری
مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ بیویوں اور اولاد میں کچھ ایسے بھی
عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ ہیں جو حقیقتاً تمھارے دشمن ہیں، تو
وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا اُن سے ہوشیار رہو (یا، اُن سے ڈرتے
وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۴) رہو۔ (مراد ایسی بیوی بچے ہیں جو

www.drhasanrizvi.com

تمھیں حرام کمانے پر مجبور کریں یا ایمان کے تقاضوں اور شریعت کی پابندیوں کی مخالفت کریں) اور اگر تم اُنھیں معاف کر دو اور درگذر سے کام لو، اور بخش دو، تو اللہ بڑا معاف کرنے والا بھی ہے اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی۔

شانِ نزول

کچھ لوگوں نے مکّے میں ایمان قبول کر لیا تھا، مگر جب وہ مدینہ ہجرت کرنا چاہتے تھے تو اُن کے بیوی بچّے اُنھیں یہ کہہ کر روک دیا کرتے تھے کہ مدینہ جا کر مصیبت میں پڑ جاؤ گے کہاں سے کھاؤ گے؟ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنی بیوی اور اپنے بچّوں سے ہوشیار رہنا یعنی اُن کے کہنے میں نہ آنا۔ اِس آیت کے آنے پر مسلمانوں نے اپنی بیوی بچّوں کو سزا دینی چاہی تو خدا نے اِس بات کو پسند نہ فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ اُن کو معاف کر دو، خدا تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور رحم کرے گا

* غرض اگر کسی بھی کارِ خیر میں بیوی بچّے یا اُن کی محبّت ایمانی تقاضوں میں رکاوٹ بنے تو وہ اِسی حکم میں داخل ہیں۔ ورنہ بیوی بچّوں کا حق مسلّم ہے، اُن کی تمام جائز ضروریات پوری کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ اسلام میں حج کرنے کی اجازت بھی صرف اُس وقت ہے جب گھر والوں کے لیے ضروریات فراہم کر دی جائیں۔ (خمس و زکوٰۃ بھی اہلِ عیال پر خرچ کرنے کے بعد واجب ہوتی ہے)

* (فصل الخطاب - ابنِ جریر) *

نتائج

(۱) بعض دفعہ بیوی بچّوں کی بیحد محبّت غلط راستوں پر ڈال دیا کرتی ہے۔

(۲) نعمتوں کی فراوانی اکثر خدا سے غافل کر دیا کرتی ہے۔

(۳) مومن کو راحتوں اور زحمتوں، دونوں موقعوں پر خدا سے بندگی، اُمید اور دعا کا تعلق قائم رکھنا چاہیے

* (تفسیر کبیر - مجمع البیان) *

www.drhasanrizvi.com

(۴) اگر بیوی بچّے کارِ خیر میں رکاوٹ بننے لگیں تو وہ اصل میں ہمارے دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم اُن کے حقوق نہ ادا کریں۔ ہمیشہ خدا کی اطاعت کو مال اولاد و ازواج کی محبّت سے مقدّم رکھنا ایمان کا اصل معیار رہے۔

* (فصل الخطاب) *

حضرت امام علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہا کرے کہ: خدایا! میں امتحان سے پناہ مانگتا ہوں۔ کیوں کہ امتحان تو ہر شخص کا ضرور لیا جاتا ہے (کہ یہی مقصد اور غرضِ تخلیق ہے) اس طرح کہ کم سے کم اُس کے پاس مال و اولاد ہوتے ہیں (اور امتحان لینے ہی کے لیے اُس کو دیے جاتے ہیں) ہاں اب اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ خدا کی پناہ حاصل کرے تو وہ خدا سے گمراہ کرنے والے فتنوں یا امتحانوں سے پناہ طلب کرے (البتّہ امتحان سے پناہ نہیں مل سکتی کیوں کہ) خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ: "وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ" (سورۂ الانفال آیت ۲۸ پارہ ۹)

یعنی: "جان لو کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ (یعنی) امتحان لینے کا ذریعہ ہیں۔" (القرآن)

* (نہج البلاغہ کلماتِ قصار جملہ ۹۳) *

* ایک دفعہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ بچپن کے عالم میں مسجد میں داخل ہوئے۔ چلتے چلتے، پھسل پھسل جاتے تھے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ چھوڑ کر منبر سے اُترے اور اُن کو گود میں لے لیا، پھر منبر پر جا کر فرمایا: خداوندِ عالم نے درست فرمایا ہے کہ "تمھارے اموال اور اولاد ذریعۂ امتحان ہیں۔" جب میں نے اِن بچّوں کو پھسلتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا، اور میں نے اِن کو اُٹھا لیا۔"

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰، تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی فی ظلال القرآن، تفسیر المیزان۔ وغیرہ) *

www.drhasanrizvi.com

★ مطلب یہ ہے کہ مال و اولاد کی محبت ایک ٹھوس حقیقت ہے، اِس محبت کے ذریعہ خدا ہمارا امتحان لیتا ہے کہ یہ محبت، خدا کی محبت اور اطاعت سے کہیں مقدم نہ ہو جائے۔

* (مؤلف) *

★ یہاں پر جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرا یہ امتحان لینا چاہتا تھا کہ میں خطبہ دیتے ہوئے اپنے فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کی عظمت و جلالت سے غافل نہ ہو جاؤں۔ کیوں کہ اولاد ہونے کی حیثیت سے اور شریکِ کارِ رسالت ہونے کی حیثیت سے ان کا تعارف کرانا بھی کارِ رسالت میں شامل ہے۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ اسی لیے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار فرمایا ہے جس کے راوی براء بن عازب مشہور صحابیِ رسولؐ ہیں کہ: "میں نے حسنؑ ابنِ علیؑ کو رسولِ خداؐ کے کاندھے پر دیکھا اور آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ: "خدایا میں اِسے دوست رکھتا ہوں، تو بھی اِسے دوست رکھ۔"

* (صحیح مسلم شریف باب فضائلِ حسنؑ والحسینؑ حدیث ۸۵) *

★ گویا اِس طرح جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو آلِ محمدؐ کے حق کو ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔

* (تفسیر نمونہ) *

★ قرآن مجید کی اِسی آیت کے استشہاد سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حسنینؑ شریفین رسول اللہؐ کی حقیقی اولاد تھے۔ کیوں کہ ایک روایت میں فرمایا کہ: "ہر نبیؑ کی اولاد اُن کی اپنی صلب سے ہوا کرتی ہے اور میری اولاد علیؑ کی صلب سے ہے۔ (علی حائری) (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾

(غرض) تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہارے) امتحان لینے کا ذریعہ ہیں۔ اور (اِس امتحان کی کامیابی پر) اللہ کے ہاں بڑا اجر و ثواب ہے۔

★ اُردو زبان میں "فتنہ" اور "بلاء" کے اور معنی ہیں جبکہ ______

★ عربی زبان میں "فتنہ" کے معنی صرف امتحان کے ہوتے ہیں۔ خدا مال اور اولاد کے ذریعہ ہمارا امتحان لیتا ہے کہ ہم مال و اولاد کی محبّت میں خدا کی اطاعت کے دائرے سے باہر تو نہیں نکل جاتے۔ اگر مال و اولاد کی محبت خدا کی محبّت پر غالب آجاتی ہے تو انسان تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ عقل و ایمان کے تقاضوں پر قائم رہتے ہوئے، مال و اولاد کی محبت پر خدا کی محبت اور اطاعت کو مقدّم رکھتا ہے، تو وہ خدا کے ہاں اجرِ عظیم پاتا ہے۔ یہی اصلِ تقویٰ ہے۔ جیسے بعد میں یوں کہا گیا کہ: "جہاں تک ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو۔" (آیت ۱۶)

یوں بھی فرمایا: "اللہ سے ڈرتے رہو جتنا کہ ڈرنے کا حق ہے۔" (سورۃ آلِ عمران ۳ آیت ۱۰۲ پارہ ۴)
"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ"

★ غرض مال اور اولاد کے امتحان سے مراد وہ مشکلات ہیں جو خدا کی اطاعت کرنے میں مال و اولاد کے سلسلے میں پیش آتی ہیں۔ انسان حرام مال کھانا چاہتا ہے، اُس سے رُکے رہنا سخت آزمائش ہے۔ بیوی بچّوں کی ناجائز فرمائشیں جو انسان کو حرام کھانے پر مجبور کردیتی ہیں، یہ بڑی سخت آزمائشیں ہیں۔ بچّوں کی صحیح تربیت کرنا اور اُن کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنا، بیوی کے جائز

www.drhasanrizvi.com

حقوق ادا کرتے رہنا، اور اُس کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آتے رہنا، کردار اور اخلاق کا سخت امتحان ہے۔

مال و اولاد انسان کو دین کے تقاضوں کے پورا کرنے میں بڑی رُکاوٹ بھی ثابت ہوتے ہیں اُن کے اپنے تقاضے اور مطالبات ہوتے ہیں جو کفر و فسق و فجور کی طرف کھینچے رہتے ہیں بقولِ شاعر:

ایمان مجھے کھینچے ہے، تو روکے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے آگے ہے، کلیسا مرے پیچھے
* (غالب) *

* اِس لیے آیت کا پیغام یہ ہے کہ مال اور اولاد کے ناجائز مطالبات سے ہوشیار رہو۔ اِن کی محبت کو خدا کی محبت پر غالب نہ آنے دو۔ مال و اولاد کی محبت بُری چیز نہیں، بشرطیکہ خدا کی محبت اور اطاعت کے تحت رہے۔ بقول مولنا روم:

چیست دنیا؟ از خدا غافل شدن ✻ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی: دنیاداری کیا ہے؟ خدا کو بھول جانا۔ خدا کو یاد رکھتے ہوئے مال و دولت، بیوی بچے دنیاداری نہیں (بلکہ دین داری ہے)

* غرض انسان کو مال و اولاد کے مطالبات خدا سے غافل نہ کردیں۔ وہ اُن کی محبت میں اطاعتِ الٰہی سے باہر نہ نکل جائے۔ یہ امتحان سب سے زیادہ سخت ہے جسے جہادِ اکبر اور جہاد بالنفس کہا گیا ہے۔

* (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ انوار النجف۔ تفہیم) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایک شخص قیامت کے دن لایا جائے گا اور منادی ندا دے گا کہ اِس (احمق انسان) کے بال بچے اِس کی ساری نیکیاں کھا گئے"۔

* (الحدیث) *

www.drhasanrizvi.com

✿ نیز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"تمہارا اصل دشمن وہ نہیں ہے جسے تم اگر قتل کر دو تو سمجھ لو کہ میں کامیاب ہو گیا،
بلکہ تمہارا اصل دشمن تمہارا اپنا بچہ ہو سکتا جو تمہارے ہی صلب سے پیدا ہوا ہے؛
پھر تمہارا سب سے بڑا دشمن، تمہارا مال ہے، جس کے تم مالک بنے بیٹھے ہو۔"

* (طبرانی بروایت مالک، اشعری) *

✿ خداوندِ عالم نے فرمایا: "اگر تم مال و اولاد کے امتحان سے اپنے آپ کو (سلامت) بچالے جاؤ، اِس طرح کہ اُن کی محبت پر اللہ کی محبت کو غالب رکھو، تو تمہارے لیے اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔"

⁂ ⁂ ⁂

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ⑯ اِس لیے جہاں تک تم سے ہو سکے
وَاسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا اللہ سے ڈرتے رہو، اور (اُس کے
وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط احکامات) سُنو اور اطاعت کرو،
وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ خیرات کرو جو تمہارے ہی لیے بہتر ہے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯ (کیونکہ)، جو لوگ اپنے دل کی تنگی
حرص اور کنجوسی سے بچے رہے، بس وہی لوگ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور بھرپور ابدی اور حقیقی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

"شُحَّ" کے معنی بُخل جو حرص سے ملی ہو۔ بُخل اور حرص دو ایسی خراب صفات ہیں جو کارِ خیر میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ بُخل کی ضد، زکٰوۃ، خیرات اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہوتا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جس شخص نے زکٰوۃ ادا کی اُس نے بُخل اور حرص سے نجات پالی۔"

★(تفسیر مجمع البیان)★

نوٹ: "زکوٰۃ سے مراد مالی حقوق ادا کرنا ہوتا ہے۔ زکٰوۃ کے اصل معنی مال کو پاک کرنا ہے جو تمام مالی حقوق ادا کرنے سے ممکن ہے۔ اِس میں خمس و والدین کے حقوق بھی شامل ہیں۔"

★(مؤلف)★

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "جہاں تک تمہارے بس میں ہو، اللہ سے ڈرتے رہو۔" یعنی جسقدر ممکن ہو خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرتے رہو، اور اُس کی ناراضگی کے کاموں سے بچتے رہو۔ کیوں کہ "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" (سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۶ پارہ ۲)

یعنی: "اللہ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیا کرتا۔" (القرآن)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: "ہر مومن کو اپنی حد تک جسقدر ممکن ہو فرائض الٰہیہ ادا کرتے رہنے چاہئیں، اور محرمات (حرام چیزوں) سے بچا رہنا چاہیئے۔ اِس کوشش میں کسر نہ اُٹھا رکھنی چاہیئے کہ یہی بندگی کی شان، تکمیلِ انسانی کا طریقۂ کار اور معیار ہے۔ یہی ہمارا اصل امتحان ہے۔ اِس سلسلے میں کسی قیمت پر سستی، کاہلی اور کمزوری نہیں دکھانی چاہیئے۔" ★(تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان)★

~~مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ❀ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات~~ (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

إِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٧﴾

اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ (یعنی اچھا قرضہ دو (مراد اللہ کی خوشی کے لیے اچھے کاموں پر روپیہ خرچ کرو) تو اللہ تمھارے لیے اُسے بہت بڑھا چڑھا کرادا کر دے گا، اور تمھاری غلطیوں کو معاف کر دے گا (یا) تمھیں اپنی رحمت سے ڈھک لے گا۔ کیوں کہ اللہ بڑا قدردان بھی ہے، اور حلم و تحمّل سے کام لینے والا بھی۔

اللہ کو قرضِ حسن دینے کے معنی

اللہ کے بتائے ہوئے کاموں پر مال کا خرچ کرنا ہے۔

★ خداوندِ عالم نے اِس کو قرض اِس لئے فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال کبھی ضائع برباد نہیں ہوا کرتا، بلکہ جس طرح قرضہ واپس ملتا ہے۔ اِسی طرح اُس مال کا عظیم اجر ضرور ملتا ہے جو خدا کے احکامات کی تعمیل پر خدا سے اجر لینے، خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا گیا ہو۔

★ پھر خداوندِ عالم کا آخر میں خود کو "شکور" یعنی: قدردان بیان فرمانا بتا رہا ہے کہ اگر چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی خدا کے لیے کیا جائے گا، تو بھی خدا اُس کی بڑی قدر فرمائے گا۔

★ اور آخر میں خداوندِ عالم کا خود کو "حلیم" یعنی: بُردبار فرمانے کا مطلب

www.drhasanrizvi.com

یہ ہے کہ خداوندِ عالم اپنی نافرمانیوں پر فوراً سزا نہیں دیا کرتا، اور بہت زیادہ سزا بھی نہیں دیتا۔ اصلاح کرنے اور سنبھلنے کا پورا پورا موقع عطا فرماتا ہے۔ اور اصلاح کر لینے اور شرمندہ ہونے پر بڑی سے بڑی کوتاہی کو بھی معاف کر دیا کرتا ہے۔

* (تفسیر ماجدی - تفسیر کبیر - مجمع البیان) *

میں گنہگار، خطاکار، سیہ کار مگر ∴ کس کو بخشے تری رحمت جو گنہگار نہ ہو

* (ماہر القادری) *

* "اللہ کو قرض دینے" سے مراد اُن کاموں پر مال خرچ کرنا ہوتا ہے جن پر خداوندِ عالم نے اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کیوں کہ قرضہ بھی واپس ملتا ہے اور وہ مال جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے، اُس کا اجر بھی ملتا ہے۔ اِس لیے اُس مال کو، جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے، اُس کو خداوندِ عالم کو قرض دینا فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں "اُس مال پر سات سو گنا اجر دینے کا وعدہ فرمایا گیا ہے، اور مزید فرمایا کہ: "خدا جس کے لیے چاہتا ہے اور زیادہ عطا فرماتا ہے۔" * (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۱ پارہ ۳)

* (فصل الخطاب) *

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۸﴾ ع ۱۶ ۸

(۱۸) وہ اَن دیکھی، غائب، چیزوں کو بھی خوب جانتا ہے، اور ظاہری دیکھی جانے والی چیزوں کو بھی، وہ زبردست طاقت والا، عزت والا، اپنے زور پر اپنا حکم نافذ کرنے والا، اور بڑی گہری مصلحتوں اور حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے۔ ۱۸

www.drhasanrizvi.com

۵۷۶

سُورۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِی

فَضَائل و خُصُوصِیَّاتِ

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ طلاق کو (سمجھ کر) پڑھتا ہے اور اُسے اپنی زندگی کے معاملات میں اپناتا ہے، وہ دنیا سے میری سنت پر جائے گا۔"

* (تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰) *

نوٹ: حدیث کے آخری الفاظ ہیں کہ "جو سورۃ طلاق کے مضامین کو اپنی زندگی میں نافذ کرتا ہے"۔ اِس سے معلوم ہوا کہ سورۃ کو پڑھنے سے مراد سمجھ کر پڑھنا ہوتا ہے۔ اِس لیے کہ اگر کسی سورۃ کو بغیر سمجھے طوطے کی طرح پڑھا جائے گا تو اُس کو اپنی زندگی میں اپنانے اور نافذ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (سورۃ کے احکامات پر عمل کرنا چاہیئے۔)

* (مؤلف) *

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں، نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

آياتها ١٢

سورة الطلاق

ركوعاتها ٢

مدنية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ
لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ
لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ

www.drhasanrizvi.com

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

① اے نبیؐ ! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو اُن کی عدّت کے لحاظ سے طلاق دو (یعنی عورت کی ماہواری کے دنوں میں طلاق نہ دو) اور اُن کے پورے عدّے کے دنوں کا حساب رکھو (یعنی طلاق کو کھیل نہ سمجھو، خوب یاد رکھو کہ کب طلاق دی گئی، کب عدّت کی مدّت شروع ہوئی اور کب اُسے ختم ہونا ہے۔ نیز طلاق کے معاملے میں) اللہ سے ڈرو، جو تمھارا پالنے والا مالک ہے۔ (عدّت کی مدّت میں) اُنھیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود (گھروں سے باہر) نکلیں۔ سوا اِس کے کہ وہ کوئی کھلا ہوا شرمناک جرم یا بدکاری کریں اور یہ اللہ کی مقرّر کی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جس کسی نے بھی اللہ کی مقرّر کی ہوئی حدوں سے آگے قدم بڑھایا، اُس نے حقیقتاً خود اپنے ہی اوپر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اِس کے بعد اللہ (تم میں دوستی یا موافقت کی) کوئی نئی صورت پیدا کر دے۔ ①

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "جب طلاق دو تو عدّت کی مدّت کا حساب رکھو۔" یعنی طلاق کے

www.drhasanrizvi.com

معاملے میں جلد بازی سے کام نہ لیا کرو، کہ جونہی کسی بات پر بیوی سے جھگڑا ہوا، فوراً طلاق دینے پر آ گئے

* اِس لیے اگر طلاق دینی ہی پڑے تو اُن کی عدّت کے لیے دیا کرو۔

* یعنی (۱) ایک عدّت کے لیے طلاق دو۔ اِس حالتِ حیض میں طلاق نہ دی جائے۔ کیوں کہ عدّت حیض کے عالم میں شروع نہیں ہوتی۔

(۲) دوسرے یہ کہ خدا کا حکم ہے کہ عورت کو اُس طُھر میں (پاکی میں) طلاق نہ دی جائے جس میں شوہر نے اُس سے مباشرت کی ہو۔ کیوں کہ اُس وقت یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ کوئی حمل قرار پاگیا ہے کہ نہیں۔ کیوں کہ حاملہ عورت کی عدّت وضعِ حمل تک ہوتی ہے اور اُس وقت یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں۔

(طلاق دینے میں فقہِ جعفری میں یہ قید بھی ہے کہ شوہر غصّے میں نہ ہو، اور دو عادل گواہوں کے سامنے طلاق دے) طلاق دینے کے سلسلے میں اِسقدر قیدیں لگانے کی مصلحت یہ ہے کہ طلاق عمل کو روکا جائے، اِس کو معمول نہ بنا لیا جائے۔ حیض کے عالم میں طلاق دینے کو شاید اس لیے بھی منع کیا گیا ہے کہ اُس زمانے میں عورت کا مزاج غیر معمولی طور پر بگڑا ہوا ہوتا ہے اور شوہر بھی مجامعت نہ کرنے کی وجہ سے معمول پر نہیں ہوتا۔ اِس لیے طلاق دینے کے لیے ضروری ہے کہ عورت کو حیض سے فارغ ہونے کا انتظار کر لیا جائے۔ اِس انتظار میں ممکن ہے کہ آپس میں مصالحت ہو جائے

عدّت کے لیے طلاق دینے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں نہ دو۔ بلکہ ایک عدّت کے لیے طلاق دو۔ (اسی لیے فقہِ جعفری میں تین طلاقیں ایک ساتھ نہیں دی جاسکتیں) ایک عدّت کے لیے طلاق دینے سے رُجوع کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ اِس طرح اِنسان کو طلاق دے کر پچھتانے کی نوبت نہیں آتی۔ کیوں کہ ایک طلاق دے کر وہ عدّت کی مدّت میں عورت کے پاس جا کر طلاق کو منسوخ کر سکتا ہے۔ (ابن کثیر، تفسیر ابن عباس، التفسیر کبیر، تفہیم، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ نسائی میں روایت ہے کہ: "جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ ایک صحابی نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالیں، چناں چہ آں حضرتؐ غصّے کی شدت کی وجہ سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا: "اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ" یعنی: "کیا تم خدا کی کتاب سے کھیل رہے ہو جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔"

★ (نسائی۔ تفہیم) ★

★ خداوندِ عالم نے رسولِ اکرمؐ کو "اے نبیؐ!" کہہ کر خطاب فرمایا ہے، مگر جب احکامات دیے تو جمع کے صیغوں میں دیے۔ اِس سے ثابت ہوگیا کہ ان آیات کا تعلّق اور خطاب ساری اُمّت سے ہے۔ اگرچہ یہ سورۃ اُس وقت اُتری جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر کو طلاق دی تھی۔

★ (بقول قدیم مفسّر قتادہ از تفسیر کبیر و مجمع البیان) ★

★ غرض اُمّت اور مفسّرین کا اجماع ہے کہ اِس سورۃ کے تمام احکامات ساری اُمّت کے لیے ہیں جو رسولِ خداؐ کے حوالے سے ہمیں پہنچائے گئے ہیں۔

★ (تفسیر کبیر) ★

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "سوا اس کے وہ عورتیں کھلے ہوئے شرمناک گناہ کی مرتکب ہوں۔" یعنی: (۱) زناکاری کریں یا (۲) فحش کلامی کریں یا (۳) گھر والوں کو سخت اذیّت دیں۔"

★ (تفسیر کبیر۔ فصل الخطاب) ★

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "تمھیں خبر نہیں کہ اللہ اِس کے بعد کوئی صورت پیدا کردے۔" یعنی: ممکن ہے کہ خدا کی مہربانی کی وجہ میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف راغب ہوجائیں اور اس طرح اُن کے تعلقات خوشگوار ہوجائیں۔ شاید اسی لیے عدّت کی مدّت کے دوران بیوی کو شوہر

www.drhasanrizvi.com

کے گھر میں ہی رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔
(فصل الخطاب)

* اس جگہ عدّت سے مراد دو حیض آکر عورت کا پاک ہو جانا ہے۔
(تفسیر صافی)

* فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جنھیں دو طلاقیں مل چکی ہوں۔ وہ اُس وقت تک شوہر کے گھر سے نہیں نکالی جاسکتیں جب تک اُن کو تیسری طلاق نہ دے دی جائے۔ جب تیسری طلاق بھی دے دی جائے گی تب وہ عورتیں اپنے شوہروں سے بالکل جدا کر دی جائیں گی۔ پھر شوہر کے ذمّے (عدّت کی مدّت کے بعد) اُن کا نان نفقہ دینا واجب نہ رہے گا۔ لیکن جس عورت کو مرد نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں، اُس کو عدّت کی پوری مدّت تک شوہر کو گھر میں رکھنا ہوگا۔ اور شوہر کو اُس کا نان نفقہ بھی ادا کرنا ہوگا۔
(تفسیر کبیر، فصل الخطاب)

* عبادہ بن صامت کے والد نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں ایک ساتھ دے دیں۔ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا: (ایک ساتھ) تین طلاقیں دے کر اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور اسی کے ساتھ وہ عورت اُس سے جدا ہوگی، اور ۹۹۷ طلاقیں ظلم اور عدوان بن کر باقی رہ گئیں جن پر اللہ چاہے گا تو اُسے عذاب دے، اور چاہے تو معاف کر دے گا۔"
(تفہیم)

* عبداللہ ابنِ عمر نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ: "اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا تو کیا پھر رجوع کر سکتا تھا"؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "نہیں۔ مگر

www.drhasanrizvi.com

تیرا یہ فعل معصیت ہوتا "۔ پھر فرمایا: " اگر تم ایسا کرتے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے، مگر تمھاری بیوی تم سے جدا ہو جاتی "۔

* (دارقطنی۔ تفہیم) *

نوٹ : فقہِ جعفری میں تین طلاقیں ایک ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ ہزار دفعہ بھی طلاق دی جائے، وہ ایک طلاق ہی قرار پائے گی، بشرطیکہ غصہ میں نہ دی جائے، اور دو گواہان عادلین کے سامنے دی گئی ہو۔

* (مؤلف) *

* امام طحاوی نے روایت کی ہے کہ " ایک شخص ابنِ عبّاس کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے ڈالیں۔

حضرت ابنِ عباس نے کہا: " تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی، اور گناہ کیا اور شیطان کی پیروی کی، اِس لیے اللہ نے اب اُس کے لیے اِس مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں رکھا۔

* (تفہیم) *

* زمخشری صاحبِ تفسیر کشّاف نے لکھا کہ حضرت عمر کے پاس جب بھی کوئی شخص ایسا آتا تھا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی ہوتیں تو حضرت عمر اُس کو مارتے تھے۔

* (تفسیر کشّاف) *

* سعید ابنِ مسیب اور بعض دوسرے تابعین کہتے تھے کہ جو شخص سنّت رسولؐ کے خلاف حیض کی حالت میں طلاق دے یا بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو اُس کی طلاق سِرے سے واقع نہیں ہوتی۔ یہی رائے امامیہ کی ہے۔

* (تفہیم۔ تفسیر کبیر) *

* یہ اِس لیے کہ ایسا کرنا ممنوع اور بدعتِ محرّمہ ہے۔ اِس لیے غیر مؤثر ہے۔ * (تفہیم) *

www.drhasanrizvi.com

★ طاؤس اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ امام تیمیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

* (تفسیر کبیر) *

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ: کیا میں بتاؤں کہ کرائے کا سانڈ کون ہوتا ہے؟ پھر فرمایا: "ھو المحلل، لعن اللہ المحلل والمحلل لہ"

یعنی: "وہ حلال کرنے والا ہے (تین طلاقوں کے بعد درمیان میں نکاح کرکے پہلے شوہر کے لیے بیوی کو حلال کرنے والا) لعنت ہے خدا کی اُس شخص پر بھی اور اُس پر بھی جس کے لیے عورت کو حلال کیا جائے۔

* (ابنِ ماجہ۔ دارقطنی) *

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "عدّت کی مدّت کا ٹھیک ٹھیک حساب رکھو۔"

یعنی: "طلاق کو مذاق نہ سمجھو۔ خوب یاد رکھو کہ طلاق کب دی گئی ہے، کب عدّت شروع ہوئی ہے، اور کب ختم ہوئی۔ یہ حکم مردوں کے لیے بھی ہے اور عورتوں کے لیے بھی۔

* (تفسیر کبیر) *

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "سوا اس کے کہ وہ عورت صریح بُرائی کی مرتکب ہوئی ہو۔"

اِس سے مراد "بدکاری، زناکاری" ہے۔"

* (بقول حسن بصری، مجاہد، عکرمہ، ابنِ زید، عامر شعبی)

★ ابنِ عباس کہتے ہیں: "اِس سے مراد "بدزبانی" ہے۔"

* (تفسیر ابن عباسؓ) *

★ قتادہ کہتے ہیں کہ: "اِس سے مراد نافرمانی ہے۔ یعنی سرکشی۔"

* (تفسیر کبیر) *

★ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ: اِس سے مراد عورت کا گھر سے بھاگ جانا ہے۔"

* (تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

٭ عدّت کی مدّت اُن عورتوں کے لیے جن کو حیض آتا ہے۔ تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے
عدّت کی مدّت کے بعد اگر اس عرصے میں مرد نے عورت کی طرف رجوع نہیں کیا۔ یعنی اپنے قول اور
عمل سے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ دوبارہ عورت کو اپنی زوجہ بنانا چاہتا ہے، تو پھر وہ عورت اُس کی
زوجیت سے نکل جائے گی۔ پھر اُسے دوسرا نکاح کرنا پڑے گا، اگر وہ اُس کو اپنی بیوی بنانا چاہے گا۔

٭ اللہ سے ڈرتے رہنے کا بلافاصلہ حکم اس لیے دیا کہ مرد عورت کو گھر سے نکالتے ہوئے
خدا سے ڈرے۔ جب تک عورت کی عدّت کی مدّت پوری نہ ہو جائے، اُسے اپنے ہی گھر میں رکھے
سوا اس کے کہ عورت کوئی شرمناک گناہ کی مرتکب ہو۔ یعنی زناکاری، فحش کلامی کرے یا گھر والوں
کو سخت اذیت دے۔

٭ آخر میں خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "تمھیں نہیں خبر کہ اللہ اس کے بعد کوئی صورت پیدا کردے"
اِس کا مطلب یہ ہے کہ شاید خدا شوہر اور بیوی کے دل ایک دوسرے کی طرف راغب
کردے اور آپس میں دونوں کے خوشگوار تعلقات قائم ہو جائیں، اسی لیے بیوی کو عدّے کی مدّت
میں شوہر کے گھر میں رہنے کا حکم دیا کہ شاید بہتر صورتِ حال پیدا ہو جائے۔

٭ (فصل الخطاب) ٭

ے ما برائے وصل کردن آمدیم ٭ نے برائے فصل کردن آمدیم
٭ (مولٰنا روم) ٭

٭ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو ماہواری کے
درمیان طلاق دے دے تو بیوی کو اُس طلاق کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور پلٹ آنا چاہیے"۔
٭ (مسلم - کتاب الطلاق جلد ۲ - وسائل الشیعہ جلد ۱۵) ٭

٭ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.drhasanrizvi.com

نے فرمایا: "مطلقہ عورت اپنی عدت کے درمیان آنکھ میں سرمہ لگائے، اپنے بالوں کو بنائے سجائے، رنگین کرے، اپنے آپ کو معطر کرے، جو لباس اُسے پسند ہو پہنے۔ کیوں کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے: "شاید خدا اس واقعے کے بعد کوئی نئی کیفیت فراہم کردے" اور ممکن ہے کہ اِس طریقے سے عورت دوبارہ اپنے شوہر کے دل کو مسخر کرلے اور وہ اُس کی طرف لوٹ آئے۔ رجوع کرلے"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ حدیث ۲۴) *

* جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خداوندِ عالم کے نزدیک کوئی عمل اِس سے زیادہ قابلِ نفرت نہیں ہے کہ کسی گھر کی بنیاد جدائی (طلاق) کے ذریعہ ویران ہو۔"

* (وسائل الشیعہ جلد ۱۵) *

* فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: "حلال کاموں میں خداوندِ عالم کو کوئی چیز طلاق سے زیادہ بُری نہیں لگتی۔"

* (وسائل الشیعہ جلد ۱۵) *

* جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نکاح کرو، مگر طلاق نہ دو، کیوں کہ طلاق عرشِ الٰہی کو لرزا دیتی ہے۔"

* (وسائل الشیعہ جلد ۱۵) *

* طلاق کی وجہ سے بچوں کی تربیت میں سخت خلل پڑتا ہے۔ وہ ذہنی دباؤ اور بے توجہی کی وجہ سے تباہ ہوجاتے ہیں۔ عورت کی زندگی سخت دشواریوں کا شکار ہوجاتی ہے اور اکثر طلاق دینے والے مرد بھی بعد پچھتاتے ہیں، اور اپنے بچوں کو ترستے رہتے ہیں، بچوں کو ماں باپ کی محبت اور شفقت نہیں ملتی پھر بچے بھی ماں باپ سے محبت نہیں کرتے جس کے نتیجے میں ماں باپ دونوں کو بڑھاپے میں سخت بے توجہی کی اذیتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ گھر اُجڑ جاتے ہیں، اور خاندان کے خاندان تباہ ہوجاتے ہیں۔

* (مؤلف) *

www.drhasanrizvi.com

❊ طلاق کو روکنے کے لیے مرد اور عورت دونوں کو محتاط رویّہ اختیار کرنا چاہیئے۔

❊ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"عورت کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لیے اپنے آپ کو زینت دے اور سجے بنے بغیر نہ رہے۔"

* (مکارم الاخلاق) *

❊ نیز امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ: "بہت سی عورتیں بدکردار ہو گئیں صرف اِس لیے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے شوہروں کے لیے آمادہ نہیں کرتی تھیں۔"

* (مکارم الاخلاق) *

نوٹ: اگر عورت اپنے شوہر کی فرماں بردار بن کر رہے اور سرکشی نہ کرے تو طلاق کی نوبت نہیں آتی۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ ② پھر جب وہ اپنی مقررہ عدت
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ کی مدت کے خاتمہ تک پہنچیں، تو
اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ یا تو اُنھیں اچھے بھلے طریقے سے
وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ (اپنے نکاح میں) روک رکھو یا پھر
مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ اچھے بھلے طریقے سے اُن سے الگ ہو جاؤ
لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ اور دو ایسے آدمیوں کو طلاق کا گواہ بنالو

www.drhasanrizvi.com

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ ﴿۲﴾

جو تم میں سے صاحبِ عدل ہوں (یا) شریف آدمی ہوں۔ اور دلے گواہ بننے والو) گواہی کو ٹھیک ٹھیک

اللہ کے لیے ادا کرو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی ہر اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کو دل سے مانتا ہے۔ (غرض) جو اللہ سے ڈرتے ہوئے (یا) اللہ کی عظمت سے متاثر ہو کر ہر کام کرے گا، تو اللہ اُس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ ﴿۲﴾

بجزء خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "یہ وہ باتیں ہیں جن کی ہر اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کو دل سے مانتا ہے۔"

یعنی: "اِس حکم پر وہی لوگ عمل کریں گے جن کے دل میں خدا اور قیامت پر پورا یقین ہوگا۔"

* (تفسیر ماجدی۔ مدارک) *

بجزء اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "دو ایسے آدمی طلاق کے گواہ بنالو جو تم میں سے صاحبِ عدل ہوں۔"
اِس سے یہ ثابت ہوگیا کہ طلاق، بغیر دو عادل گواہوں کے نہیں ہوتی۔۔۔ مگر سنی علماء نے اِس حکم کو واجب نہیں مانا، بلکہ مستحب جانا ہے۔ (جبکہ فقہِ جعفری میں اِس حکم پر عمل کرنا واجب ہے۔)

* (ابوبکر جصاص۔ مدارک) *

www.drhasanrizvi.com

۞ اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "عورت کو یا تو اچھے طریقے سے اپنے پاس روک لو، یا پھر اچھے طریقے سے جدا ہو جاؤ۔" یعنی عدّت کی مدّت پوری ہونے سے پہلے سوچ لو کہ ساتھ رہنا ہے یا نہیں۔ اگر ساتھ نہیں رکھنا ہے تو پھر شریف آدمیوں کی طرح کسی لڑائی جھگڑے کے بغیر عورت کو رخصت کر دو، اُس کا مہر ادا کر دو، اور جو زیادہ خدمت ممکن ہو کر دو۔

* (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان) *

۞ حضرت ابنِ عبّاس نے فرمایا کہ: "طلاق اور رُجوع دونوں میں گواہ بناؤ۔"

* (ابوداؤد۔ ابن ماجہ) *

* اِس طرح ہر قسم کے شک و شبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر فقہاء کے نزدیک رُجوع کے لیے گواہ بنانا ضروری نہیں۔ مگر احتیاط یہی ہے کہ گواہ بنا لینا چاہیئے۔

* (ابنِ جُریر) *

۞ خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: (یہ نصیحت ہے) "ہر اُس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر دل سے یقین رکھتا ہو۔" یہ الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ اِن احکام کے خلاف عمل کرنے والا حقیقت میں اللہ اور روزِ آخرت کو دل سے نہیں مانتا۔ اسی لیے وہ سچّے مومن کا طرزِ عمل اختیار نہیں کر رہا ہے۔ * (تفہیم۔ تفسیر کبیر) *

۞ اور خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص طلاق کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا یعنی اللہ کے احکام کی اطاعت کرے گا، خدا اُس کی مشکلات آسان کر دے گا، اور جو شخص خدا کے احکامات کی پرواہ کیے بغیر زندگی گزارے گا اُس کو اپنی مشکلات سے نکلنے کا راستہ نہ مل سکے گا۔ * (تفہیم۔ تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

﴿۲﴾ جب عدّت کی مدّت پوری ہو جائے اور مرد رُجوع نہ کرے تو اب مرد کو چاہیے کہ دو عادل گواہ بنا کر طلاق کا صیغہ جاری کرائے۔ خدا سے ڈرنے کا پھر حکم دوبارہ اس لیے دیا کہ بیوی کا پورا پورا حق ادا کرے، اپنے حق سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے، اللہ پر بھروسہ کرے، مالی پریشانیوں اور دیگر بِذمّہ داریوں سے نہ گھبرائے۔ * (فصل الخطاب) *

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ ﴿۳﴾ اور اُسے وہاں سے روزی دے گا
لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ جہاں اُس کا وہم و گمان بھی نہ
يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ جاتا ہو گا، اور جو بھی اللہ پر
فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بھروسہ کرے تو وہ اُس کے لیے
بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ کافی ہے۔ یقیناً اللہ اپنے کام
اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ کا پورا کرنے والا ہے۔ اللہ نے

ہر چیز کی ایک مقدار مقرّر کر دی ہے (یا)، اللہ نے ہر چیز کی ایک تقدیر (خصوصیت) مقرّر کر دی ہے۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تمام دنیا کے لوگ صرف ان دونوں آیتوں (۲-۳) کو محفوظ کریں (یعنی ان کو اچھی طرح سمجھ لیں اور خدا پر پورا پورا بھروسہ رکھیں) تو یہ آیتیں اُن کے رزق کے لیے کافی ہوں گی۔" * (فصل الخطاب) *

www.drhasanrizvi.com

نتائج

آیت ۲ اور ۳ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام دشواریوں، مصیبتوں سے نکلنے کی کُنجی (۱) تقویٰ اور (۲) خداوندِ عالم پر واقعی بھروسہ کرنا ہے۔

"تقویٰ" کے معنی خدا کی ناراضگی سے بچنا، جو صرف اُسی وقت ممکن ہے جب انسان خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرتا رہے اور محرمات سے بچتا رہے اور خدا پر بھروسہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ روزی کے لیے کوششیں ہی نہ کرے۔

مطلب یہ ہے کہ ظاہری اسبابِ رزق کو عملاً استعمال کرے، مگر روزی ملنے کا سرچشمہ خداوندِ عالم کو سمجھے۔

(تفسیر ماجدی۔ تفسیر کبیر)

؎ گر توکل می کُنی در کار کُن ❊ کار کُن، پس تکیہ بر جبّار کُن

مشکلات سے نکلنے کا ذریعہ خدا سے ڈرنا ہے۔ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں ایک ایسی آیت کو جانتا ہوں کہ اگر تمام انسان اُس کا دامن تھام لیں تو اُن کی تمام تر مشکلات حل کرنے کے لیے کافی ہے۔" اِس کے بعد آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی، اور بار بار تکرار فرمائی۔

* (تفسیر مجمع البیان) *

❊ نیز حضور اکرمؐ نے فرمایا: "خداوندِ عالم برائیوں سے بچنے والے "متقین" کو دنیا کے شبہات، موت کی سختی اور قیامت کی شدید مصیبتوں سے رہائی و نجات بخشے گا۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

❊ نیز آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص کثرت سے استغفار کرتا ہے (یعنی دل کی گہرائیوں سے خدا سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگتا ہے) تو خداوندِ عالم اُس کا ہر غم دور، ہر تنگی سے نجات عطا فرماتا ہے۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول عوف بن مالک صحابیِ رسولؐ تھے۔ دشمنانِ اسلام نے اُن کا بیٹا قید کر لیا۔ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اِس پریشانی کا اظہار کیا۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"(۱) تقویٰ اختیار کرو۔ (یعنی خدا سے ڈرتے ہوئے فرائضِ الٰہی کو ادا کرو اور برائیوں سے بچتے رہو) اور (۲) صبر کرو۔ (۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ (نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت سوا اللہ کے) بہت زیادہ پڑھتے رہو۔"

صحابیِ رسولؐ نے یہ کام شروع کر دیا، تو اچانک اُن کا بیٹا، دشمنوں کی غفلت اور اللہ کی مدد سے دشمنوں کے ہی اونٹ پر سوار ہو کر گھر آ پہنچا۔ اِسی موقع پر یہ آیت اُتری کہ: "جو شخص تقویٰ اختیار کریگا اُس کی مشکلات (اچانک) حل ہوں گی اور خدا اُس کو وہاں سے روزی عطا کرے گا، جہاں سے اُس کو توقع بھی نہ ہوگی۔"

* (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر) *

نوٹ: مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان مشکلات کا مقابلہ نہ کرے اور بس تقویٰ اور صبر اختیار کر لے اور لاحول ہی پڑھتا رہے، بلکہ اپنی کوشش ضرور کرے اور پھر خدا پر پورا پورا بھروسہ کرے، تقویٰ اور صبر اختیار کرے۔ اِس لئے کہ خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" انسان کے لیے کچھ نہیں ہے سوا اُس کے کہ جس کی وہ کوشش کرے۔" (القرآن) سورۃ النجم ۵۳ آیت ۳۹ پارہ ۲۷

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"جو شخص کوشش کرنا چھوڑ دے اور روزی نہ کمائے تو اُس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔"

* (تفسیر نمونہ) *

★ امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: "جب یہ آیت اُتری کہ جو اللہ سے ڈرے گا تو خدا اُس کے لیے

www.drhasanrizvi.com

مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کردے گا' اور اُس کو وہاں سے روزی عطا فرمائے جہاں سے اُس کو گمان تک نہ ہوگا۔" تو بہت سے صحابہ کرامؓ نے (کوشش کرنا چھوڑ دی اور) اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیے اور کہا کہ "خدا نے ہماری روزی کا ذمہ لے لیا۔"

جناب رسولِ خداؐ نے اُن کو بلوایا اور فرمایا: "جو شخص ایسا کرے گا اُس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ اِس لیے تم پر لازم ہے کہ پوری کوشش اور جدّ و جُہد کرتے رہو۔"

* (کافی ۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

توکّل کے معنی: یہ نہیں ہیں کہ انسان کوشش نہ کرے (اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر گھر میں بیٹھ جائے) بلکہ انسان اپنی بھرپور کوششیں کرے، مگر اپنی کوششوں پر بھروسہ نہ کرے بلکہ بھروسہ خداوندِ عالم ہی پر کرے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے خداوندِ عالم سے پوچھا: "توکّل کیا ہے۔"؟

جبرئیلؑ نے جواب لا کر دیا کہ: "توکّل کی حقیقت یہ ہے کہ انسان یہ جان لے کہ خدا کی مخلوق نہ اُسے کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ کوئی فائدہ۔ نہ کچھ عطا کر سکتی ہے' اور نہ کچھ روک سکتی ہے اِس لیے مخلوق سے کوئی اُمید نہ رکھنا' اور ساری اُمیدیں خدا سے باندھنا ہی توکّل ہے۔

جب انسان ایسا ہو جاتا ہے تو پھر وہ خدا کے علاوہ کسی کے لیے کچھ کام نہیں کرتا' اور پھر وہ خدا کے غیر سے کوئی اُمید یا توقّع نہیں رکھتا، نہ خدا کے غیر سے ڈرتا ہے' اور نہ خدا کے غیر سے دل لگاتا ہے۔ یہ ہے توکّل کی روح اور حقیقت۔"

* (بحار الانوار جلد ۶۹) *

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے ؟ * (اقبال) *

www.drhasanrizvi.com

افضل ترین عمل

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ: "میں نے شبِ معراج خداوندِ عالم سے عرض کی: "کونسا عمل سب سے افضل ہے ؟"

خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا: "میرے نزدیک (۱) مجھ پر توکّل (بھروسہ، تکیہ) کرنے (۲) اور جو کچھ میں نے دیا ہے اُس کو تقسیم کرنے (۳) مجھ پر (میری رضا پر) راضی رہنے سے افضل کوئی عمل نہیں۔"

* (بحار الانوار جلد ۶۹) *

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا کی ملاقات کچھ سواروں سے ہوئی۔ آپ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ: "تم کون لوگ ہو"۔ عرض کیا: "ہم مومن ہیں"۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا: "مومن ہونے کی کیا دلیل ہے"؟

عرض کیا: "یا حضرت! ہم لوگ قضا و قدر اور رضائے الٰہی پر راضی ہیں،

(۲) احکامِ خداوندی کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں،

(۳) اور اپنے تمام اُمور خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اور اُسی پر توکّل و بھروسہ کرتے ہیں۔"

آنحضرت نے ارشاد فرمایا: "یہ لوگ دانا اور حکیم ہیں، اپنی حکمت اور دانائی سے پیغمبری کے درجے کے قریب ہیں۔" پھر فرمایا: "اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو دنیا میں مکان نہ بناؤ کیوں کہ تم ہمیشہ یہاں نہ رہو گے، مال جمع نہ کرو۔ کیوں کہ اُس کو استعمال نہ کر سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچتے رہو، کیوں کہ عنقریب اُس کے پاس واپس جانا ہوگا۔"

* (روح الحیات ص ۱۰۳۔ از علامہ مجلسی) *

نوٹ: یاد رہے کہ توکّل ہمیشہ کوشش اور ذمہ داریاں پوری کرنے کے ساتھ ہوتا ہے، سُستی، کاہلی اور زندگی سے فرار کے ساتھ توکّل کا کوئی تعلق نہیں۔

* (مؤلف) *

www.drhasanrizvi.com

وَ الّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ ﴿۴﴾	اور تمہاری عورتوں میں سے جو ایسی
مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ	ہوں کہ ماہواری کے خون کے آنے
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ	سے نا اُمید ہو چکی ہوں، تو اگر تم کو
وَّ الّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَ اُولَاتُ	اُن کے معاملے میں کوئی شک ہو، تو (تم کو
الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ	بتایا جا رہا ہے کہ) اُن کی عدت کی
يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَ مَنْ	مدت تین مہینے ہے (یعنی طلاق کی
يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ	تاریخ سے تین مہینے کے بعد وہ نکاح
اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿۴﴾	کر سکتی ہیں) اور یہی حکم اُن کے لیے ہے

جنھیں ابھی تک ماہواری کا خون نہیں آیا ہے۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت کی مدت یہ ہے کہ اُن کا وضعِ حمل ہو جائے۔ جو شخص اللہ (کی ناراضگی یا سزا) سے ڈرتا ہے، اللہ اُس کے لیے اُس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ ﴿۵﴾	یہ اللہ کا حکم ہے جو اُس نے تمہاری طرف
اِلَيْكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ	اُتارا ہے۔ اور جو اللہ کی سزا سے ڈرتا ہے

www.drhasanrizvi.com

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵

اللہ اُس کی بُرائیوں کی تلافی کریگا اور اُن کو اُس سے دور رکھے گا، اور اُس کو بہت بڑا اجر وثواب بھی دے گا۔

آیت ۴ سے فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ: "جو عورت حاملہ ہو اور اُس کو طلاق دیدی جائے تو اُس کی عدت کی مدت بچے کی ولادت تک ہے۔"

★ (ابوبکر جصاص) ★

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے احکامات کی پیروی کرنے سے (۱) خدا انسان کے کام آسان کر دیتا ہے۔ شاید اس لیے کہ اِس اطاعت کی وجہ سے انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نتیجتاً خدا، بندے کے مسائل کی طرف توجہ فرماتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ خدا اطاعت کرنے والے کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ شاید اِس لیے کہ اطاعت کرنے والا اپنی اصلاح کر لیتا ہے، اِس لیے خدا اُس کی پچھلی زیادتیوں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیتا ہے۔

(۳) پھر اُس پر یہ کہ اطاعت کرنے والے کو عظیم اجر بھی عطا فرماتا ہے۔ "سبحان اللہ"

(تفسیر کبیر، تفہیم۔ مجمع البیان) ★

یہاں خدا سے ڈرنے سے مراد یہ بھی ہے کہ حاملہ عورت کی عدت کی مدت کافی طویل ہوتی ہے۔ اُس کے اخراجات برداشت کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اُس کو برداشت کرنے والا وہی ہوگا جو خدا سے ڈرے گا۔ خدا اپنے فضل وکرم سے اُس کے اس بوجھ کو ہلکا کر دے گا۔ اور اُس کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

★ (مؤلف) ★

www.drhasanrizvi.com

تین قسم کی عورتوں کی مدّتِ عدت کا بیان

(۱) سن رسیدہ۔ یعنی جن عورتوں کی عمر پچاس سال ہوگئی ہو، اگر وہ سادات سے ہوں تو اُن کی عمر ساٹھ سال ہوگئی ہو تو اُن کی عدت کی مدت صرف ایک مہینہ ہے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جن کو ماہواری کا خون آنا بند ہو چکا ہے۔

(۲) جن عورتوں کو کسی عارضے کی وجہ سے خون آنا بند ہوگیا ہے۔ اُن کی عدت کی مدت تین ماہ ہے۔

اب جو عورتیں عمر کی مقررہ حد سے باہر ہیں، اُن کے لیے فقہِ جعفری میں عدت نہیں ہے۔

کمسن خواتین جو بلوغِ شرعی کی حد تک پہنچ چکی ہیں، مگر ابھی خون نہیں آیا ہے، اُن کو اگر دلوں کے بعد طلاق دی جائے گی تو اُن کی عدت کی مدت تین مہینے ہے۔

(۳) حاملہ عورتوں کی عدت کی مدت وضعِ حمل ہے، چاہے وضعِ حمل جلدی ہو یا کافی مدت کے بعد ہو۔

☆ (فصل الخطاب) ☆

اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ	⑥ اُن عورتوں کو (عدت کی مدت میں)
سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ	اُسی مکان میں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو
وَلَا تُضَآرُّوۡهُنَّ لِتُضَيِّقُوۡا	جیسی جگہ بھی تمھیں میسّر ہو۔ اور اُن
عَلَيۡهِنَّ ؕ وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ	عورتوں کو تنگ کرنے کے لیے (کسی قسم کا
حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَيۡهِنَّ	کوئی) نقصان مت پہنچاؤ۔ اور اگر وہ
حَتّٰى يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ۚ	حاملہ ہوں، تو اُن پر اُس وقت تک خرچ کرتے رہو

www.drhasanrizvi.com

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝٦

جب تک کہ اُن کے ہاں ولادت نہ ہوجائے۔ پھر اگر وہ تمھارے لیے بچّے کو دودھ پلائیں تو اُنھیں جو اُن کا معاوضہ ہو وہ دو، اور اچھے بھلے طریقے سے (معاوضہ کی رقم) آپس میں طے کرو لیکن اگر تم نے ایک دوسرے کو مشکل میں ڈالنا چاہا (یا) ایک دوسرے کو تنگ کیا، تو بچّے کو کوئی دوسری عورت دودھ پلائے گی۔ (٦)

❁ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدے، تو وہ اُسے اِس نیت سے تکلیف نہ پہنچائے کہ وہ عورت تنگ آکر عدت کی مدت سے پہلے ہی اُس کے گھر سے چلی جائے۔ خدا نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

پھر حضرت امامؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی کہ: "اگر وہ عورتیں حمل والی ہوں تو اُن پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ اُن کے ہاں ولادت ہوجائے۔"

* (تفسیر صافی بحوالہ کافی) *

★ غرض عدت کی مدت کے عرصے میں شوہر کو اپنی مطلقہ بیوی کو مکان بھی دینا ہوگا، اور نان نفقہ بھی اور دیگر تمام ضروریات بھی پوری کرنی ہوں گی۔ تمام مسالک کے فقہاء اِس پر متفق ہیں۔

* (ابوبکر جصاص، بقول حضرت عمر و ابن مسعود) *

www.drhasanrizvi.com

★ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر رجعی طلاق دی جائے تو شوہر پر عورت کی سکونت اور نان نفقہ کی ذمّے داری عائد ہوتی ہے۔ اگر عورت حاملہ ہو تو وضعِ حمل تک سکونت اور نان نفقہ دینا واجب ہے۔

★ (بقول حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ زین العابدینؑ و قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری) ★
- از دار قطنی)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " جس عورت کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں، اُس کے لیے زمانۂ عدّت میں سکونت اور نان نفقہ ملنے کا حق ہے۔"

★ (ابوبکر جصّاص) ★

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ " شوہر کے مجموعی ترکے میں سے حاملہ عورت کا نان نفقہ دینا واجب ہے۔" حضرت ابنِ عبّاس بھی اِس کی تائید کرتے ہیں۔

★ (آلوسی - جصّاص) ★

★ ابن عبّاس نے فرمایا: " اگر شوہر نے میراث نہ چھوڑی ہو تو میّت کے وارثوں کو مطلقہ، حاملہ عورت پر خرچ کرنا چاہیئے۔ (نان نفقہ دینا چاہیے)

★ (ابنِ جریر) ★

★ آیت میں عورت پر تنبیہ کی گئی ہے کہ دودھ پلانے کی زیادہ اُجرت نہ مانگے، اور مرد کو تنگ نہ کرے۔ عورت کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر تنگ کرے گی تو بچے کی پرورش تجھ پر ہی منحصر نہیں ہے، کوئی اور عورت دودھ پلا لیگی، اور مرد کو بھی تنبیہ کی جا رہی ہے کہ عورت کی ممتا سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ ★ (تفسیر کبیر - تفہیم) ★

★ بچے کو دودھ پلانے کے لیے عورت طلاق کی صورت میں شوہر سے معاوضہ طلب کرسکتی ہے۔ یہ مطالبہ وہ بغیر طلاق کے بھی کرسکتی ہے۔ اس کا معاوضہ بھلائی کے ساتھ آپس میں طے کرلو۔ دشمنی اور سختی کو دخل نہ دو، بلکہ بچے کی بہتری کا خیال رکھو۔ اُن عورتوں پر، جو دودھ پلائیں حسبِ حیثیت خرچ کرو۔ ★ (مجمع البیان - فصل الخطاب) ★

www.drhasanrizvi.com

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ⑦	غرض جو مالدار ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے، اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو، وہ اُسی مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اُسے دیا ہے۔ اللہ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ پابندی عائد نہیں کرتا۔ دور نہیں کہ اللہ تنگی و دشواری کے بعد آسانی پیدا کر دے۔

ع ۱۷

۞ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک دولتمند آدمی عمدہ عمدہ کپڑے بناتا ہے اور اپنے حسن و جمال اور مال و دولت کا اظہار کرتا ہے، تو کیا وہ فضول خرچ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "نہیں۔ اس لیے کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے: "لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ"" "چاہیئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔"

* (تفسیر صافی بحوالہ کافی) *

اولاد اور بیوی پر خرچ کرنا بعض اوقات حبِ مال کی شدّت کی وجہ سے بار گذرتا ہے، مگر خداوندِ عالم کا حکم یہ ہے کہ: ہر انسان اپنی حیثیت کے مطابق گھر والوں پر خرچ کرے، اور اپنی

www.drhasanrizvi.com

حیثیت کے مطابق غربار و فقرار کو عطا کرے۔"

* (فصل الخطاب) *

فقہار نے نتیجے نکالے کہ (۱) عدت کی مدت میں شوہر پر یہ ضروری تو نہیں کہ مطلقہ بیوی کو اپنے اُسی گھر میں رکھے جس میں وہ خود رہتا ہے، لیکن، یہ ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق مکان اور نان نفقہ اور تمام ضروریات فراہم کرے۔

* (فصل الخطاب۔ تفسیر کبیر۔ مجمع البیان) *

(۲) طلاق اور عدت کے سلسلے میں خدائی احکامات کی مخالفت کرنا، گناہانِ کبیرہ میں شامل ہے۔

* (تفسیر المیزان جلد ۱۹) *

نوٹ: طلاق کے مسائل جاننے کے لیے "توضیح المسائل" سے رجوع فرمائیں۔

* (مؤلف) *

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧

⑧ کتنی کچھ بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے پالنے والے مالک اور اُس کے رسولوں کے حکم کی سرکشی کی، تو ہم نے بڑی سختی کے ساتھ اُن کا حساب لیا، اور اُن کو بہت بُری طرح کی غیر معمولی سزا دی۔ ⑧

* مسلمانوں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ خدا کے احکامات کی مخالفت اور سرکشی کا انجام بہت ہی بُرا ہوتا ہے۔

* (تفسیر کبیر) *

www.drhasanrizvi.com

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا ﴿۹﴾ تو اُنھوں نے اپنے کیے کا مزہ
وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا چکھ لیا۔ اور اُن کا انجام سراسر
خُسْرًا ﴿۹﴾ نقصان ہی نقصان ہے۔

ماضی کے واقعات سنانے کا فائدہ یہ ہے کہ سننے والے اُن سے سبق سیکھیں کہ خدا کے احکامات کے مقابلے پر سرکشی نہ کریں کہ یہی عقل اور دانشمندی کا تقاضا ہے۔

* (تفسیر ماجدی ۔ تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان) *

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "اَلْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارُبِ" یعنی: عقلمندی یہ ہے کہ ماضی کے تجربات کو یاد رکھا جائے، اور اُن سے سبق لیا جائے۔"

* (نہج البلاغۃ) *

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا ﴿۱۰﴾ نیز یہ کہ اللہ نے اُن کے لیے بڑی ہی سخت
شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ سزا تیار کر رکھی ہے۔ تو اے عقل والو! جو
يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اللہ نے تمہاری
اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ طرف (تمہارے) انجام کو یاد دلانے والی
ذِكْرًا ۙ ﴿۱۰﴾ نصیحت (ذکر) نازل کر دی ہے۔

معٓ عند المتقدمین ۱۲

www.drhasanrizvi.com

" ذکر " سے مراد فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ " ذِکْرًا " سے مراد جناب رسولِ خداؐ بھی ہیں اور ہم اہلِ بیتِ رسولؐ بھی اہلِ ذکر ہیں" پھر امام علیہ السلام نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔"

* (تفسیر صافی بحوالہ عیون الاخبار الرضاؑ) *

★ غرض ذکر سے اوّلین مراد رسولِ خداؐ ہیں۔ کیوں کہ آپؐ نے خدا کا ذکر کیا، آیاتِ قرآن سناتے رہے۔ خداوندِ عالم کے احکامات کو پہنچایا، ہر وقت خدا کو اسقدر یاد کیا کہ خود مجسّم ذکر بن گئے۔

* (روح ۔ مدارک) *

بمصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ⁂ اگر بہ او نرسید تمام بولہبی است

(یعنی: خود کو مصطفٰےؐ تک پہنچا دو کیوں کہ یہی تمام دین ہے۔ اگر اُن تک نہ پہنچو گے (یعنی اُن کی معرفت حاصل کر کے اُن کا اتباع نہ کیا) تو پھر تمام کفر ہی کفر ہے۔) (اقبالؔ)

★ " ذِکْرًا " یعنی نصیحت سے مراد (۱) قرآن ہے (۲) خود رسولؐ کی ذات بھی ہمہ تن ذکر ہے یعنی نصیحت ہے۔

* (تفہیم ۔ تفسیر کبیر) *

★ پہلے اُن پر دنیا کے عذاب (سزا) کو بیان کیا گیا جو اُن پر نازل ہوا۔ اب اُن پر آخرت کے عذاب (سزا) کا ذکر کیا جا رہا ہے، جو اُن کے لیے بالکل تیار ہے۔

* (تفسیر مجمع البیان) *

★ محققین نے اس آیت کے الفاظ سے نتیجے نکالے کہ (۱) اصل صاحبانِ عقل وہی ہیں جو صاحبانِ ایمان ہیں (۲) قرآن نے ظلمات (اندھیرے) کے لیے جمع کے صیغے استعمال کیے جبکہ ہدایت کے لیے نور (روشنی) واحد کا صیغہ استعمال کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کا راستہ ایک ہی ہوتا ہے اور گمراہیوں کے کئی کئی راستے اور طریقے

www.drhasanrizvi.com

ہوتے ہیں۔

(۳) اللہ کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "اللہ نے اُسے بہت اچھی روزی عطا کی ہے" گویا خداوندِ عالم نے ایمان اور عملِ صالح کو بھی روزی فرمایا ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ روزی ہے کہ اِس کی وجہ سے جنّت کی ابدی نعمتیں ملتی ہیں۔ اِس سے بہتر روزی اور کیا ہو سکتی ہے۔

* (فصل الخطاب) *

* اگر غور کیا جائے تو سب سے بہتر روزی انسان کی معیشت (غذا) ہے۔ اگر انسان غذا نہ استعمال کر سکے تو اُس کا جسم اعمالِ صالح کیسے بجالا سکتا۔ کسی نے کہا کہ روزی سے روزہ ہے اور نماز بھی بھوکا انسان نہ تو روزہ رکھ سکتا ہے، نہ نماز ادا کر سکتا ہے اور نہ اعمالِ صالح بجالا سکتا ہے۔

رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ	(نیز یہ کہ) ایک ایسا پیغمبر بھی (بھیجا) ⑪
اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ	جو اللہ کی کھلی ہوئی صاف صاف
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	واضح ہدایت دینے والی آیتیں سُناتا ہے
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ	تاکہ اللہ اور رسولؐ کو دل سے ماننے
وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ	والوں کو (گمراہی اور گناہ کے) اندھیروں
صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ	سے نکال کر (ہدایت اور اطاعت کی)
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	روشنی میں لے آئے۔ غرض جو کوئی بھی

www.drhasanrizvi.com

خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾

اللہ کو دل سے مانے اور اچھے اچھے کام کرتا ہے، تو اللہ اُسے جنت کے ایسے ایسے سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہت ہی اچھی روزی تیار کر رکھی ہے۔

نتائج و تعلیمات

مفسّرین نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجے نکالے کہ:

(۱) خداوندِ عالم کی اطاعت میں جو کام بھی کیا جائے گا، وہ کبھی بے نتیجہ، غیر مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۲) خداوندِ عالم کے رزق کی وسعت اور حقیقی لذّت کا پورا احساس صرف جنّت میں ہو سکے گا۔

(۳) خداوندِ عالم نے نور کو واحد اور ظلمات (اندھیروں) کو جمع کے صیغے میں استعمال فرمایا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا ہدایت کا سرچشمہ اور راستہ ایک ہے، مگر گمراہیوں کی کئی کئی راہیں ہوتی ہیں۔

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبّیری ٭ بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی۔ ٭ (اقبال) ٭

(۴) ایمان اور عملِ صالح خدا کی بہترین عطا اور اُس کا بہترین رزق ہے۔ رزق ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جو ہماری ضروریات کو پورا کرے اور انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے جو ایمان و عملِ صالح سے عبارت ہے۔ یہی ہدایت ہماری دنیوی اور اُخروی تمام ضرورتوں کو پورا کرتی ہے، اور بالآخر ہمیں جنّت اور خدا کی رضامندی جیسی عظیم نعمتوں تک پہنچا دیتی ہے۔ ٭ (تفسیر کبیر۔ تفسیر ماجدی۔ فصل الخطاب) ٭ (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان)

٭ اندھیروں سے مراد گمراہیاں اور خود ساختہ رسمیں ہیں، اور روشنی سے مراد ہدایت اور خدا کے بھیجے ہوئے آسمانی اور فطری قوانین ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰہُ

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ ؕ
یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ
شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۬ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ﴿۱۲﴾ ع ۱۸

(۱۲) اللہ (۱۲)

وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے، اور زمین جیسی اور (بہت سی زمینیں) بھی بنائی ہیں۔ ان کے درمیان اللہ کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ بھی جان لو کہ اللہ (اپنے) علم کے لحاظ سے ہر چیز پر حاوی ہے۔ یعنی اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

❁ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آسمان سے زمین کی طرف راستے بنے ہوئے ہیں۔" پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر جال سا بنایا۔ اس طرح آپؐ نے ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے کی کیفیت اور ان کے ایک دوسرے

www.drhasanrizvi.com

کے اوپر (نیچے) ہونے کو بیان فرمایا۔ پھر فرمایا کہ سب سے نیچے والا آسمان ہماری زمین کے اوپر قبہ کی طرح ہے، اور اسی طرح یہ سلسلہ ساتوں آسمانوں تک مسلسل چلا گیا ہے۔" پھر امامؑ نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ پھر فرمایا: "حقیقت یہ ہے کہ صاحب الامر اوّلین معنی میں جناب رسولِ خداؐ ہیں۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کے وہ وصی ہیں جو زمین پر قائمؑ ہیں۔ اور اللہ کا امر سب کے اوپر والے آسمانوں میں سے ہوتا ہوا اُتر کر اُسی صاحب الامر کے پاس پہنچتا ہے۔

* (تفسیر قُمّی) *

اور امرِ خدا کے اُترنے سے مراد احکامِ شریعت کا اُترنا بھی ہے اور اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ خداوندِ عالم کے تکوینی احکامات صاحب الامر (یعنی امامِ وقت) پر اُترتے رہتے ہیں، جنھیں وہ خدا کی نیابت میں نافذ کرتا ہے۔

* (مرشد تھانوی) *

۳۷۵۹ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "ہماری امامت کو سورۃ القدر سے ثابت کیا کرو۔" راوی نے عرض کی: "کس طرح"؟

فرمایا: "مخاطب سے کہو کہ وہ سورۃ القدر پڑھے اور جب وہ اِس آیت پر پہنچے کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ " یعنی: شبِ قدر میں ملائکہ اور روح اپنے مالک کی اجازت سے کلِّ امر کو لے کر اُترتے ہیں"؛ تو پڑھنے والے کو روک کر پوچھو عَلٰی مَنْ تَتَنَزَّلُ ؟ یعنی: تمام امورِ الٰہی شبِ قدر میں، کس پر اُترتے ہیں؟ (الحدیث)

ماننا پڑے گا کہ ہر زمانے میں کوئی صاحب الامر ضرور ہوتا ہے جس پر شبِ قدر میں ملائکہ تمام امورِ الٰہی کو لے کر اُترتے ہیں۔ وہی اولوالامر ہوتا ہے، وہی صاحب الامر ہوتا ہے، وہی امامِ عصر ہوتا ہے

مجذوبِ فرنگی نے بانداز فرنگی ※ مھدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

www.drhasanrizvi.com

اے تُو کہ ہے مہدی کے تخیّل ہی سے بیزار ٭ محروم نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو
ہو زندہ کفن پوش تو مردہ اُسے سمجھیں ٭ یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو
(اقبالؔ)

٭ آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جتنے آسمان بنائے اُتنی ہی زمینیں بنائیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کئی آسمان بنائے اور کئی زمینیں بنائیں۔ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ خدا نے اسی کائنات میں اور بہت سی زمینیں بھی بنا رکھی ہیں جن کی آبادیوں کے لیے وہ زمینیں اُن کا فرش اور گہوارہ ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ان بے شمار ستاروں اور سیاروں میں بکثرت ایسے ہیں کہ جن میں دنیائیں آباد ہیں۔ ٭ (تفہیم) ٭

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ٭ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
(اقبال)

٭ حضرت ابن عبّاس نے فرمایا: "ان ستاروں میں کئی زمینیں ہیں، ہر زمین میں نبیؐ آیا ہے تمھارے آدمؑ جیسا اور تمھارے نوحؑ جیسا۔"

٭ (ابن جریر - ابن کثیر - فتح الباری) ٭

٭ امام ذہبی نے کہا کہ اِس کی سند صحیح ہے۔ ٭ (تفسیر کبیر) ٭

٭ علامہ آلوسی نے لکھا کہ اِس روایت کو صحیح ماننے میں نہ عقل مانع ہے نہ شرع۔
٭ (تفسیر روح المعانی) ٭

٭ حال ہی میں امریکہ کے رانڈ کارپوریشن نے لکھا کہ:

"زمین جس کہکشاں میں واقع ہے صرف اُس کے اندر ساٹھ کروڑ ایسے سیارے موجود ہیں جن کے طبعی حالات ہماری زمین سے بہت ملتے جلتے ہیں، اور امکان ہے کہ ان کے اندر جاندار مخلوق آباد ہو۔"

٭ (اکانومسٹ لندن ۲۶ جولائی ۱۹۶۹ء) ٭

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ التَّحرِیمِ ۶۶ "مَدَنِی"

تلاوت کی فضیلت

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ تحریم کو سمجھ کر پڑھے گا، خدا اُس کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

★ کیوں کہ اِس سورۃ میں توبہ کے نتائج اور فضائل بڑی شدت سے بیان کیے گئے ہیں۔ اِس لیے انسان اُن کو پڑھ کر توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے، پھر خدا بھی اُس کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنا اُس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک خداوندِ عالم اِس کی توفیق نہ عطا فرمائے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست ؛؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

★ دوسرے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ سورۃ کے پڑھنے سے مراد سمجھ کر پڑھنا ہوتا ہے۔ بے سمجھے پڑھنا مراد نہیں ہوتا، اِس لیے کہ جو بے سمجھے پڑھے گا وہ سورۃ کے مضامین سے متاثر نہیں ہو سکتا۔

* (مؤلف) *

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص سورۂ طلاق اور سورۂ تحریم کو واجب نمازوں میں پڑھے گا، خدا اُس کو روزِ قیامت کے خوف و ہراس سے پناہ دے گا۔ نیز اِس سورۃ کو اکثر پڑھنے والے کو جنت میں داخل کرے گا۔ کیوں کہ یہ دونوں سورتیں جنابِ رسولِ خدا سے خاص تعلق رکھتی ہیں۔"

* (ثواب الاعمال۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتُھا ۱۲ رُکُوعَاتُھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

* * *

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝١

(۱) اے نبیؐ! آپؐ اپنے اوپر اُس چیز کو کیوں حرام کیے لیتے ہیں جسے اللہ نے آپؐ کے لیے حلال قرار دیا ہے؟ آپؐ اپنی بیویوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ آپؐ کو اپنی رحمتوں سے ڈھک لینے والا، اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا "رحیم" ہے۔ (۱)

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول | جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کے گھر (کرے میں) شہد کا شربت پیا۔ اِس پر آپؐ کی دوسری بیویوں حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ وغیرہ نے باہمی مشورہ کر کے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: "ہم کو آپؐ کے منہ سے مغافیر (ایک بدبودار گوند) کی بو آتی ہے۔" یہ سن کر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہد کا استعمال بند کر دیا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

* (تفسیرِ صافی) *

مزید یہ کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد کر لیا کہ آئندہ شہد استعمال نہیں فرمائیں گے (کیوں کہ آپؐ کو بدبو سے سخت نفرت تھی) مگر آپؐ کے اِس عمل سے ممکن تھا کہ لوگ شہد کو حرام سمجھ لیں یا عملاً اِس کا استعمال ترک کر دیتے۔

عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ حلال چیزوں کا ترک کر دینا یا ترکِ لذات خدا کو پسند نہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفسیر ماجدی) *

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ نمازِ عصر کے بعد تمام ازواج کے ہاں تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے جاتے۔ ایک دن ام المومنین حضرت زینبؓ کے ہاں کچھ زیادہ دیر بیٹھے۔ ازواج کو معلوم ہو گیا کہ اُنھوں نے شہد کا شربت پیش کیا تھا، اِس لیے دیر تک تشریف فرما رہے۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مل کر تدبیر کی کہ حضرت زینب کے ہاں دیر تک بیٹھنا چھوڑ دیں، کہنے لگیں کہ آپؐ کے منھ سے بدبو آ رہی ہے۔ آپؐ نے شربت پینا چھوڑ دیا اور حفصہ سے فرمایا: "میں نے زینب کے ہاں شہد پیا تھا، مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ کبھی نہیں پیوں گا۔" پھر حفصہ سے فرمایا کہ: یہ بات کسی کو مت بتانا۔" (شاید زینب کو تکلیف ہو۔) حضرت حفصہ نے یہ بات چپکے سے حضرت عائشہ کو بتا دی، اور یہ بھی کہہ دیا کہ کسی سے نہ کہنا۔ خدا نے پیغمبرؐ کو سارا معاملہ بتا دیا۔ حضورؐ نے حفصہ سے

www.drhasanrizvi.com

بازپرس کی۔ وہ تعجب سے پوچھنے لگیں کہ آپؐ سے کس نے کہا؟

* حضورؐ نے فرمایا: "مجھے علیم و خبیر خدا نے بتایا۔"

* اس واقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) *

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ②

اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے (کیونکہ) اللہ ہی تمہارا مالک و مختار ہے اور بڑا جاننے والا بھی ہے، اور گہری مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی۔

فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ کسی حلال چیز کے لیے یہ کہہ دینا کہ میں نے اس کو اپنے اوپر حرام کیا، اور پھر ایسے موقع پر قسم کھالی جائے تو اس کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

اُم المومنین ماریہ قبطیہ نے فرمایا: "جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اُس عہد کا کفارہ ادا فرمایا۔"

* (تفسیر مجمع البیان) *

معلوم ہوا کہ حلال کا حرام کرنا اور ترکِ لذات کا عہد یا ارادہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔

* (مؤلف) *

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی ﴿۳﴾
بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ
فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ
اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ
وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ
فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ
مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ
نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۳﴾

اور جب نبیؐ نے اپنی چند بیویوں سے
چپکے سے ایک بات کہی تو اُس نے
وہ راز ظاہر کر دیا۔ اور اللہ نے رسولؐ
کو اِس بات کی خبر دے دی، تو
نبیؐ نے کسی حد تک تو اُس بیوی کو
بتایا اور کچھ حصّہ نہ بتایا۔ پھر جب
نبیؐ نے اُس بیوی کو (اُس راز کے
ظاہر کرنے کی) خبر دی، تو اُس نے
پوچھا کہ: "آپؐ کو یہ بات کس نے بتائی"؟ نبیؐ نے کہا: "مجھے یہ خبر
اُس سب کچھ جاننے والے "خدا" نے بتائی جو بڑا باخبر ہے۔

---

۳ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیوی ام المومنین حفصہ کو ایک راز کی بات بتائی اور یہ بھی فرمایا کہ اِس راز کو کسی کو نہ بتانا کہ میں نے شہد نہ پینے کی قسم کھالی ہے۔" مگر محترمہ نے یہ بات حضرت عائشہ کو بتادی، اور انھوں نے اپنے والد (حضرت ابوبکر) کو بتادی۔ آخرِ کار وہ راز فاش

www.drhasanrizvi.com

ہو گیا۔ خداوندِ علیم و خبیر نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری حقیقت بتا دی۔
چناں چہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ سے باز پرس بھی کی اور اپنی چند بیویوں سے کچھ عرصے کے لیے علیحدگی بھی اختیار فرمائی۔

★ (تفسیر صافی ۔ تفسیر قمی) ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: "مجھے اُس علم والے "اللہ" نے بتا دیا ہے جو بڑا باخبر ہے۔" حالاں کہ قرآن میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں ہے جس میں رسولؐ کو یہ راز بتلایا گیا ہو۔
اِس سے ثابت ہو گیا کہ ہر وحی قرآن کا جزو نہیں بنتی تھی۔ قرآن کے علاوہ بھی بہت کچھ علم رسولؐ کو وحی کے ذریعہ دیا جاتا تھا۔ یہ بات اُس زمانے کے لوگ خوب جانتے تھے۔ اگر نہ جانتے ہوتے تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ضرور یہ فرماتیں کہ یا رسول اللہؐ! وہ آیت سنائیے جس کے ذریعہ خداوندِ عالم نے آپؐ کو یہ راز بتا دیا ہے۔"
گویا اُس زمانے کی عورتیں تک یہ بات جانتی تھیں کہ ساری کی ساری وحی قرآن میں موجود نہیں ہے یعنی قرآن میں وحی کا بہت سا حصہ شامل نہیں ہے۔ اِس لیے قرآن کو ہدایت کے لیے کافی نہیں مانا جا سکتا۔

★ (فصل الخطاب) ★

★۔ فقہی حیثیت سے یہ کہہ دینا کہ "فلاں چیز مجھ پر حرام ہے۔" بے معنی اور بے اثر ہوتا ہے۔ مگر کیوں کہ حضورِ اکرمؐ نے ساتھ ساتھ وَاللّٰہِ یعنی خدا کی قسم بھی کھائی تھی، اِس لیے (بقول حضرت ماریہؑ) اِس لیے بعد میں خدا نے حکم دیا کہ قسم توڑنے کا کفّارہ بھی دیجیے۔

★ (مجمع البیان) ★

★ قسم توڑنے کا کفّارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا دس آدمیوں کو لباس پہنانا، یا ایک غلام آزاد کرنا ہے

www.drhasanrizvi.com

اور جو اِن تینوں میں سے کوئی کام نہ کر سکے وہ تین روزے رکھے۔

٭ (تفسیر نمونہ) ٭

٭ پیغمبر اکرمؐ کے لیے خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اُنھوں نے اپنی زوجہ سے ایک حصّہ تو بیان کیا اور دوسرا حصّہ بیان نہ کیا۔" اس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ شریف لوگ کسی کی باز پرس کرتے ہوئے کسی کو بہت زیادہ شرمندہ نہیں کرتے۔ بس تھوڑا سا اشارہ کر کے چھوڑ دیا کرتے ہیں۔

٭ (تفسیر المیزان جلد ۱۷) ٭

٭ آیت سے نتیجہ نکلا کہ بند کمروں میں کتنا ہی چھپ چھپا کر کوئی بات کی یا کہی جائے، مگر جب اللہ اُس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو وہ چھپ نہیں سکتی۔

٭ دوسرے، اِس سے حضورِ اکرمؐ کی نرم اخلاقی کا پتہ چلتا ہے کہ بیویوں پر سختی نہ فرماتے، ہر کسی کی دلجوئی فرماتے۔ شکایت کے مواقع پر بھی الزام نہ دیتے۔

٭ (موضح القرآن) ٭

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ (۴) اب اگر تم دونوں (بیویاں)

صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِنْ اللہ سے توبہ کر لو (تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے)

تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ کیوں کہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے

هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ ہو گئے ہیں، اور اگر نبیؐ کے مقابلے

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ پر تم نے ایکا کیا، تو پھر جان لینا کہ

www.drhasanrizvi.com

وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ یقیناً اللہ بھی اُن کا مددگار ہے

ظَہِیۡرٌ ﴿۴﴾ اور جبرئیل اور مومنین کا وہ فرد بھی

جو بالکل نیک" صالح "ہے (مراد حضرت علیؑ) اور اُس کے بعد
تمام فرشتے بھی اُن کے ساتھی، مددگار اور پشت پناہ ہیں۔ ﴿۴﴾

یہ خطاب عائشہ اور حفصہ سے ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو یہ توبہ کا موقع ہے

کیوں کہ تمہارے دل جادۂ عدل سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں۔
* (شیخ الاسلام عثمانی) *

* غرض متفقہ طور پر آیت کا خطاب ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت حفصہ سے ہے۔ کیوں کہ اِن دونوں کے طرزِ عمل سے حضورؐ کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔

"مولیٰ" کے معنی مالک سرپرست کے ہوتے ہیں۔ مگر کیوں کہ یہاں خدا کے ساتھ ساتھ جبرئیلؑ اور صالح المومنین (یعنی حضرت علیؑ) کا نام بھی لیا گیا ہے۔ اِس لیے یہاں "مولیٰ" کے معنی مددگار کے لیے جانے چاہئیں۔
* (فصل الخطاب) *

* حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ "مجھے معلوم ہوا کہ اِس قصے کے بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب بیویوں سے کنارہ کشی اختیار فرمائی ہے، اور مشربہ ام ابراہیم نامی مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے سب کو طلاق دے دی؟ فرمایا: "نہیں۔" میں نے عرض کی: اللہ اکبر

www.drhasanrizvi.com

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ ۝۵ بہت ممکن ہے کہ اگر نبیؐ تم سب
اَنۡ یُّبۡدِلَهٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا بیویوں کو طلاق دے دیں، تو اللہ
مِّنۡكُنَّ مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ انھیں ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں
قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں، جو
سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبۡكَارًا ۝۵ سچی مسلمان ہوں، ایمان دار ہوں،
اطاعت کرنے والیاں ہوں، توبہ کرنے والیاں دیا، خدا سے رُجوع
کرنے والیاں ہوں، عبادت گذار ہوں، روزہ دار ہوں، چاہے
وہ پہلے شادی شدہ رہی ہوں یا کنواری ہوں۔

یہ خطاب ام المؤمنین حضرتِ عائشہ اور حضرت حفصہ سے ہے

★ مطلب یہ ہے کہ تم دونوں سے ایسی ایسی باتیں سرزد ہوئی ہیں کہ جن کی وجہ سے تم پر توبہ کرنا واجب ہے۔ تمہارے دل اطاعتِ الٰہی سے ہٹ گئے ہیں۔ کیوں کہ تم پر واجب تھا کہ جو بات رسولِ خدا کو پسند تھی وہی کرتیں۔
★ (تفسیر صافی) ★

★ حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ: "میں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں جو رسولِ خدا کے خلاف ایک دوسرے کی مددگار تھیں، کون تھیں؟ حضرت عمر نے فرمایا: "وہ عائشہ اور حفصہ تھیں۔"
★ (تفسیر صافی - مجمع البیان) ★

www.drhasanrizvi.com

☆ یہ راز بعد میں فاش ہو گیا کہ اُن دونوں خواتین نے سازش فرمائی تھی، تاکہ پیغمبرؐ اُس زوجہ کے پاس نہ جائیں، جنھوں نے آپؐ کو شہد کا شربت پلایا تھا۔ اِس کے معلوم ہونے سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔

☆ (فصل الخطاب) ☆

☆ بخاری شریف میں روایت ہے کہ: "پیغمبر اکرمؐ اپنی زوجہ زینب بنتِ جحش کے پاس جاتے تو وہ آپؐ کو شہد کا شربت پلاتیں، جو آپؐ کو بہت پسند تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ سے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ جب رسولِ خداؐ ہمارے پاس تشریف لائیں تو اُن سے کہیں گے کہ آپؐ کے منھ سے مغافیر (جو ایک بدبودار گوند ہوتا ہے) کی بدبو آرہی ہے۔
کیوں کہ جنابِ رسولِ خداؐ کو بدبو سخت ناپسند تھی، اِس لیے آپؐ نے فرمایا کہ آج کے بعد شہد نہیں پیوں گا۔" (آپؐ کو غالباً یہ خیال ہوا ہوگا کہ شہد کی مکھی نے مغافیر سے رس چوس کر شہد بنایا ہوگا) مگر ساتھ ہی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ سے یہ بھی فرمایا کہ یہ بات کسی کو نہ بتانا (تاکہ کہیں یہ میری سنّت سمجھ کر لوگ شہد کا استعمال بند کردیں) مگر دونوں بیویوں نے راز فاش کردیا۔ پھر بعد میں حضورِ اکرمؐ کو خداوندِ عالم نے بتا دیا کہ یہ سب سازش تھی۔ جس پر پیغمبرؐ کو رنج ہوا اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

☆ (ملخص از صحیح بخاری جلد ۶، تفسیر کبیر) ☆

☆ جنابِ رسولِ خداؐ اِسی سازش کی وجہ سے ایک ماہ تک اپنی ازواج سے الگ رہے۔ یہاں تک کہ مشہور ہو گیا کہ آپؐ اپنی ازواج کو طلاق دے دیں گے۔ یہ سُن کر ازواجِ پیغمبرؐ سخت پریشان ہوئیں اور اپنے عمل پر پشیمان بھی ہوئیں۔ ☆ (تفسیرِ نمونہ) ☆

☆ معلوم ہوا کہ گھر، ادارہ یا معاشرے میں دوسروں کو کاٹنے کے لیے اِس طرح کی سازش کرنا خدا کو سخت ناپسند ہے۔ ☆ (مؤلف) ☆

www.drhasanrizvi.com

★ **آیت کا پیغام:** یہ ہے کہ: "اے ازواجِ رسولؐ! کبھی بھول کر بھی یہ نہ سوچ بیٹھنا کہ مرد کو تو عورتوں کی ضرورت ہوتی ہی ہے، پھر ہم سے اچھی عورتیں رسولؐ کو کہاں سے ملیں گی۔ اس لیے رسولؐ مجبوراً ہماری باتیں سہتے رہیں گے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ چاہے تو تم سے کہیں بہتر عورتیں اپنے نبیؐ کو دے سکتا ہے، اُس کے لیے کوئی کمی نہیں۔

★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

نتائج: (۱) معلوم ہوا کہ ازواجِ رسولؐ مثالی کردار کی مالک نہ تھیں، ورنہ یہ نہ فرمایا جاتا کہ "خَيْرًا مِّنكُنَّ" "تم سے بہتر عورتوں سے خدا ازواج کو بدل سکتا ہے۔

(۲) اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ازواجِ رسولؐ لاکھ بڑی مرتبہ والی ہوں، مگر آیتِ تطہیر کی مصداق نہیں بن سکتیں، اس لیے کہ اگر آیتِ تطہیر کی مصداق ہوتیں تو اُن سے بہتر کوئی اور عورت ہو ہی نہیں سکتی تھی، اور اگر آیتِ تطہیر کی مصداق ہوتیں تو خدا یہ الفاظ اُن کے لیے نہ فرماتا "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا" "تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ (آیت ۴)

★ اور جن کے لیے خدا یہ فرمائے کہ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا: "وہ ایسے پاک رکھے گئے ہیں کہ جو حق ہے پاک رکھنے کا" (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳ پارہ ۲۲)

★ دلوں کے ٹیڑھ تو بڑی سخت نجاست ہے، بلکہ حقیقی نجاست ہے۔ پھر انہی ازواجِ رسولؐ کے لیے خدا یہ کیسے فرماتا کہ: "یہ ایسی پاک ہیں جو حق ہے پاک ہونے کا"۔ یہ تو پھر تضاد بلکہ مذاق ہو جاتا۔ اس لیے کم سے کم یہ بات ضرور ماننی پڑے گی کہ ازواجِ رسولؐ آیۂ تطہیر میں شامل نہیں ہو سکیں۔

★ (مؤلف) ★

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دنیا اور آخرت کی تمام خوبیاں دو چیزوں میں چھپی ہوئی ہیں (۱) لوگوں کے راز چھپائے رکھنا

www.drhasanrizvi.com

(۴) اور نیک اچھے لوگوں سے دوستی رکھنا؛ اور تمام شر دو چیزوں میں چھپا ہوا ہے:
(۱) رازوں کو فاش کرتے پھرنا۔ (۲) شریر لوگوں سے دوستی رکھنا۔"

* (تفسیر نمونہ) *

آیت سے یہ سبق ملا کہ: کسی کے خلاف سازشیں نہیں کرنی چاہئیں (۲) کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔ (۳) دو آدمیوں میں اگر اچھے تعلقات ہوں تو ان کو کاٹنا نہیں چاہیے۔ (۴) اپنے اوپر خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں کرنا چاہیے۔ (۵) بات بات پر قسم نہیں کھانی چاہیے۔ (۶) اور دل میں ٹیڑھ کجی کو جگہ نہ دینا چاہیے۔

* (مؤلف) *

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا ⑥	اے ایمان لانے والو! بچاؤ اپنے آپ کو
اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ	اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے جس کا ایندھن
نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ	انسان اور پتھر ہوں گے۔ جس پر بڑے سخت گیر
وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ	تیز مزاج اور بہت زیادہ سختی کے ساتھ گرفت کرنے
غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ	والے فرشتے مقرر ہیں جو کبھی اللہ کے حکم کے
اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ	خلاف کچھ نہیں کرتے۔ انھیں جو حکم بھی دیا جاتا ہے
مَا یُؤْمَرُوْنَ ⑥	وہی کرتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

"اَھْلِیْکُمْ" "تم اپنے بیوی بچّوں کو بچاؤ۔ یعنی اھل کے لفظ میں بیوی، بچے، ملازم، رعایا، شاگرد، دوست، محسن، مرید بھی شامل ہیں۔ اِن سب کو احکامِ خداوندی کی تعلیم دینا اور عمل کرنے کی ترغیب دینا ضروری ہے۔

* (جصّاص) *

نمبر۔ آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو ہر ایسے بُرے کام سے بچایا، روکا، ٹوکا جائے جو جہنّم میں جانے کا سبب بنتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفسیر ماجدی) *

نتائج

اِس آیت سے محقّقین نے نتیجے نکالے کہ:

(۱) انسان اپنے عمل میں مختار ہے۔

(۲) ماں باپ کو اپنے گھر والوں کو برائیوں سے روکنا ضروری ہے۔

(۳) جیسا کام ہوتا ہے خداوندِ حکیم نے ویسے ہی فرشتے خلق فرمائے ہیں۔ جہنّم میں سخت گیر اور ترش مزاج فرشتے مقرّر فرمائے ہیں، جن میں رعایت نام کو بھی نہیں ہوتی۔ یہ بات جہنّم کے عذاب (سزا) کی شدّت کو بتاتی ہے۔ اور اُس کا خوف بھی پیدا کرتی ہے۔

(۴) فرشتے جذبات کے حامل نہیں ہوتے۔

(۵) فرشتے خدا کے حکم کے عین مطابق عمل کرتے ہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفسیر ماجدی۔ فصل الخطاب) *

(۶) اپنے آپ کو آگ سے بچانے کا مطلب حرام کاموں سے خود کو بچانا ہے۔ (خود بچنا ہے) اور فرائضِ الٰہی کو باقاعدگی سے عملاً ادا کرتے رہنا ہے، اپنے گھر والوں کو سمجھانا، نصیحت کرنا اور وقتِ ضرورت ڈانٹنا، اور سختی کرنا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ گھر والے سمجھانے

www.drhasanrizvi.com

ڈانٹنے سے مان جائیں۔ اِسی لیے شاید بعد میں حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کا ذکر کیا گیا۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ (۱) ہر انسان صاحبِ اختیار ہے (۲) اور ضروری نہیں کہ سمجھانے اور نیک تربیت کا ہر شخص اچھا اثر ضرور قبول کرلے۔

ناقصاں را نکُند صحبتِ صالح کامل
بوئے ماہی نَرَوَد گرچہ درونِ دریا

یعنی: بُرے لوگوں کو نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا نیک اور کامل الایمان نہیں بنا سکتا جیسے مچھلی ہر وقت دریا کے پانی میں رہتی ہے لیکن اُس سے بدبو دور نہیں۔ اگرچہ پانی بدبو کو دور، دفع کر دیتا ہے۔ تاہم مچھلی کی بدبو کو دفع نہیں کر سکتا۔

گھر والوں کو آگ سے بچانے کے بارے میں ایک شخص نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ "ہم اپنے گھر والوں کو جہنّم کی آگ سے کیسے بچائیں"؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: "(۱) اُن کو اچھے کاموں اور فرائضِ الٰہیّہ کے ادا کرنے کی تلقین کرو۔ (۲) بُرائیوں سے بچتے رہنے کی نصیحت کرو۔ اگر انھوں نے تمھاری بات کو قبول کر لیا، تو پھر تم نے اُن کو جہنّم کی آگ سے بچا لیا، اور اگر اُنھوں نے تمھاری بات کو قبول نہ کیا تو پھر تم نے اپنی ذمّے داری ادا کر دی۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵) *

* جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: "یاد رکھو! تم سب کے سب نگہبان بھی ہو اور جوابدہ بھی۔ تم اُن کے نگہبان اور جوابدہ ہو جو تمھارے ماتحت ہیں۔ اِسلامی حکومت کا رئیس و امیر تمام لوگوں کا نگہبان ہے۔ اِس لیے اُس کو سب کے لیے خدا کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا (کہ اُس نے اُن کی صحیح تربیت کی، یا نہیں) عورت اپنے بچّوں کی نگہبان ہے، اور اُن کے لیے جوابدہ ہوگی۔"

* (مجموعۂ ورام جلد اول) *

www.drhasanrizvi.com

☆ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :
" تم خود اپنے گھر والوں کو نیکی کی تعلیم دو اور اُن کو اچھے اچھے آداب سکھاؤ۔ "
☆ (تفسیر درِ منثور جلد ۶) ☆

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا (وہ کافروں سے کہیں گے) اے کافر لوگو !
لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا آج معذرتیں مت پیش کرو تمھیں تو
تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٧ بالکل ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے
کام تم کیا کرتے تھے ۔ ۝٧

(یہ آیت بھی خدا کے عدل کی منھ بولتی دلیل ہے کیونکہ جیسی کرنی ویسی بھرنی)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۝٨ اے اللہ اور اُس کے رسُول کو دل سے
تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ۖ ماننے والے ایمان دارو ! اللہ کی
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ بارگاہ میں ایسی سچّی اور خالص توبہ
عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ کرو جو دکھاوے اور منافقت سے پاک ہو
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا دور نہیں کہ اللہ تمھاری بُرائیوں پر

www.drhasanrizvi.com

الۡاَنۡهٰرُ ۙ یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ یَسۡعٰی بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ بِاَیۡمَانِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَ اغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۸﴾

پردہ ڈال دے (یا) تمھاری برائیاں تم سے دور کردے اور تمھیں جنّت کے اُن سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کردے جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں، جس دن اللہ نبیؐ اور ابدی حقیقتوں کو دل سے ماننے والے ایمان داروں کی جو نبیؐ کے ساتھ ہیں، ذلت نہیں ہونے دے گا (رسوا نہیں کرے)، اُن کا نور اُن کے آگے آگے اور اُن کے داہنی جانب دوڑ رہا ہوگا، اور وہ کہہ رہے ہوں گے: "اے ہمارے پالنے والے مالک! ہمارے نور کو ہمارے مکمّل کردے اور ہمیں معاف کردے، یا ہمیں اپنی رحمت سے ڈھک لے۔ واقعاً تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ﴿۸﴾

نیکی اور سچی توبہ کی اہمیت فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام اپنی ایک دعا میں اپنے مالک کی بارگاہ میں عرض گذار ہیں: "مالک! تو وہی ہے جس نے اپنے عفو و بخشش

www.drhasanrizvi.com

کے لیے اپنے بندوں کے سامنے (توبہ کا) دروازہ کھولا ہوا ہے۔ جس کا نام تو نے توبہ رکھا ہے۔
پھر تو نے خود فرمایا ہے: "توبہ کی طرف لوٹو"
"تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا" یعنی خالص سچی توبہ کرو۔ (دل سے پکا ارادہ کرو کہ اب میں گناہوں کی زندگی سے پلٹ کر خدا کی اطاعت والی زندگی اختیار کرتا ہوں) اب اُن لوگوں کے لیے کیا عذر باقی رہ گیا جو اِس (رحمت اور معافی کے) دروازہ کھلنے کے بعد بھی اس دروازے میں داخل ہونے سے غافل ہیں۔"

* (صحیفۂ سجادیہ کی پہلی مناجات۔ بحار الانوار جلد ۹۴) *

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "خداوندِ عالم اپنے بندوں کی توبہ سے اُس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص خوش ہوتا ہے جس نے کسی رات اپنی سواری اور تمام سامانِ سفر گم کر دیا ہو، اور پھر وہ تمام چیزیں اُسے اچانک مل جائیں۔"

* (اصول کافی جلد ۲، بابِ توبہ حدیث ۸) *

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "بندہ گناہ سے توبہ کرلے اور پھر ویسا گناہ نہ کرے۔ (یہ حقیقی توبہ ہے)"۔
امام علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ: "ہم میں ایسا کون ہے جو توبہ کر کے پھر وہی گناہ نہ کرتا ہو۔"
اس پر آپؑ نے فرمایا: "اللہ کو اپنے بندوں میں وہ شخص بھی محبوب ہے جس کا امتحان پر امتحان ہوتا رہے، اور وہ (ناکام ہو ہو کر) توبہ پر توبہ کرتا چلا جائے۔"

* (تفسیر صافی بحوالہ کافی) *

یاد رہے کہ خدا کا نام "توّاب" ہے یعنی "بار بار بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا"

* (مفردات امام راغب) *

www.drhasanrizvi.com

خالص توبہ کے معنی (۱) واقعی دل میں احساسِ جرم پیدا ہو۔
(۲) جس کے نتیجے میں دل میں شرمندگی کا احساس شدّت سے پیدا ہو۔
(۳) اور اسی کے ساتھ ساتھ آئندہ گناہ کو ترک کیے رہنے کا مصمّم ارادہ ہو۔
(۴) اپنے اُن فرائض کو عملاً ادا کرتے رہنے کا تہیہ بھی کر لیا ہو، جو اَب تک ادا نہیں کیے۔
(۵) جن جن کا حق ادا نہیں کیا ہے، یا مار لیا ہے، اُس کو عملاً ادا کر دینا ہے، اور اگر کسی کے ساتھ قولی یا فعلی ظلم یا زیادتی کی ہے اُس سے عملاً معافی مانگنا ضروری ہے۔

* (فصل الخطاب) *

محققین نے نتیجے نکالے (۱) خداوندِ عالم، رسولؐ کو اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے، اُن کو ذلیل نہیں ہونے دے گا
(۲) اُن کی اصل عزّت یہ ہوگی کہ وہ جنّت کی طرف بڑھ رہے ہوں گے اور اُن کا نور پھیلا ہوا ہوگا۔
(۳) کیوں کہ مومنین ایمان وعمل کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، اِس لیے کسی کا نور مدّھم ہوگا تو وہ دعا کر رہا ہوگا: اے ہمارے مالک! ہمیں بخش دے یعنی ہمارے نور کی کمی کو ہمارے گناہ معاف کر کے اور روشن فرما دے۔ یا ہمیں پورا پورا نور عطا فرما، اور ہمارے نور میں کوئی کمی باقی نہ رہے۔

* (فصل الخطاب) *

خالص توبہ کے شرائط (۱) ترکِ گناہ کا عزم بالجزم (۲) دل سے شرمندگی۔
(۳) پچھلے گناہوں کی تلافی کی جائے، معافی مانگی جائے اور جن کے حقوق مارے ہوں وہ ادا کیے جائیں۔ (۴) پھر خدا سے معافی مانگی جائے (اوّل وآخر دُرود پڑھ کر صبح اور عصر کی نماز کے بعد ایک تسبیح پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یعنی: "میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور گناہ کی زندگی سے اطاعتِ خدا کی زندگی کی طرف لوٹتا ہوں۔"

* (تفسیر نمونہ) *

www.drhasanrizvi.com

نصوح ، نصح سے ہے ۔ یعنی خالص خیر خواہی ۔ اسی لیے عربی میں خالص شہد کو ناصح (جبکہ اُردو میں ناصح سے مراد احمق مولوی ہوتے ہیں) حالاں کہ نصیحت کرنے کے معنی کسی کی حقیقی خیر خواہی ، بھلائی چاہنا ہوتا ہے ، اور اسی بھلائی چاہنے کی وجہ سے اُس کو بُرائیوں کے بھیانک نتائج سے آگاہ کرنا ہوتا ہے ۔

* (مفردات امام راغب ، لغات نعمانی) *

★ اکثر مفسّرین نے توبۃً نّصوح کی شرائط یہ بیان کی ہیں :-

(۱) دل سے اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونا ۔

(۲) زُبان سے خدا سے اپنے گناہوں پر بار بار معافیاں مانگنا ۔

(۳) گناہوں کو ترک کر دینا ، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا مُصمّم ارادہ کرنا ۔

(۴) دل میں اِس بات کا خوف رہنا کہ نہ معلوم میری توبہ خدا کے ہاں قبول ہوئی یا نہ ہوئی ۔ مگر یہ اُمید بھی رکھنا کہ توبہ قبول ہو جائے گی ، اِس لیے کہ خدا نے سچّی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے مگر یہ خوف رکھنا کہ نہ معلوم میری توبہ سچّی توبہ بھی ہے کہ نہیں ؟

(۵) خدا کی اطاعت پر جمے رہنا ، مگر اپنے پچھلے گناہوں کو نظر میں رکھے رہنا ۔

(۶) جن لوگوں کے ساتھ زُبانی زیادتیاں کی ہیں اُن سے معافی مانگنا اور جن کے حقوق مارے ہیں اُن کے حقوق ادا کر دینا ۔

(۷) کم بولنا ، کم کھانا ، اور کم سونا ، اور خدا کو زیادہ یاد کرتے رہنا ۔

(۸) اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر رونا ۔

* (تفسیر کبیر ۔ مجمع البیان) *

؎ لیں شفاعت نے مری بڑھ کے بلائیں کیا کیا :: عرقِ شرم سے ڈوبا جو گنہگار آیا

www.drhasanrizvi.com

توبۂ نصوح کا معیار

معاذ ابنِ جبل ؓ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا:

" تَوْبَةً نَّصُوحًا " کا کیا مطلب ہے۔؟

فرمایا: " توبۂ نصوح یہ ہے کہ توبہ کرنے والا شخص پھر کسی طرح گناہ کی طرف نہ لوٹے، جیسے: (پستان سے نکلا ہوا) دودھ کبھی پستان کی طرف نہیں لوٹتا "

* (تفسیر مجمع البیان) *

گویا توبۂ نصوح وہ ہے جو زندگی میں حقیقی انقلاب برپا کر دے۔

ع وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود :: ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

* (اقبالؔ) *

توبۂ نصوح کے نتیجے اور فوائد

(۱) گناہوں کا معاف ہو جانا۔ (۲) خدا سے اچھے تعلقات کا قائم ہو جانا۔ (۳) دعاؤں کا قبول ہونا۔ (۴) خدا کی نعمتوں سے لدی، بھری جنتوں میں داخل ہونا۔ (۵) جہنم کی سخت ترین تکلیفوں اور ذلتوں سے بچ جانا۔

* (تفسیر نمونہ) *

(٦) مومنین کے نور سے مراد مومنین کا اپنا عمل اور توبہ ہے۔ مومنین کا یہ نور قیامت کے دن اُن کے آگے آگے چلے گا۔

(۷) توبہ کرنے کی وجہ سے بندے کی توجہ خدا کی طرف زیادہ ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں خدا کی توجہ بندے کی طرف مبذول ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے اُس کی توفیقات میں بے انتہا اضافہ ہو جاتا ہے، اُس کے نور کی تکمیل ہوتی چلی جاتی ہے اور مومن تکامل کی راہوں پر بلند سے بلند درجات پر فائز ہوتا چلا جاتا ہے۔ * (تفسیر نمونہ) *

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

www.drhasanrizvi.com

نے ارشاد فرمایا: "جو شخص گناہوں سے دل سے توبہ کرلے، وہ اُس شخص کی مانند ہے جس نے بالکل کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ مگر وہ شخص جو گناہوں پر گناہ بھی کرتا رہے اور توبہ استغفار بھی کرتا رہے، وہ اُس شخص کی مانند ہے جو خدا کا مذاق اُڑاتا ہے، اور تمسخر کرتا ہے۔

* (اصول کافی جلد ۲۔ باب التوبہ حدیث) *

روشنی" نور" سے مراد ایمان ہے۔ جو دل میں ہوتا ہے۔ پھر یہی نور جب دل سے بڑھتا ہے تو سارے کے سارے بدن میں، پھر گوشت پوست میں سرایت کرجاتا ہے۔

* (موضح القرآن) *

يَآ اَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ ⑨ اے نبیؐ! کافروں (یعنی، حق کے

الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ منکروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے،

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰهُمْ اور اُن کے مقابلے میں سختی سے کام

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨ لیجیے۔ اُن کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ اور

یہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ ⑨

آیت کا پیغام یہ ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جنگ کی حالت میں کافروں اور منافقوں کے مقابلے پر سختی اور مضبوطی کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔

* (تفسیر کبیر۔ تفسیر ماجدی) *

www.drhasanrizvi.com

۹۳۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھلے ہوئے ظاہر بظاہر کافروں کے خلاف دونوں قسم کے جہاد کیے۔ یعنی تلوار سے بھی اُن سے جنگ کی اور زبان سے پہلے دلائل پیش فرمائے۔

مگر آپؐ نے منافقوں کے مقابلے پر اپنی زندگی میں کبھی تلوار نہیں چلائی۔ جبکہ رسولؐ کو یہ حکم تھا کہ وہ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کریں۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کام (منافقوں سے جہاد) حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام نے آں حضرتؐ کی نیابت میں انجام دیا۔ اِس طرح کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے منافقوں کے خلاف تلوار سے جہاد فرمایا۔

اِسی لیے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: یَا عَلِیُّ حَرْبُكَ حَرْبِی

یعنی: "اے علیؑ! تمھاری جنگ، میری جنگ ہے۔"

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی بتلا دیا تھا کہ: "اے علیؑ! تم کو تین گروہوں سے جنگ کرنا ہوگی۔ (۱) ناکثین (۲) قاسطین (۳) مارقین۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کو اپنے دورِ خلافت میں تین جنگیں لڑنی پڑیں۔ (۱) جنگِ جمل (۲) جنگِ صفین (۳) جنگ نہروان

* (فصل الخطاب) *

* حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج اس قدر نرم اور اخلاق اس قدر خوش مزاج تھا کہ اللہ نے اوروں سے تو کہا کہ تحمل کرو، برداشت کرو، مگر حضور اکرمؐ سے فرمایا جا رہا ہے کہ سختی کرو۔

* (شیخ الاسلام عثمانی) * (سبحان اللہ)

" یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے " ؎

www.drhasanrizvi.com

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا	۱۰ اللہ کافروں کے معاملے میں نوحؑ اور
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ	لوطؑ کی بیویوں کی مثال پیش کرتا
نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا	ہے، وہ ہمارے ۲ دو نیک بندوں کی
تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ	زوجیت میں تھیں۔ مگر اُنھوں نے
عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا	اپنے شوہروں سے غداری کی (یعنی
فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ	ایمان کے معاملے میں اُن کا ساتھ
اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا	دینے کے بجائے کافروں کا ساتھ دیا)
النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۱۰	تو وہ دونوں (نوحؑ اور لوطؑ) اللہ

کے مقابلے میں اپنی بیویوں کو اللہ (کی سزا) سے بالکل بھی نہ بچا سکے یا وہ دونوں (نوحؑ اور لوطؑ) اللہ کے مقابلے میں اپنی بیویوں کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ اور اُن دونوں (بیویوں) سے کہدیا گیا کہ: "جہنّم کی آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ ساتھ تم بھی (جہنّم میں) داخل ہو جاؤ۔

---

۲ حضرت نوحؑ کی بیوی کا نام والہہ تھا (مقاتل) *

* حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں نے کوئی بدکاری، حرامکاری (زناکاری)

www.drhasanrizvi.com

نہیں کی تھی۔ حضرت نوحؑ کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ کہتی پھرتی تھی کہ نوحؑ دیوانے ہیں۔ (معاذ اللہ) اور حضرت لوطؑ کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو حضرت لوطؑ کے گھر آنے والے مہمانوں کی خبر دے دیا کرتی تھی۔ قرآن مجید نے دونوں کے اس عمل کو خیانت فرمایا ہے۔

* (لغات القرآن نعمانی جلد ۱) *

نتائج محققین نے نتیجہ نکالے کہ (۱) ازدواجی تعلقات نجات کے ضامن نہیں ہوا کرتے نجات اسی وقت ممکن ہے جب خداوندِ عالم سے اطاعت کا تعلق جوڑا جائے۔ بغیر اطاعت خداوندِ عالم سے اچھے تعلقات قائم نہیں ہو سکتے۔ رسولؐ سے اچھے تعلقات اُن کی پیروی کرنے سے قائم ہوتے ہیں۔

(۲) اس آیت نے ثابت کر دیا کہ نبیؐ کی بیوی ہونا اُن کے مثالی کردار ہونے کی ضمانت نہیں ہوتا۔

* (فصل الخطاب) *

* مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کی بیوی کا نام والہہ اور حضرت لوطؑ کی بیوی کا نام والعہ تھا۔

* (قرطبی جلد ۱۰) *

* لیکن بعض نے اس کے برعکس لکھا ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۸)

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "کسی نبی کی بیوی منافیِ عفت عمل (بدکاری) نہیں کرتی۔"

* (تفسیر درِ منثور جلد ۶) *

* امام راغب نے لکھا کہ خیانت اور نفاق ایک چیز کے دو نام ہیں۔ اس لیے جن عورتوں نے رسولِ خداؐ کا راز فاش کیا اُنھوں نے بھی خیانت کی۔

* (مفردات امام راغب) *

* اس آیت سے واضح ہو گیا کہ نبیؐ سے رشتہ کا تعلق نجات کا سبب نہیں بنا کرتا۔ نجات کا دار و مدار ایمان و عمل پر ہوا کرتا ہے۔ اسی لئے اس آیت کے آخر میں فرمایا: "نبیؐ کی اُن دونوں بیویوں سے کہا جائے گا تم بھی تمام دوزخیوں جہنمیوں کے ساتھ جہنم رسید ہو جاؤ۔ (آیت ۱۰) کیوں کہ تم نے دوسروں کی طرح بُرے کام کیے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ ﴿۱۱﴾ اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل
اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ سے مان لینے والے ایمان داروں کے
اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ سلسلے میں اللہ فرعون کی بیوی کی
عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ مثال دیتا ہے جس نے دعا کی کہ:
نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ "اے میرے پالنے والے مالک! میرے لیے
وَعَمَلِهٖ وَ نَجِّنِيْ مِنَ اپنے ہاں جنّت میں ایک گھر بنا دے
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے
اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما ﴿۱۱﴾

وقف لازم

نتائج و تعلیمات

محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) ہر بلاء اور مصیبت میں اپنی دنیا اور آخرت کی نجات کے لیے خدا سے دعائیں مانگتے رہنا انبیاء کرام (اور نیکوں) کی سیرت ہے۔

* (تفسیر ماجدی - تفسیر کبیر) *

تقیہ کی مثال

(۲) فرعون کی بیوی کا نام آسیہؑ بنتِ مزاحم تھا۔ خداوندِ عالم نے اُن کے ایمان کو مومنین کے لیے مثالی ایمان قرار دیا ہے جبکہ وہ اپنا ایمان چھپاتی تھیں یعنی: تقیہ فرماتی تھیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ ظالموں کے مقابلے میں جان و عزّت بچانے کے لیے اپنا ایمان چھپا لینا۔ یعنی تقیہ کرنا مثالی ایمان ہوتا ہے۔

* (فصل الخطاب) *

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو تقیہ کرتا ہے (یعنی اپنا ایمان بوقتِ ضرورت چھپائے رکھتا ہے) اُس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ ایک ایمان لانے کا اجر، اور دوسرا ایمان کو چھپانے کا۔"

★ (تفسیر نور الثقلین) ★

★ نیز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنتی عورتوں میں سب سے افضل چار ہیں (۱) حضرت خدیجہؑ بنتِ خویلد (۲) حضرت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ (۳) حضرت مریمؑ بنتِ عمرانؑ (۴) حضرت آسیہؑ بنتِ مزاحم (فرعون کی بیوی)۔

★ (لغات القرآن نعمانی جلد ا صـ ۲۴٦، تفسیر درِ منثور جلد ٦) ★

★ بعض مفسرین نے اِس حدیث میں اپنی طرف سے حضرت عائشہ کا نام داخل کرنے کی جاہلانہ کوشش فرمائی ہے۔ حالاں کہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھا اور عام مورخین نے لکھا کہ سورۂ تحریم کی آیات شدت کے ساتھ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کی مذمت کر رہی ہیں (بقول حضرت عمر) اُن کا عمل خدا اور رسولؐ کے غیظ و غضب کا سبب بنا تھا۔

۔یہی بات صحیح بخاری کی اس روایت میں وضاحت سے آئی ہے جسے حضرت ابن عباس نے نقل فرمایا ہے۔ ★ (صحیح بخاری جلد ٦ صـ ۱۹۵)

نوٹ: اِس روایت کو اِسی سورۃ کی آیت ۴ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ ★ (مؤلف) ★

★ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کیسے نیک بندے تھے، مگر دونوں کی بیویاں منافق تھیں۔ حشر دونوں کا بُرا ہوا۔ رشتۂ زوجیت جہنم سے نہ بچا سکا۔ اِس کے برعکس فرعون جیسے بدمعاش کی بیوی حضرت آسیہؑ بنتِ مزاحم پکّی مومنہ، ولیۂ کامل تھیں، نہ بیوی کو شوہر کی بدمعاشیاں متاثر کر سکیں اور نہ شوہر بیوی کی وجہ سے عذابِ الٰہی سے بچ سکا۔ (جیسی کرنی ویسی بھرنی) (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ
بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع

۱۲ اور (ایمان داروں کے لیے خدا) عمرانؑ کی بیٹی مریمؑ کی مثال بھی پیش کرتا ہے، جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی (یعنی جس نے کسی مرد کو اپنے قریب نہ آنے دیا) تو ہم نے اُس کے اندر اپنی طرف سے اپنی روح کا ایک جزو پھونک دیا۔ اور اُس نے اپنے پالنے والے مالک کے کلمات (یعنی اُس کی باتوں، ہدایتوں، پیاموں اور کتابوں کی تصدیق کی) کیوں کہ وہ اللہ کی پوری پوری اطاعت کرنے والوں اور دعا مانگنے والوں میں سے تھیں۔ ۱۲

★ یہاں "قٰنِتِيْنَ" سے مراد "دعا مانگنے والے" ہیں۔
★ (تفسیر صافی۔ تفسیر قمی) ★

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "ہم نے اُن کے گریبان میں اپنی روح پھونک دی۔" تو حضرت عیسیٰؑ کی روح کو اپنی روح کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا سے خاص نسبت تھی اور اس طرح حضرت عیسیٰؑ

www.drhasanrizvi.com

کی عظمت کا اظہار کیا گیا ہے۔"
★ (تفسیر روح المعانی) ★

نوٹ:۔ اِس سے نسبت کی اہمیّت واضح ہوجاتی ہے۔ ★ (مؤلف) ★

★ اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا:۔ " مریمؑ نے اپنے پالنے والے مالک کے کلمات (یعنی) اُس کی باتوں، پیغاموں اور احکامات کی تصدیق کی۔" کلماتِ رب سے مراد خدا کی شریعت اور قانون بھی ہے، اور تمام حقائقِ دین بھی مراد ہیں۔ جن کی حضرت مریمؑ نے تصدیق فرمائی۔
★ (تفسیر کبیر) ★

نتیجہ

اِن تمام مثالوں سے مشترک نتیجہ یہ نکلا کہ:

(۱) ہر شخص کے لیے آخر میں فیصلہ کن اور نتیجہ خیز چیز اُس کا اپنا ذاتی ایمان اور عمل (کردار) ہوتا ہے۔ فقط دوسروں سے نسبت یا خونی رشتہ فیصلہ کن چیز نہیں۔ ★ (فصل الخطاب) ★

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ انبیاء کرامؑ اور حضرت مریمؑ مثالی کردار کے مالک تھے۔ ہمیں بھی اُن کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ★ (مؤلف) ★

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا :: میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

★ مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے فرشتے کے ذریعہ ایک روح پھونک دی۔ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری جس سے استقرارِ حمل ہوگیا، اور حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوگئے۔ پھونک مارنے کی نسبت خدا نے اپنی طرف اِس لئے دی کہ فاعلِ حقیقی اور مؤثر علی الاطلاق خدا ہی کی ذات ہے۔ ہر عورت کے رحم میں جو بچہ بنتا ہے اُس کو خدا ہی بناتا ہے ★ محققین نے یہاں فَرج سے مراد گریبان کا کھولنا لیا ہے۔ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کے معنی یہ ہیں کہ حضرت مریمؑ نے کسی کا ہاتھ اپنے گریبان تک نہیں پہنچنے دیا۔ یہ نہایت بلیغ کنایہ ہے۔ ★ (شیخ الاسلام عثمانی) ★

الحمد للہ:۔ آج مورخہ ۱۲ جولائی ۲۰۰۲ء / یکم جمادی الاول ۱۴۲۳ھ روز جمعہ ۲۸ ویں پارے کی تفسیر تمام کو پہنچی۔ کاتب: جعفر زیدی ۳۶ بی لانڈھی (فون: ۵۰۳۰۸۶۹)
★ (رکھروہ جلالپوری ثم جوڑیالوی)